

وَلَا تُكَلِّمُوا بَيْنَهُمَا لَتَكُونَ لَكُمْ فِي اللَّهِ حَبْلٌ مَوْضِعَ الْبُرْجِ

تصوف و سلوک



حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ

ناشر محکمۃ الفقیر فیصل آباد



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تصوف و سلوک



ناشر: جامعۃ الحبیب فیصل آباد

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب تصوف و سلوک

مؤلف حضرت مولانا محمد رفیع الدین صاحب

ناشر مکتبۃ النبیؐ
223 سنت پال فیصل آباد

اشاعت اول اکتوبر 1995ء

اشاعت دوم جون 1998ء

اشاعت سوم نومبر 2000ء

اشاعت چہارم دسمبر 2003ء

اشاعت پنجم مئی 2005ء

تعداد 1100

کمپیوٹر کمپوزنگ ڈاکٹر شاہد محمود نقشبندی

انتساب

- فقیر اپنی ان عالمی سلاز کو ششوں کا انتساب اپنے ہلوی ، رائیبر مرشد عالم محبوب
 الطافین حضرت پیر عالم حبیب تقیہ دی بھودی کے نام کرتا ہے۔
- ❖ جن کی تعلیمات کی کھلی جھلک نے فقیر کو دنیا کی کڑائی: صواب سے بچائے رکھا۔
- ❖ جن کی کوششوں نے خواہشیں اور حد انتہائی ملی منوں کا رکن بنادیا۔
- ❖ جن کی مشقوں نے فقیر جیسے بے پایہ نو مٹی: رادوں کا لوہا برہنہ کر دیا۔



| نمبر سہ | تفصیل | نمبر سہ | تفصیل | نمبر سہ |
|---------|-------------------------------|---------|---------------------|---------|
| 39 | اعلیٰ سے دلائل | 2 | پیش خد | |
| 41 | مقلدین کی | 3 | باب نمبر ۱: ہم نہیں | |
| 42 | انسان العالی سے دلائل | 4 | ۱ | ۱ |
| 48 | علامت شیخ عادل | 5 | ۱ | 2 |
| 50 | باب نمبر ۲: آداب مرشد | 4 | ۱ | 3 |
| 51 | مرشد کی فائز مشیت و قیمت | 6 | ۱ | 4 |
| | پہ نظر نہ کرے۔ | 8 | ۱ | 5 |
| 62 | مرشد کو اپنے حق میں اظہار | 11 | ۱ | |
| | کے | 11 | ۱ | 1 |
| 57 | اپنی تراز مرشد کی تراز سے | 13 | ۱ | 2 |
| | بیک نہ کرے۔ | 15 | ۱ | |
| 58 | مرشد کے خط پر ہاتھ نہ | | ۱ | |
| | لگے | | ۱ | |
| 60 | مرشد کے مایہ پر قدم نہ | 19 | ۱ | 1 |
| | لگے۔ | 27 | ۱ | 2 |
| 62 | مرشد کو سلام تو میرے بھی کواں | 23 | ۱ | |
| | جاسکے۔ | | ۱ | |
| 65 | مرشد کی نفی اور دولت سے دل | 23 | ۱ | 1 |
| | جک نہ ہو۔ | 23 | ۱ | 2 |
| 68 | مرشد کے کام کو نہ کرے۔ | 24 | ۱ | 3 |
| 71 | جو خواب میں دیکھے مرشد کی | 24 | ۱ | 4 |
| | خدمت میں عرض کرے۔ | 25 | ۱ | 5 |
| 78 | مرشد کی پہاڑ کے نیچے کسی | 25 | ۱ | 6 |
| | دراستی جگہ بیٹ نہ کرے۔ | 26 | ۱ | 7 |
| 80 | باب نمبر ۳: ناخداں کا مقام | | ۱ | |
| 81 | قرآن مجید سے دلائل | 35 | ۱ | |
| 85 | اعلیٰ سے دلائل | 35 | ۱ | 1 |
| 87 | مقلدین کی | | ۱ | |



| نمبر شمار | تفصیل | صفحہ نمبر | نمبر شمار | تفصیل | صفحہ نمبر |
|-----------|---------------------------------|-----------|-----------|-------------------------------------|-----------|
| 114 | آپ کا گھر جوف میں | 8 | 85 | باب نمبر ۱۰: افکار | |
| 116 | قرآن مجید سے کیا ہے۔ | 9 | 86 | 1. افکار سے کیا مراد ہے۔ | 1 |
| 118 | احادیث سے کیا مراد ہے۔ | 10 | 89 | 2. اللہ کی صفات میں سے کون سی تھیں۔ | 2 |
| 119 | الحالہ کلہ وحرالہ | 11 | 90 | 3. اللہ کی شان پر سے پرماتما | 3 |
| 121 | قرآن مجید سے کیا مراد ہے۔ | 12 | 91 | 4. اللہ سے | 4 |
| 123 | احادیث سے کیا مراد ہے۔ | 13 | 92 | 5. اللہ کی شان پر سے پرماتما | 5 |
| 124 | اللہ کی شان پر سے پرماتما | 14 | 93 | 6. اللہ سے | 6 |
| 126 | اللہ کی شان پر سے پرماتما | 15 | 94 | 7. اللہ کی شان پر سے پرماتما | 7 |
| 129 | اللہ کی شان پر سے پرماتما | 16 | 95 | 8. اللہ کی شان پر سے پرماتما | 8 |
| 129 | اللہ کی شان پر سے پرماتما | 17 | 96 | 9. اللہ کی شان پر سے پرماتما | 9 |
| 130 | اللہ کی شان پر سے پرماتما | 18 | 97 | 10. اللہ کی شان پر سے پرماتما | 10 |
| 131 | اللہ کی شان پر سے پرماتما | 19 | 98 | 11. اللہ کی شان پر سے پرماتما | 11 |
| 133 | اللہ کی شان پر سے پرماتما | 20 | 105 | باب نمبر ۱۱: اسباق | |
| 136 | اللہ کی شان پر سے پرماتما | 21 | 106 | 1. اللہ کی شان پر سے پرماتما | 1 |
| 139 | اللہ کی شان پر سے پرماتما | 22 | 107 | 2. اللہ کی شان پر سے پرماتما | 2 |
| 139 | اللہ کی شان پر سے پرماتما | 23 | 108 | 3. اللہ کی شان پر سے پرماتما | 3 |
| 139 | اللہ کی شان پر سے پرماتما | 24 | 109 | 4. اللہ کی شان پر سے پرماتما | 4 |
| 140 | اللہ کی شان پر سے پرماتما | 25 | 110 | 5. اللہ کی شان پر سے پرماتما | 5 |
| 141 | اللہ کی شان پر سے پرماتما | 26 | 111 | 6. اللہ کی شان پر سے پرماتما | 6 |
| 141 | اللہ کی شان پر سے پرماتما | 27 | 112 | 7. اللہ کی شان پر سے پرماتما | 7 |
| 142 | اللہ کی شان پر سے پرماتما | 28 | | | |
| 143 | اللہ کی شان پر سے پرماتما | 29 | | | |
| 143 | اللہ کی شان پر سے پرماتما | 30 | | | |
| 145 | باب نمبر ۱۰: سموات وارضہ | | | | |



| صفحہ نمبر | تفصیل | صفحہ نمبر | تفصیل | صفحہ نمبر | |
|-----------|-----------------------------------|-----------|-------|-----------------------------------|----|
| 190 | خود اشی کی اہواب مثالیں | 4 | 145 | حضرت نواب ابو سعید کی مشہور | 7 |
| 192 | ہفتین اسلامی کے فضائل | 5 | | برائی۔ | |
| 196 | انورتنی بنیادی شہد | 6 | 146 | حضرت نواب ابو جعفرؒ کی | 2 |
| 198 | صحبہ کینہ ہو؟ | 7 | | لی ناز تھی۔ | |
| 202 | انورتن کے نواب | 8 | 146 | حضرت نواب حیدر اعجازؒ کا | 3 |
| 216 | باب نمبر 13: سولہ شہد جہاد | | | قوت۔ | |
| 216 | 3 سے بہت کے ۸۰۰ ہیں | 7 | 146 | حضرت خاتم بیلا مہدیؒ کی | 4 |
| | شریعت کی کول دلیل ہے؟ | | | طاری کے اشعار | |
| | تھی؟ | | 147 | حضرت سید عبدالحقؒ کی | 5 |
| 217 | ی بکارت کی کیا ضرورت ہے؟ | 2 | | انورتن نواب۔ | |
| 219 | سولہ میں ڈارتن سے نامہ | 3 | 150 | حضرت نواب سید | 6 |
| | ہو قاتل کی اور جتن سے کی؟ | | | قد حاکم کا نہیں۔ | |
| 221 | مرحوم کو ناز کا اشعار کے | 4 | 152 | باب نمبر 14: سولہ شہد جہاد | |
| | ہے؟ | | 152 | ناب | 7 |
| 221 | جہاد کو کون دیتے ہیں؟ | 5 | 153 | ناب | 2 |
| 222 | دست جہاد سے کیا مراد ہے؟ | 6 | 153 | علاقہ | 3 |
| 223 | قبضہ سے کیا مراد ہے؟ | 7 | 154 | ناب | 4 |
| 223 | کافی اور سلی سے کیا مراد ہے؟ | 8 | 155 | شیخ نور محمد | 5 |
| 223 | تشیہ اور ہتھیہ خط میں کیا | 9 | 157 | تھی | 6 |
| | آتی ہے؟ | | 157 | ذکر و حرقہ | 7 |
| 225 | ناب کا کیا ہے؟ | 10 | 158 | ناب | 8 |
| 225 | سنت اور بدعت کی پہچان کر | 11 | 158 | علم و فن | 9 |
| | تھی؟ | | 159 | رائے ملانے کے | 10 |
| 225 | امت کا ایک راہ فقہ شریعت | 12 | 164 | سنت کا ہے | 11 |
| | ابھائی کی شہر کہتا؟ | | 182 | باب نمبر 15: افغانی شہد | |
| 226 | افغانیوں کا جہاد کیا ہے؟ | 13 | 183 | سازم افغانی | 1 |
| 227 | سولہ جہادوں میں | 14 | 183 | افغانی جہاد | 2 |
| | کرتے؟ | | 184 | افغانی کے فضائل | 3 |

پیش لفظ

۱۹۹۹ء کے سالانہ تشبندی اجتماع کی ایک نشست میں فقیر نے ولی امین ولی حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب دست بر لاقلم مبارک نقیبن خانقاہ حبیبہ چکوال کے ارشاد پر بیان کیا۔ تصوف و سلوک کے مختلف عنوانات کے گرد گھومتے ہوئے اس بیان کو سنا لیکن طریقت نے پذیرائی بخشی۔ بعض احباب نے غصا کیا کہ یہ تقریر اگر تحریر کے سانچے میں داخل جائے تو اقدار کا باعث ہوگی۔ فقیر نے قہقہے اڑا کر جواب دیا، اشت کو صفحہ قسطاں پر تبخیرنا شروع کر دیا۔ پہلے درپے تبلیغی اسفار کے بلوہود کچھ نہ کچھ سپرد قلم کرنے کی کوشش رہی۔ تزاو کشمیر ضلع بیگم تہلیبی دورہ کرتے ہوئے جناب پروفیسر امتیاز احمد عباسی نے فقیر کا یہ معمول دیکھا تو حسرت سہلائی کہ ایک شعر قد رے تعریف کھتا ہوں چہاں کیا۔

بے مشق "قلم" جاری "سنہوں" کی مشقت بھی اک طرف تمنا ہے "حضرت" کی طبیعت بھی قادر مبین کرام اگر فقیر کی اس مابطلانہ کوشش میں کوئی تھلک اصلاحات ثروت کریں تو مطلع فرما کر عہد اللہ ماجور ہوں۔ البتہ ان حضرات نے اس کتاب کی ترتیب و تدبیر میں علمی و عملی تعاون کیا ہے فقیر دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنا اردو نصیب فرمائے۔ مزید برآں تمنا ہے کہ رب کائنات دوز محشر اس بیچیز کوشش کو قبول فرما کر فقیر کو بخشش کئے ہوئے گناہگاروں کی قطار میں شامل فرمائے۔ آمین ثم آمین

مجھے اپنی بہتی کی شرم ہے تیری رفعتوں کا خلیں ہے

مگر اپنے دل کو میں کیا کروں اسے پھر بھی شوق وصل ہے

مؤلف

فقیر ذوالفقار احمد تشبندی مجددی

(کلن اللہ لا عساکر کل شیء)

پہنم دار العلوم بیگم۔ پاکستان

الله





باب 1

علم تصوف

علم تصوف کے شرعی ثبوت کے لئے تین دلائل بیان کئے جاتے ہیں۔

دلیل نمبر ۱:- اللہ جل شانہ کا قرآن ہے۔ "وذرروا اللہ واپناطنہ"

(انعام آیت 120)

[اور ظاہری گناہ اور پوشیدہ گناہ سب چھوڑ دو]

تفسیر خازن میں اس آیت کے تحت مرقوم ہے۔۔۔

"المصدر اذ بظاہر هو اللہ العالی الجوارح و باطنه اعمال القلوب"

[تفسیر خازن جلد دوم صفحہ 146]

[ظاہری گناہ سے مراد منشاء و جوارح کے اعمال اور باطنی گناہوں سے مراد دل کے اعمال ہیں]

لہذا الہی اعمال کی تین قسمیں ہیں۔

قسم اول:- وہ اعمال جن کا قیض لفظ انسان کے ظاہر سے ہے۔ مثلاً "کلوا واشربوا

ولا تسرفوا" [کھاؤ اور پیو اور برف نہ کرو] "فل لیسوا منین یعضوا من

ابصارہم" [آپ کہہ دیجئے ایمان والوں سے کہ نگاہیں نیچی نہ کریں] "فاعتزلوا النساء طی

المحیط" [معاشرہ سے عورتوں سے جنس کے بدلے میں پیچھے رہو]

قسم سوم :- دو تہیں جن کا تعلق فقط باطن کے باطن سے ہے۔ مثلاً "ار تو کل عینی اللہ" [اور اللہ پر توکل کرنا] "وا فوض امری الی اللہ" [میں اپنا کھالہ لے کر تھوڑا ہوں] "لا محشورہم و احشوی" [ان سے نہ زور اور کھڑے اور ہوں]

قسم سوم :- دو تہیں جن کا تعلق انسان کے ظاہر سے بھی ہے اور باطن سے بھی مثلاً نماز کے ظاہر کے متعلق فرمایا "و اذا لم یصلوا الی الصلوۃ فامروا کما سائی" [اور جب نماز ہونے میں تھیں تو کراہت ہوتے ہیں سستی کے ساتھ] اور باطن کے متعلق فرمایا "سواء و ان استس" [انہوں کے دکھانے کے لئے۔ اعلیٰ کے ظہری سے کائناتیں علم کل وقت] اور باطنی سے کائناتیں علم کل (اعرف) سے ہے۔ یہ دونوں تہیں صحابہ کرامؓ نے شروع علیہ الصلوۃ والسلام سے لیکھے جس کی تائید دین زین عاریث سے ہوئی ہے۔

③ — حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ "حفظت من رسول اللہ ﷺ و صحابین۔ فاما احدہما فسطحہ و اما الاخر فلرسطہ قطع هذا المعلوم" (مقلد کتاب العلم)

[میں نے رسول اللہ ﷺ سے علم سے دو تہیں حفاظت میں سے۔ ایک کو لوگوں میں پہلا دار اور دوسرے کو پچھلا دار قرار دیا ہے۔ اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی اکرم ﷺ سے دو علوم نیکیے جن ایک علم کل اور دوسرا علم ص۔

④ — سیدنا عمر بن الخطابؓ کو جب دفن کیا گیا تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے صحابہ کرامؓ کی ایک منزل میں کہ "انج اس میں سے تو مجھے ہم فوت ہو گیا" ان پر بعض صحابہ کرامؓ نے گواہی دیا اظہار کیا تو حضرت عبداللہؓ نے فرمایا "اس میں مراد بعض و خاص کا علم نہیں بلکہ ہم وقت ہے" یہ جواب سن کر سب حضرات "طعن اور فاسق ہو گئے۔ پس اس پر صحابہ کرامؓ کا بیساع سکوت ثابت ہوا اور صاف ظاہر ہے کہ صحابہ کرامؓ کسی غیر شرعی بات پر ہرگز خاموش نہ رہتے۔ وہ تو باطل کے خلاف نکلے تھے۔

⑤ — حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

”رسول اللہ ﷺ نے مجھے علم کے سزاویا پناہ دی ہیں اور میرے سوا یہ علم کسی اور کو نہیں ملا۔“ (کتاب الجہد ص 54)

❖ — صحابہ کرامؓ میں سے بعض حضرات ایسے بھی تھے جنہیں ایک خاص قسم کا علم خصوصیت کے ساتھ حاصل تھا۔ حضرت حذیفہؓ کو سنجہ و رکبی باتوں کے متعلقین کے ہوں کا علم تھا۔ انہیں رسول اللہ ﷺ نے یہ علم روزِ میں بتایا تھا۔ یہاں تک کہ حضرت عمرؓ بھی ان سے دریافت کرتے تھے کہ کہیں میں تو ان میں سے نہیں ہوں۔

❖ — بعض نامہین حضرات علمِ کلی (افتد) میں صحابہ کرامؓ سے بڑھے ہوئے تھے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے بعض اوقات مسئلہ پوچھا جاتا تو فرماتے ”بارئین عبداللہ“ سے پوچھو، انہیں میری امان کے اتنی ہر فعل کریں۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ”سعید بن انسب“ سے پوچھو۔ حضرت انس بن مالکؓ فرمایا کرتے ”حسن بھری“ سے پوچھو۔ انہوں نے سیکھنا، کرنا، دیکھنا، سننا، سمجھنا، یہ سب شدہ بات ہے کہ صحابہ کرامؓ کو یقین و معرفت (مطلوبہ) میں تاجیں یہ ایسی فضیلت حاصل تھی جیسا کہ سورج کو چاند شب۔ صحابہ کرامؓ کے یقین میں گمان نہ تھا، اسی روایت سے نکالا جاتا ہے جسے حکیم ترمذیؒ نے ثواب الصدقین اور اہل الاثرین فی القلوب میں نقل کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ اپنے ایک صحابیؓ سے پوچھا:

”کیسے اصبحنا با حارث؟“ فان اصبحنا مومنین باللہ حقاً۔ قال

انظر ما تقول با حارث؟ او لیکل نفسی حقیقة فما حقیقة ایمانک؟

فقال عرفت نفسی و صوفیہا عن الدلیل فاستوی عندی جعہ او

فجہہا و قضیہا و مذہبہا ما سہون لیلی و اضمات فہاری حتی صرت

کما سی اسطراقی عرش رسی باوراً و کما سی انضوالی اہل الحسنہ بمترا و رو

فہبہا و کما سی اسطراقی اہل النار بمتضو و عیون۔ و فی روایۃ بضعادون۔

[انے عبارت: ”مگر کہتے کی؟ تو مارش“ نے جواب دیا کہ اے اللہ سے ہی نہیں ہے

اللہ ہے اعلیٰ کی حالت میں صبح کی حضور ﷺ نے فرمایا کہ کچھ تو کہہ دیا ہے؟

اسے حادثہ! ایک برائے کی کوئی نہ کوئی سختی ہوئی ہے۔ میرے ایمان کی کیا حقیقت ہے؟ تو حادثہ! نے جواب دیا، میں نے اپنے نفس سے طبعی اختیار کی نور است دنیا سے بھیر دیا، جس کے نتیجے میں میری نظر میں اس دنیا کے بظرف مٹی، سوا اور چاندی برابر ہو گئے ہیں۔ میں رات کو جاگتا ہوں اور دن میں پراسار دیتا ہوں۔ میری یہ کیفیت ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے عرش کو اپنے سامنے ظاہر دیکھ رہا ہوں خود کو یا میں جنت میں اٹل جنت کو ایک دوسرے سے ملنے ہوئے نور مل جنت کو چلاتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔

اس پر نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ "صرفت هذا لزم" [تو جان کیا ہے اور اس پر حمارو] حضرت علیؑ سے منقول ہے "مگر جنت اور جہنم مجھے نظر بھی آجائے تو میرے عقین میں اضافہ نہ ہو" حضرت ابو بکر صدیقؓ کے بدلے میں ان کی مٹیہ سے منقول ہے "ابو بکرؓ کو لوگوں پر فضیلت نواز اور روزہ کی کثرت کی وجہ سے نہ تھی بلکہ دن کے بھین (صرفت) کی وجہ سے تھی" اسی یقین و معرفت کا ہم علم حل (تصوف) ہے۔ یہ علم کتابیں پڑھنے سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ خواہشات نفسانی کے ترک کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ حضرت حسن بصریؒ فرمایا کرتے تھے "ہم نے تصوف کا علم گیل و قل کے ذریعے سے حاصل نہیں کیا بلکہ دنیا اور اس کی لذتوں کے ترک کرنے سے حاصل کیا ہے۔" یہی ثابت ہوا کہ علم حل اور علم مل کی دنیاں سرچشمہ علوم نبوت ہی سے نکلی ہیں۔

دلیل نمبر ۲:- صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مجھ سے (دین کی باتیں) پوچھا کرو" لیکن حضرات صحابہ کرامؓ میت نبویؐ کے ظہ کی وجہ سے سوال نہ کر سکیں۔ چنانچہ ایک انجس آدمی انجس میں آئے، بیٹھ گئے اور پوچھا "ما الا بھان" (ایہ کیا ہے؟) "ما الا سلام" (سلام کیا ہے؟) "ما الا حسان" (اسان کیا ہے؟)

یہ سوالات وجہ بات حدیث جبرئیلؑ میں معروف ہیں۔ مطلب یہ کہ ظہ نبوت کی وجہ سے

حضرت صاحب کرام کو سوالات کرنے کی جرات بہت کم ہوتی تھی۔ تعلیم حقائق و وحیہ کے لئے حق تعالیٰ نے حضرت جبرئیلؑ کو انسانی شکل میں بھیجا تاکہ وہ سوال کریں اور معلم کائنات ﷺ جواب میں گوہر انشائی قربائیں اور اسی انداز سے صاحب کرام امن علمی جو اہل ہندوں سے ملچوڑ ہو۔ سوالات کے جوابات دینے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ہاتھ جسو فہل" انا حکم بعلمکم دہنکم" [یہ جبرئیلؑ آئے تھے ہمیں خدا دین سکھانے کے لئے] اس تعبیر میں یہ بات پیادی گئی کہ علوم و وحیہ کا خلاصہ من جو اہل ہند میں موجود ہے۔ جس تمام احادیث کے علوم غیبی حصول میں تقسیم ہو سکتے ہیں۔

❶ — وہ احادیث جن میں دین کے اصول اور نظریات کی تعلیم ہے۔

❷ — وہ احادیث جو اعمال ظاہرہ کی اصلاح سے متعلق ہیں۔

❸ — وہ احادیث جو اصلاح باطن سے متعلق ہیں۔

حدیث جبرئیلؑ میں ان تینوں قسموں کا ذکر آگیا۔ "ما الا یحسان" میں اصلاح عقائد کا مضمون آگیا۔ "ما الا یسلا" میں اعمال ظاہرہ کی اصلاح کا مضمون آگیا اور "ما الا یحسن" میں اصلاح اخلاق کا مضمون آگیا۔ چند جملوں میں پورے دین کا خلاصہ بیان کو بنائے بغیر انہی کے لفظ یہ حدیث "جو اجمع الکلمہ" میں سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی شخصیت انتہائی جامعیت کی حامل تھی۔ آپؐ نے دین کے من تینوں حصوں کی کما حقہ تشریح اور اشاعت کی۔ صحابہ کرامؓ میں بھی جامعیت کی شے کئی حد تک تھی۔ لیکن مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ جامعیت میں کمی آتی گئی۔ اس لئے علماء امت نے دین کی حفاظت و خدمت کے لئے من شعبوں کو من مستقل علیحدہ علیحدہ علوم میں مدون کر دیا۔

❶ — صحیح عقائد کے سلسلہ میں کتاب و سنت میں جو ہدایات دی گئیں ان کی حفاظت و خدمت کے لئے "علم الکلام" مدون ہوا۔

❷ — اعمال ظاہرہ کے متعلق جو راہنمائی کتاب و سنت نے کی ہے اسکی تشریح کیلئے "علم الفقہ" کو مدون کیا۔

❸ — اصلاح باطن کے متعلق جو باتیں کتاب و سنت نے بتائی ہیں ان کی تفصیلات کے لئے علم

الاصلاح، علم الاخلاق، علم التصوف مدون ہوا۔

☆ — ان علوم ثلاثہ میں کمال دسترس رکھنے والا ہی متحقق اور کامل نام دین کہلاتے کا حقدار ہے۔ جس تفصیل سے یہ بات واضح ہوئی کہ یہ تین علوم ”نفس پر علمی الامانہ“ کے لئے مدون کئے گئے۔ یہ علوم قرآن، حدیث سے کوئی الگ چیز یا ان کے تلافی کوئی چیز نہیں بلکہ کتاب و سنت کی روح اور ان کے ثمرات ہیں۔ شیخ ذرواق اپنی کتاب ”ایضاح الہم“ میں لکھتے ہیں۔

”نسبة للتصوف من العلم من سمة الروح الى الحسد، تصوف لی نسبت دین کے ساتھ ہی طریقت ہے یہ روح کی نسبت ایم کے ساتھ۔“

☆ — حضرت مجدد الملتی اپنے ایک مکتوب میں علامہ محمد لاہوریؒ کو تحریر فرماتے ہیں۔۔۔

”شریعت کے تین حصے ہیں علم، عمل، انعام۔ سب تک یہ تین امور متحقق نہ ہوں۔ شریعت متحقق نہیں ہوتی۔ سب شریعت متحقق ہو جاتی ہے تو حق تعالیٰ ہی رضا حاصل ہو جاتی ہے جو کہ تمام دنیاوی اور اخروی مساعیوں سے بالاتر ہے طریقت، حقیقت جس سے کہ صوفیاء متاثر ہوئے ہیں دونوں شریعت کے تیسرے حصے یعنی انعام کی تکمیل میں شریعت کے غلام ہیں لیکن ان کی تکمیل صرف شریعت کی تکمیل کے لئے کی جاتی ہے۔“

احوال و مواجہہ اور علوم و معارف جو اثبات و راہ میں حاصل ہوتے ہیں وہ مقاصد میں سے نہیں۔ ان سب سے مجاہد کہ مقام رخصت پہنچنے کا ہے۔ جو کہ سلوک کا آخری مقام ہے اس لئے طریقت و حقیقت کی منزلوں کو طے کرنے کا قصد نہیں انعام اس احسان کے ساتھ ملو سہیں ہے۔“

(جدید اول مکتوب سرور ششم)

☆ — حضرت شاد ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں۔

”مقصود صوفیہ کے طریقہ حایہ کا مشاہد حق کا حصول ہے۔“ کھانکے سراہ“ اور اس حضور اکرامؐ انہوں نے ”صاحبہ بالقلب“ رکھا ہے۔“

(انجمنی معارف اولیاء اللہ ص 39)

دیکھیں نمبر ۲۔ — حدیث متواتر فی تعریف اور اس کے فنی اثبات ہونے کی دلیل میں ال

اصول سمجھتے ہیں:

"الخبر المستور ما يكون له طريق بلا عدد معين۔ تكرر العادة قد
احالت نواظرهم على الكذب" (تجلیات فکر)

حدیث متواتر ہے کہ اتنی ہی تعداد نے ہرگز نہیں اس کی روایت کی کہ عقل
سليم اور انسانی طاقت اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہ ہو گی کہ کچھ کثیر التکرار کے غلط باتوں اور
افہام پر داری یا اقل کر نیات اور یہ کسی سازش و پیچیدہ ہے۔

چنانچہ ثبوت حقیت کے کر اس وقت تک بلا انتظار اور بلا استثناء برور اور ہر ملکت کے
کثیر التکرار غلطیوں نے علم تصوف کو حاصل کیا۔ نور فائدہ اٹھایا اور دوسروں کو پہنچایا۔ یہی
دلیل علم تصوف کی حقیقت کو باہر کرنے کیلئے کافی ہے۔

عمدہ لکھ پ بھاری ہے گواہی تیری

⑤ — حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

"صحبنا وتعلمنا آداب الطريقة والنسب كن متصله الى رسول
الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم بالمسند فصحيح
المستفيض المتصل"

یعنی مسند اور نسبی تعلیم جو تراپ تصوف اسوہ سے تعلق رکھتی ہے یہ ضرور

تسلط سے ختم منسلک ہو جاتی کے ذریعہ بنتی ہے۔

خلاصہ کلام: — محبوبہ کرام نے ہم نگاہی و علم باطنی حتی علم قل و ضم حلی وصال اللہ
لے لکھنے اور اس وقت سے امت میں بین علوم کی اہمیت و ترویج جاری و ساری ہے
آج کے دور میں ہم کل کو فو و شریعت اور علم حال کو تصوف یا طریقت کے ہم سے جوہر کیا
جاتا ہے۔ ان دونوں علوم انسان کی اعلیٰ تکمیل کے لئے ضروری ہیں۔ جس طرح کفر و حدیث اور
شرع و فو یہ بڑھ ضروری ہے اسی طرح ابونصر سراج کی "کتاب الملح" ابو طالب کلی کی "توت
الغوب" امام غزالی کی "اربعین" شیخ سرمدی کے "عروف العارف" اور حضرت مجدد کے

”مکتوبات“ پر صاف ضروری ہیں۔ اگر روایت میں کمال حاصل کرنے کے لئے عقلانی اور تھمائی سے استفادہ ضروری ہے تو روایت میں کمال حاصل کرنے کے لئے جہیز و پیریز سے فیضیاب ہونا ناگزیر ہے۔

تصوف مشاہیر امت کی نظر میں:

① — شیخ ابو طالب کی ”قوت القلوب“ میں لکھے ہیں۔ ”ہما علمان اصلبان لا یستہنی احدہما عن الآخر بمنزلة الاسلام والایمان مرتبط کل منہما بالآخر کالحسم والقلب لا ینفک احد من صاحبہ“
 ”دووں علم اصلی ہیں، ہر ایک دوسرے سے مستثنیٰ نہیں ہیں، نہ اسلام و ایمان کے۔ ہر ایک دوسرے کے ساتھ جدا ہوا ہے“ جیسے جسم و قلب کہ میں میں سے ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتا۔

② — شیخ الاسلام زکریا انصاریؒ لکھتے ہیں۔ ”الشريعة ظاہر الحقیقة والحقیقة باطن الشريعة و ہما مثلاً زمانان لا یتم احدہما الا بالآخر“
 [شریعت ظہیت کا ظاہر ہے اور حقیقت شریعت کا باطن۔ دونوں لازم و خدام ہیں۔ ایک کے بغیر دوسرے کی تکمیل نہیں ہو سکتی]

③ — حضرت امام مالک بن انسؒ فرماتے ہیں۔ ”من تفہم ولم یتصوف فقد فسق ومن یتصوف ولم یفہم فقد تزلزل ومن جمع بیہما فقد تحقق“

[جس نے (علم) فقہ حاصل کیا مگر علم تصوف حاصل نہ کیا اس نے فسق کیا۔ جس نے (علم) تصوف حاصل کیا مگر علم فقہ حاصل نہ کیا وہ زلزلہ کا شکار ہے۔ جس نے ان دونوں (علوم) کو جمع کر لیا وہ تحقق ہوا]

④ — علامہ شامیؒ فرماتے ہیں۔ ”الظہیة والشريعة مثلاً زمانان“

[ظہیت و شریعت دونوں لازم و خدام ہیں]

⑤ — اکبر الہ آبادی مردم نے شریعت و طریقت کے حوالے سے چند خوبصورت اشعار پیش کئے ہیں۔

منو دو ہی افکاروں میں مجھ سے یہ راز
شریعت وضو ہے طریقت نماز
شریعت ار عقل منطقی ~~منطقی~~
طریقت عروج دے منطقی ~~منطقی~~
شریعت میں ہے صورت فتح بدر
طریقت میں ہے معنی عشق صدر
شریعت میں ہے عمل و عمل صیب
طریقت میں حسن و جمال صیب
نبوت کے اندر ہیں دونوں ہی رنگ
مبت ہے یہ صوفی و ملا کی جنگ

پس ثابت ہوا کہ علم تصوف کوئی عجیب چیز نہیں بلکہ فاضل کی اور معنی چیز ہے۔ البتہ ہائل مونیام کی وہ باتیں جو کتاب و سنت کے خلاف ہوں بیش رد کی جائیں گی۔

⑥ — امام ابو القاسم کشمیریؒ فرماتے ہیں۔ ”کمل شریعة غیر موسیٰ ویدۃ بالحقیرۃ“

فہمیر مغبول و کمل حقیقۃ غیر مقبۃ بالشریعة فہمیر موصول“

[شریعت کی ہر بات جس کی نیک حقیقت ہے وہ غیر مقبول ہے اور حقیقت کی

ہر بات جو شریعت کی خود میں نہ سما صل کرنے کے قابل نہیں ہے]

⑦ — حضرت امام ربانیؒ مہر الف ظلیؒ فرماتے ہیں۔ ”کمل طریقۃ راقۃ الشریعة فہو زندۃ و المحادہ“

[طریقت کی ہر بات جسے شریعت رو کرے ذوق اور کمر ہے]

⑧ — حضرت امام ربانیؒ مہر الف ظلیؒ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں۔

”ہمارے مشائخ شرع شریف کے نہیں سوتوں کو بچوں کی مانند وجد و حال کے جوڑ سوز کے بدلے نہیں دیتے۔ نص سے نص کی طرف مائل نہیں ہوتے۔ فتوحات مدنیہ سے فتوحات صکیہ کی طرف التفات نہیں کرتے۔ ان کا کارخانہ بلند ہے۔“

ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں۔

”وہ دیکھیں اور مجاہدے جو تقلید سنت سے الگ ہو کر اختیار کئے جائیں مغیر نہیں ہیں“

اس لئے کہ جوگی اور بندہ استغن کے برابر اور یونان کے غلاموں بھی ان کو اختیار کرتے ہیں اور یہ ریاضتیں ان کی گمراہی میں اضافہ کے سوا اور کچھ نہیں کرتی ہیں۔“

(جلد اول مکتوبہ و صد دست و حکم)

❶ — حضرت حانی اور اللہ مہاجر مکیؒ تحریر فرماتے ہیں۔

”بعض جہلاء جو کہہ دیجئے ہیں شریعت اور سہ اور طریقت اور ہے محض ان کی کم فہمی ہے۔ طریقت بے شریعت خدا کے ٹھکانے قبول نہیں۔ صفائی قلب کفر کو بھی حاصل ہوتی ہے۔ قلب کا اصل مثل تینہ کے ہے۔ آئینہ زنگ آلود ہے تو چرخ شتاب سے بھی صاف ہو جاتا ہے نور کلاب سے بھی صاف ہو جاتا ہے لیکن فرق نجاست و طہارت کا ہے۔ ولی اللہ کو پہچاننے کے لئے اتباع سنت کسوٹی ہے۔ جو قبیح سنت ہے وہ اللہ کا دوست ہے اور اگر مبتدع ہے تو محض بے ادب ہے۔ خرق عادات تو دلیل سے بھی ہوں گے“

(روح اللہ نبین ص 129)

انذا سلاک کو چاہئے کہ علم تصوف میں حضرات سے سیکھے جن کا علم و عمل اور قال و فعل کتب و سنت کے عین مطابق ہو۔ ہاں وہ عمل صوفیاء کی بے ہودہ باتوں پر مرکوز برگز طریقت نہ ہو۔ عملی کا مشہور مقولہ ہے۔ ”خذ ما صفا و دع ما کدار“ (جو صاف ہو وہ لے لو اور جو سیلا

وہ رہ پھوڑا)



باب 2

تصوف کیا ہے؟

مشائخ نے اس سوال کے کئی جوابات دیئے ہیں اور انہیں بن مولہ آتی نے اپنی کتاب میں اس کے ایک سو سے زائد جوابات جمع کئے ہیں۔ اختصاراً چند ایک نقل کئے جاتے ہیں۔

(1) — حضرت جنید بغدادیؒ کے استاد حضرت محمد بن علی القصابؒ سے پوچھا گیا کہ تصوف کیا ہے؟ فرمایا تصوف ان کلمات اخلاق کا نام ہے جو کسی کریم زمانہ میں کسی کریم شخص سے شریف لوگوں کے سامنے ظہور پزیر ہوں۔

(2) — حضرت جنید بغدادیؒ نے فرمایا:

تصوف یہ ہے کہ تو ظنون سے منہ موڑ لے، غلظت سے دھند جوڑ لے۔

(3) — حضرت رومیؒ نے فرمایا:

تصوف یہ ہے کہ تو اپنے نفس کو اللہ کے ساتھ اس طرح چھوڑ دے کہ وہ نہ چاہے اس کے ساتھ کرے۔

(4) — حضرت سنونؒ نے فرمایا:

تصوف یہ ہے کہ نہ تو کسی چیز کا مالک ہو، اور نہ کوئی چیز تیرا مالک ہو۔

(5) — حضرت ابو محمد جریریؒ نے فرمایا:

تصوف نام ہے ہر قسم کے اچھے اخلاق کے اندر داخل ہونے کا اور ہر قسم کے بُرے اخلاق کے باہر نکل جانے کا۔

(6) — حضرت عمرو بن عثمانؒ نے فرمایا:

تصوف یہ ہے کہ بندہ ہر لمحہ ایسے عمل میں مشغول ہو جو اس لمحہ کیلئے زیادہ مناسب ہو۔

7۔ حضرت محمد بن علی بن ابی الحسن بن علی بن ابی طالب نے فرمایا:

تصوف اپنے اخلاق کا درہ سرائام ہے جو اچھے اخلاق میں تجھ سے زیادہ ہے وہ تصوف میں زیادہ ہے۔

8۔ حضرت مرتضیٰ نے فرمایا:

تصوف 'بہمہ اخلاق' کا مجموعہ ہے۔

9۔ حضرت ابوعلی خوافیؒ نے فرمایا:

تصوف ایسے اخلاق کہتے ہیں جن سے رب راضی ہو۔

10۔ حضرت ابو الحسن نوریؒ نے فرمایا:

تصوف علم، فن، کلام نہیں بلکہ اخلاق کا نام ہے۔

11۔ حضرت احمد غفاریؒ نے فرمایا:

تصوف باطن کی زندگی اور کمزوریوں سے پاکیزگی حاصل کرنے کا نام ہے۔

12۔ حضرت محمد بن احمد انصاریؒ نے فرمایا:

تصوف اپنے اندر ال کو جہ پر قائم رکھنے کا نام ہے۔

13۔ حضرت ابو مفضل فیضیؒ نے فرمایا:

تصوف آداب ہی آداب ہے ہر وقت آداب، ہر جگہ آداب، ہر حال آداب۔

14۔ حضرت معروف کرفیؒ نے فرمایا:

تصوف ہر چیز کی حقیقت جاننے اور ہر کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے باہر میں ہونے کا نام ہے۔

15۔ حضرت ابو الحسن شہرستانؒ نے فرمایا:

ایک وقت تھا کہ تصوف حقیقت تھی بے نام آج ہم ہے بے حقیقت۔

16۔ حضرت ابو سہروردیؒ نے فرمایا:

تصوف، درگزر کو اختیار کرنا، ایسے کموں کا حکم، نورِ باطن سے اعراض کرنا ہے۔

17۔ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نیشہند بخاریؒ نے فرمایا:

تصوف یہ ہے کہ اپنی محفلہ تفصیلی ہو جائے اور استدلال محفلہ کشفی ہو جائے۔

18۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے فرمایا:

تصوف شریعت پر اخلاص سے عمل کرنے کا نام ہے۔

19۔ حضرت مولانا شرف علی قندھاریؒ نے فرمایا:

تصوف اپنے کو مٹا دینے کا نام ہے۔

20۔ حضرت شیخ الحدیث محمد زبیریؒ نے فرمایا:

تصوف کی ابتدا یہ ہے "انحصارِ اعمال بالسلبات" [ایک عمل کا واردا نہ ہونا ہے]

اور تصوف کی انتہا "ان تعبدوا اللہ کانکے تراوا" ہے۔ یہ کہ اللہ کی عبادت کرنا کہ وہ اس کو دیکھ رہا ہے]

21۔ حضرت مولانا محمد علی اعظمیؒ نے فرمایا:

تصوف یہ ہے کہ اللہ کو عبادت سے، رسول اللہ ﷺ کو اطاعت سے اور مخلوق خدا کو

مُدست سے راضی کرو۔

خلاصہ کلام :- انسانی زندگی ایک برا ہے جسے تراشا انسان گا اپنا کام ہے۔ وہ کائنات نے حضرت انسان کو کہیں "ج عمل علی الاخوان حلیصۃ" سے خطاب کیا۔ کہیں "ولفد کمرہا" کا تاج پہنایا اور کہیں "فصلنا" کا ہار لگے میں وہاں کر عزت افزائی کی۔ انسان کو چاہئے کہ "الست بربکم" کے بیٹھی کو پیش نظر رکھتے ہوئے "و بسمل اللہ تبسلا" کے راستے پر چلے اور "الی دمک مسہبہ" کی سز پر چٹکا کر دم لے۔

کسی بھی گاڑی کو سٹار پر چڑھنے کیلئے دو چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک تو سڑک ٹھیک ہو، دوسرا گاڑی میں پیڑوں بھرا ہوا ہو، اگر سڑک ٹھیک نہ ہو تو بھی گاڑی نہیں چل سکتی۔ اگر پیڑوں نہ ہو تو بھی گاڑی نہیں چل سکتی۔ دونوں چیزیں لازم و ملزوم ہیں پس انسان کی سٹار گاڑی

کی سی ہے شریعت کی مثال راستے کی سی اور طریقت کی مثال پڑول کی سی ہے۔ انسان اگر رسول اللہ کی مثال پر پہنچنا چاہے تو اسے شریعت کے راستے اور طریقت کے پڑول کی ضرورت پڑے گی۔ لہذا جو لوگ شریعت و طریقت میں سے کسی ایک چیز کے بھی منکر ہیں وہ اپنی گاڑی کو راستے حق میں رکا ہوا پائیں گے۔ کلامیاب زندگی یہ ہے کہ انسان "هضروا الی اللہ" کے حکم پر ایک کتے ہوئے "فخلقوا احلاق اللہ" کے مطابق اخلاق خداوندی سے متعلق اور اوصاف محمدی سے متعلق ہو کر زندگی گزارے، کہ "الاسوا الی اللہ" کی ہدایت میں مثال ہو کر "لہم البشری" کی بشارت اور "ورضوان من اللہ اکبر" کی مثال پر پہنچے۔ اسی کا نام تصوف ہے۔



باب 3

لفظ ”صوفی“ کی تحقیق

❖ — قرآن، حدیث میں مومنین کو کلمہ نرنے کے لئے کی اٹھا استعمال نے لئے ہیں۔
 مثلاً: ”انہیں“ ساریں“ ”مؤمنین“ ”مصدقین“ ”قانتین“ ”مؤمنین“ ”مؤمنین“ ”مؤمنین“ ”مؤمنین“
 ”مؤمنین“ ”مؤمنین“ ”مؤمنین“ ”مؤمنین“ ”مؤمنین“ ”مؤمنین“ ”مؤمنین“ ”مؤمنین“ ”مؤمنین“ ”مؤمنین“
 سلف صالحین ایک، سرے کو مخاطب کرنے کے لئے ان میں سے مختلف الفاظ اسی نوعیت
 استعمال کرتے تھے نام و الفاظ فقراء، عباد نے زیادہ اولیت پالی۔ انوں کی ایک ایک مشن
 درج ذیل ہے۔

3۔ ایک موقع پر حضرت حسن مہدیؑ نے ارشاد فرمایا۔

”ایما معشر الفقراء انکم تعرفون مالک و انکم تعرفون اللہ
 فانظروا کیف مکونوا مع اللہ اذا خلصتم فیہ“

”اے فقراء! تم اللہ کو جانتے ہو، تم مالک کو جانتے ہو، سو اللہ کی تعظیم دیکھو“
 (یہ کلمہ سیدہ فاطمہؑ نے وفات کے ساتھ پڑھا)

4۔ علامہ ابن الجوزیؒ نے سیرت الخراسانی کتاب میں (صفحہ 216) پر لکھا ہے۔

”قانت الخشاء“ ”ان فقیہات یفصدون فی العشی
 وینکلحون رویداً قالت ما ہولاء قالوا ساک“ ”یعنی
 عباد“

”انہ انت جودت نے جودت اللہ، لہذا ان کی رفاہ اللہ میں پہنچی تھی

”باری تعالیٰ۔ روایت یہ ہے کہ ان ایک ہیں“ ”یعنی“ ”مؤمنین“

⑤ — قزوان لوگوں کو کہتے ہیں جن میں فقر ہو اور علما ان لوگوں کو کہتے ہیں نہ عیلت گزار ہوں۔ چنانکہ یہ دونوں لفظ اپنے موصوف کی صفت کی طرف اشارہ کرتے تھے لہذا سلف صالحین اپنی باطنی صفات و مقامات پر عام پکارے جانے میں ریاکاری سے ڈرتے تھے طبیعت کا استخراج اور اوبہ کا تقاضا بھی تھا کہ عبادت کا ہر پرہیزگار جالسہ ظاہر ان حضرات میں قدر شہرل صوف کا لباس تھانے پر سنت سمجھ کر پہنتے تھے ۱۱ احادیث درن ذیل ہیں۔

۱۔ شیخ ابو زرعہ طبرانی محمد بن طاہر نے اپنے مشائخ کی اسناد کے حوالے سے حضرت انس بن مالکؓ کی حدیث بیان کی ہے۔

”سكان البصرة صمى الله عليه وسلم يلبس الصوف

و بركت الحمير“ یعنی الحرم ﷺ ان کا لباس پہنے اور گدھے کی سادائی کرتے تھے

2۔ حضرت علی نقویؒ نے کشف المحجوب میں ایک روایت نقل کی ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

”عليكم بلبس الصوف تجدون حلاوة في قلوبكم“

تم ان کا لباس پہنا لیکن کی عبادت اپنے دلوں میں ڈال گے

⑥ — چونکہ صوف کا لباس ایشیائے ہندوستان انبیاء شہم السلام کی علوت اور اولیاء و اصفیاء کا شعار تھا لہذا انہیں ظاہری لباس کی طرف منسوب کر دیا گیا۔ پس صوفی ایک مجمل اور عام نام ہو گیا جو ان کے تمام صوم، اہل، اخلاق اور تمام شرف اور تکرار متانقل احوال کی خبر دیتا ہے۔ حضرت ابو نصر سراج طوسیؒ لکھتے ہیں۔

”انہ نقالی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خاص اصحاب کا دامن مجید میں لاکر کیا تو

انہیں ان کے ظاہری لباس کی طرف منسوب کیا۔“ اذ قال انحواد یون” لہذا جب

حواد یوں نے نقالی یہ لوگ عقیدہ لباس پہن کرتے تھے نقالی نقالی نے انہیں اس کی

طرف منسوب کر دیا اور جن علوم و احوال سے یہ موصوف تھے ان میں سے کسی نوع کی

طرف منسوب نہیں کیا۔ میرٹ نزدیک صوفیہ گاہی کی محاصرہ ہے۔“

مندرجہ بالا دلائل سے یہ بات ثابت ہوئی کہ صوفی کا لفظ صوف سے مشتق ہے یہی قول اقویٰ ہے۔ فلج ہو کر ابراہیم بخاری اللہ باری نے اپنی کتاب "التعارف للذہب التصوف" میں غرض تحقیق کے حوالے سے اس بات کو ثابت کیا ہے جس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

1۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ صوفی کا لفظ "صفا" سے بنا ہے وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ صوفی کا مقصود صفائی باطن کا حاصل کرنا ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو یہ لفظ "مُقَدِّی" ہونا چاہئے تھا۔

2۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ صوفی کا لفظ "صَف" سے بنا ہے وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ یہ لوگ قیامت کے دن اگلی صفوں میں ہوں گے اگر ایسا ہوتا تو یہ لفظ "مُفنی" ہونا چاہئے تھا۔

3۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ صوفی کا لفظ "مُفد" سے بنا ہے وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ یہ لوگ اصحاب مُفد کی یادگار ہیں اگر ایسا ہوتا تو یہ لفظ "مُفنی" ہونا چاہئے تھا۔

4۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ "صوفی" کا لفظ "صُوف" سے بنا ہے وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ یہ لوگ صوف کا لباس پہنتے تھے اگر ایسا ہے تو یہ لفظ صوفی ہی ہونا چاہئے تھا معلوم ہوا کہ صوفی کا لفظ مشتق "صوف" سے ہے مقصود اس کا "صفا" ہے نسبت اسے اصحاب "مُفد" سے ہے اور قیامت کے دن اس کا مقام "صَف" اول ہو گا۔

5۔ صوفی کے لفظ کی نسبت صوف (پیشینہ) سے ہونے میں کئی تکفیش بھی ہیں۔

1۔ پیشینہ نرم ہوتا ہے پس صوفی وہ شخص ہے جو دل کو نرم بنانے کے لئے محنت کر رہا ہو۔

2۔ پیشینہ سفید ہوتا ہے پس صوفی وہ شخص ہے جو اپنے دل کو صوف کی طرح سفید کرنے کے لئے محنت کر رہا ہو۔

3۔ پیشینہ کئی رنگ کو جلدی قبول نہیں کرتا۔ پس صوفی وہ شخص ہے جو "صبغة اللہ" اللہ کے رنگ میں ایسا رنگ پا چکا ہو کہ اب ہمارا رنگ اس پر اثر انداز نہیں ہو سکتا۔

صوفی کے عنوان سے متعلق چند مشہور مولانا کے جوہر ملت قہیدہ کئے جاتے ہیں۔

سوال نمبر 1:۔ صوفی کا لفظ جن الفاظ سے ماخوذ ہے کیا ان کا ذکر قرآن و حدیث میں کیسے ملتا ہے؟

جواب :- جی ہاں۔ صوفی کا لفظ جن الفاظ سے اخذ ہے ان کا تذکرہ قرآن و حدیث میں موجود ہے تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ ایک قول کے مطابق صوفی کا لفظ صف سے ماخوذ ہے تو قرآن پاک میں ہے۔
 "ان الله يحب الذين يقاتلون في سبيله صفا كانهم
 بنيان مرصرون"

[چمک اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو پسند فرماتا ہے جو صفہ کے راستہ میں صلیں باوجود کرب و
 کرتے ہیں یوں لگتا ہے کہ وہ سیدہ پائی ہوئی دیوار ہیں]۔

2۔ دوسرے قول کے مطابق صوفی کا لفظ صفا سے ماخوذ ہے تو حدیث پاک میں ہے۔
 "عن ابی جحیفۃ" قال خرج عنہنا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم متغیر اللون فقال ذهب صفو الدنیا وبقی
 کدرہا فالمرات الیوم تحفۃ لکل مسلم" (ترمذی)
 [حضرت ابو جحیفہ روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام ہم پر نکلے پکارا تک حضور قناب
 نے فرمایا کہ دنیا کی صفائی مل گئی اور سب کی دل رہ گئی ہیں آج تو صحت ہر مسلمان کیلئے
 تحفہ ہے]

3۔ تیسرے قول کے مطابق صوفی کا لفظ صفہ سے ماخوذ ہے تو حدیث پاک میں ہے۔
 "عن ابن عباس" وقف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 علی اصحاب الصفۃ فرأی فقرهم وجہلهم وطیب
 قلوبہم فقال ابشروا یا اصحاب الصفۃ فمن بقی من
 امتی علی النعت الذی اتمم علیہ واضیا بما فیہ فانہ
 من رفقاۃ فی الجنة" (کنز الدقائق)

[حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ اصحابِ صفہ پر
 تشریف لائے۔ آپ نے ان کے فقر اور مشقت کو محسوس کیا تو فرمایا خوش ہو جاؤ اہل صفہ

میں نے انھیں میری اس سے تصدیق دہن پر دیتا ہوں کہ گاہے ہشت میں میرا ماضی
ہے گا |

4۔ چوتھے قول کے مطابق صوفی کا لفظ صوف سے ماخوذ ہے تو حدیث پاک ہے۔
”کاد البی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیس الصوف
و یو کب الحماد“ [ابی اکرم صوف کا لباس پہنتے اور گدھے کی سوارائی کرتے تھے۔]

سوال نمبر 2 :- نقد صوفی کی کوئی اہمیت ہوئی تو قرآن و حدیث میں من و من موجود ہوتا۔

جواب :- کسی عطا کا من و من قرآن و حدیث میں موجود نہ ہونا اس بات کا دلیل نہیں کہ وہ
لفظ غیر اہم یا غیر اسلامی ہے۔ مثال کے طور پر متکلمین کا لفظ قرآن و حدیث میں من و من کہیں
موجود نہیں تو کیا علم کلام غیر اسلامی ہو گیا۔ اس کے بغیر تو اسلامی عقائد بھی ثابت نہیں کئے
جاسکتے۔ اسی طرح نحو کا لفظ قرآن و حدیث میں موجود نہیں تو کیا علم النحو فضول اور غیر اہم ہے
اس کے بغیر تو قرآن و حدیث کو سمجھنا بھی ممکن نہیں۔

سوال نمبر 3 :- صحابہ کرامؓ کے دور میں تو کسی کو صوفی نہیں کہا جاتا تھا۔

جواب :- رسول اللہ ﷺ کی محبت میں رہنے کی ایک خاص عظمت اور خصوصیت تھی۔
نصیب یہ نعمت نصیب ہو گئی اس پر کوئی اور نام چسپاں کرنا مستحکم تھی صحابہ کرامؓ تو محبت
کی وجہ سے زاہدوں، عابدوں، متوکلوں، صابروں، اخلاص مگراور اور فقراء کے پیشوا ہیں
تمام احوال میں سے بہترین اور بزرگ ترین حال ان کو نصیب تھا۔ اب انہیں کسی اور فضیلت کی
وجہ سے فضیلت دینا ٹھیک ہے۔

حدیث پاک میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”خیر الصوفان قرنی ثم الذین یملونہم ثم الذین یملونہم“

[بہترین صوفی میرا زمانہ ہے پھر ان لوگوں کا زمانہ جو ان کے بعد آئیں گے۔ اسی طرح

پھر ان لوگوں کا جو ان کے بعد آئیں گے]

پس ساری دنیا کی مصلحتیں اور بہلائیں مل کر بھی محبت رسولؐ کا خم البهل نہیں ہو سکتیں۔ امام شافعیؒ سے پوچھا گیا کہ سیدنا امیر مصلوبہؒ افضل ہیں یا حضرت عمر بن عبد العزیزؒ؟
 امام شافعیؒ نے جواب دیا کہ سیدنا امیر مصلوبہؒ جب نبی علیہ السلام کی معیت میں جہاد پر نکلے تو
 ان کے گھوڑے کی ناک میں برہمنی مٹی اور منی بھی عمر بن عبد العزیزؒ سے افضل ہے اس لئے علماء
 کرام نے لکھا ہے کہ ساری دنیا کے اقیانام، اسیان اور اولیاء مل کر بھی کسی اپنی صحابیؓ کے
 درجہ کو نہیں پہنچ سکتے۔

پس جن لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی محبت پائی وہ خوش نصیب معرفت صحابی
 کہلائے۔ جنہوں نے صحابہؓ کی محبت پائی وہ تابعین کہلائے اور جنہوں نے تابعین کی محبت پائی وہ
 تبع تابعین کہلائے یہ تینوں نسبتیں مندرجہ بالا زمان نبوی ﷺ کی بنا پر خبری گواہی کرتی تھیں۔
 لہذا ہر شخص اس نسبت کے ساتھ پکارا جلتا اپنی سہولت سمجھتا تھا۔ پس صحابہؓ، تابعین اور تبع
 تابعین کے بعد امت کے مشائخ صوفیاء کے نام سے مشہور ہوئے حضرت امام غصیریؒ کی تحقیق
 کے مطابق یہ لفظ دوسری صدی ہجری سے پہلے زبان زد عام تھا۔

سوال نمبر ۲۰:- صوفی کا لفظ سب سے پہلے کب استعمال ہوا؟ اس کا یہ الل بحدہ کوئی ایجاد
 ہے؟

جواب ۲۰:- حضرت ابو نصر سراج طوسیؒ نے تاریخ کہ کے حوالے سے محمد بن اسحاق بن یسارؒ اور
 دیگر لوگوں کی روایت سے یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ "اسلام سے پہلے ایک بار مکہ خالی ہو گیا تھا یہاں
 تک کہ بیت لحد کا طواف کرتے وانا کوئی نہ تھا دور دراز سے ایک صوفی آتا اور بیت اللہ کا طواف
 کر کے واپس چلا جاتا۔"

تاریخ کے اس حوالے سے یہ پتا چلتا ہے کہ یہ نام الل عرب کو اسلام سے پہلے بھی معلوم تھا
 صاحب فضیلت اور صالح لوگ اسی نام سے موصوف ہوتے تھے "واللہ اعلم۔"

حضرت حسن مریؒ جنہوں نے اتحادہ بدری صحابہؓ کی محبت کا شرف حاصل کیا اور سیدنا
 علی کرم اللہ وجہہ سے باطنی فیضان پایا۔ ان کے وقت میں صوفی کے لفظ کا استعمال ہونا بتقدیمی امر

سید حضرت ابو نصر سراج غوثی فرماتے ہیں۔

"ان لوگوں کا یہ کہنا کہ یہ نام بغدادیوں نے گھڑ لیا ہے غلط ہے۔ چونکہ یہ نام تو حسن صہری کے عہد میں بھی مستعمل تھا۔ حضرت حسن صہری سے روایت ہے کہ میر نے طواف کے دوران ایک صوفی کو دیکھا اور اسے پوچھا کہ میں نے تمہیں کیا اور کہنے لگے میر نے پاس چار دالیں پڑے ہیں اور اٹھائی ہیں۔ کتاب اللطیف فی التعارف ص ۱۵۵

"علوم ہونا کہ صوفی کا لفظ تاجیکوں سے دور میں ایجاداً استعمال ہوتا تھا جی تاجیکین کے دور میں بہت زیادہ استعمال ہوتا تھا اور ان کے بعد دوسری صدی ہجری سے پہلے زبانِ روزگار ہو گیا۔ امام سلیمان ثوریؒ اپنے وقت کے ایک شیخ کو اب ہاشم صوفی کہہ کر رہتے تھے۔ امام محمد بن عقیلؒ اپنے وقت کے ایک شیخ ابو حمزہ بغدادیؒ کو صوفی کہتے تھے۔

صوفی کون ہوتا ہے؟

① — حضرت حسن صہریؒ نے ان شکر، عبد الواحد بن زیدؒ سے پوچھا کہ صوفیاء کون ہوتے ہیں؟ فرمایا کہ اپنی عقلوں کے ذریعے اپنے احوالوں پر قائم ہوتے ہیں اور اپنے احوال سے اپنے دل سے نکلنے والے چیزیں اور اپنے دل سے نکلنے والی چیزیں نکال کر مضبوط پکڑے رہتے ہیں۔

② — حضرت ابوالوفاء صہریؒ سے پوچھا کہ تو فرما:

"صوفی وہ ہے جسے جس کو حکام سے اور محوویت کی وجہ سے سب میں نہ ہو۔"

③ — حضرت ابو محمد رومیؒ سے پوچھا گیا تو فرمایا:

"میں کا اور اس کی گفتار نہ موافق ہو۔"

④ — کہیں عرف نے اسی سوال کا جواب دیا:

صوفی وہ ہے کہ صوفی شود از کبر پر شود از فکر

در قرب خدا متقطع شود از خبر بدلی شود در چشم او خاک اور

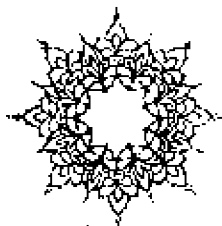
"صوفی وہ ہوتا ہے جو میں سے صاف ہو، فکر سے پر ہو، خدا کے قرب میں غرق ہو

اور وہ اور اس کی نگاہ میں سونا درستی برابر ہو۔"

☆۔ حضرت بلخیؒ نے فرمایا:

”صوفی وہ ہے جو ظنون سے بکے اور اللہ سے جڑے۔“

پس صوفی وہ ہوتا ہے جس کو جانوروں کی آواز، ہر ایک سوز و ساز، چڑیوں کی خلاصہ کلام:- چمک، پھولوں کی مہک، سبزے کی لہک، جواہرات کی دھمک، سورج کی پھمک، ماہ و سہمک، درختوں کے رنگ، شیشہ، سنگ، پتھر کی سختی، خوشحالی و بد بختی، زمین کی نرمی، آتش کی گرمی، دریا کی روانی، کواکب آسمانی، پہاڑوں کے ابھار، پہاڑان و مرغزار، غراں و بھار، غرض ہر چیز ایک نلیدہ ہستی کی یاد دلائے۔ لہذا لفظ اللہ



1. Prüfung

بیعت طریقت کا شرعی ثبوت

ترجہ امت مسلمہ کی دہوں جملہ اس انتہا کو پہنچ چکی ہے کہ بھوت سچ سے اور کھوٹا کھرے سے بالکل پھرت نظر آتا ہے۔

معاذ مرگبریاں ہے اسے کیا کہئے

جس طرح علم ظاہر کے حامل علمائے حق کی صفوں میں علمائے سوء داخل ہو چکے ہیں اسی طرح علم باطن کے حامل مشائخ حق پرست کے ہمیں میں غمیں پرست لوگ شرف ہو چکے ہیں۔ عوام الناس کی روحانی اور باطنی تہذیب کی اتنا بربادی ہو چکی کہ ایک طبقے نے بیعت طریقت کو لازم قرار دے کر خرافات کے ترک کرنے اور شریعت و طریقت کو الگ الگ ثابت کرنے کا بیان دینا یہ "صلوا فاضلوا" تھا، ابھی گمراہ ہوئے اور دوسری کو بھی گمراہ کیا۔

اور سرے طبع نے بیعت طریقت کو بہت دُور لے کر آج کی راسخانی خلافت کا پہلا انعام دیا۔

الافق

ان حضرات میں اہل حق کیلئے فراہم و تقریر کے فکار ان درون فطرتوں سے جو کسی لڑائی لڑنے کے سوا چارہ نہیں۔ جسک احکام شریعت کو نکھار کر پیش کیا جائے اور حق و باطل کی حد خاص کو واضح کیا جائے درج ذیل میں بیعت طریقت کی شرعی حیثیت کو پیش کیا جاتا ہے۔

بیعت کی تعریف :- شریعت کی کسی بات کیلئے لوگوں سے عہد لیا جائے کہ وہ اس کام کو سرانجام دیں گے۔ خواہ پر وہی شریعت کا عہد لیا جائے یا کسی خاص بات کا عہد لیا جائے۔ اس کو بیعت کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس امر کو بہت سے موقع پر

مرا انجام دیا۔ صحابہ کرامؓ نے نبی اکرم ﷺ سے چار طرح کی بیعت کی جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(1) — بیعت اسلام :- جب کوئی دین اسلام میں داخل ہونا چاہتا اور لغو شرک سے بیزاری کا اظہار کرنا چاہتا تو نبی اکرم ﷺ اس سے بیعت لیتے تھے۔ روایات سے ثابت ہے کہ ہجرت سے قبل ریح کے موقع پر مدینہ طیبہ کے لوگ حاضر خدمت ہو کر بیعت ہوئے۔ بیعت عقبہ اولیٰ اور بیعت عقبہ ثانی کا تذکرہ حدیث کی معتبر کتب میں موجود ہے۔

(2) — بیعت جہاد :- رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کی لڑائی کے وقت صحابہ کرامؓ سے مدد لیا تھا کہ اگر دشمن سے مقابلہ کریں تو ہماری مدد کریں۔ بلکہ جب تک زندہ رہیں گے دشمنوں کا مقابلہ کریں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

”لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ“ (الفاتحہ آیت 18)

[یا تمہیں اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں سے خوش و اوجاد ہو گیا ہے کہ آپؐ سے رویت کے نیچے بیعت کرتے تھے]

① حضرت سلمہؓ ہیں اگرچہ اس بیعت میں شریک تھے ایک مرتبہ ان سے پوچھا گیا کہ آپؐ نے رویت (سہ) کے نیچے کس بیعت کی تھی فرمایا ”بئس الاموات“ لیکن ہم مرجائیں گے جو ہمیں گے نہیں۔ یہ کلمہ اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند آیا کہ ارشاد ہوا۔

”ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ یداللہ فوقہ“ (الفاتحہ آیت 10)

[جو لوگ آپؐ سے بیعت کر رہے ہیں وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ سے بیعت کر رہے ہیں۔ ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے]

② غزوہ احزاب میں خندق کھودتے ہوئے صحابہ کرامؓ نے اشعار پڑھے۔

نحن الذین یبایعوا محمداً علی الجہاد ما بیننا ابداً

آدم رو لوگ ہیں جنہوں نے محمد ﷺ سے بیعت کی ہے بنا کر کے پر جب تک زندہ رہیں گے [مندر جب بلا شعر میں اس بیعت جہاد کی طرف اشارہ ہے۔

(3) — بیعت ہجرت :- حادث بن زبیر سلہیؒ فرماتے ہیں کہ میں یوم شندق میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ لوگوں سے ہجرت پر بیعت لے رہے تھے۔ میرا گمان ہوا کہ یہ لوگ بیعت کیلئے بلائے جا رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس سے بھی ہجرت پر بیعت لے لیجئے۔ آپؐ نے فرمایا: یہ کون ہیں؟ میں نے کہا کہ میرے پیچھے بھائی حوط بن یزید ہیں یا یزید بن حوط۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تم لوگوں سے بیعت نہیں لیتا۔ لوگ ڈنمداری طرف ہجرت کر کے گئے ہیں تم لوگوں کی طرف ہجرت کر کے نہ جاؤ گے۔ اہل آخرت۔ اس کو احمدؒ، ابو نعیم اور طبرانی نے روایت کیا ہے۔

(4) — بیعت قوبہ (بیعت طریقت) :- امت کی تعلیم کیلئے رسول اللہ ﷺ نے بعض اوقات صحابہ کرامؓ سے بعض گناہوں کے نہ کرنے پر بیعت لی۔

ابن بخاری و مسلم نے حضرت عبید بن مسعودؓ سے روایت کی ہے۔

”عن عبادة بن صامت قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
و حوله عصاة من اصحابه بايعوني على ان لا تشركوا بالله شيئا
ولا تفسقوا ولا تزناوا ولا تقتلوا اولادكم ولا تاتوا بهتان فترونه
بين ايديكم وارجلكم ولا تعصوا على معروف فمن وفى منكم
فاجزه على الله ومن اصاب من ذلك شيئا فعوقب به على الدنيا فهو
كفار له ومن اصاب من ذلك شيئا لم يسره الله عليه فهو على الله
ان شاء عفا عنه وان شاء عاقبه فبايعناه على ذلك“

(متفق علیہ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میری بیعت کرو۔ تم حوالہ عصاۃ من اصحابہ سے اور من کے کرد صحابہ کی ایک جماعت تھی [ایمان اصحاب کا لفظ اس بات کی نشان دہی

کر رہا ہے کہ یہ وہ لوگ تھے جو بیعت اسلام سے پہلے ہی مشرف ہو چکے تھے ان کے دل ایمان کی دولت سے مالا مال ہو چکے تھے۔ رحمت اللطیفین کی نظر رحمت نے ان کو روحانیت کی ان بلندیوں تک پہنچا دیا تھا کہ امت کے اولیاء ان کے مرتبہ تک ہرگز نہیں پہنچ سکتے۔ ان صحابہ کرام سے بیعت توہ فی مکہ یہاں پر ذہن میں چند سوالات پیدا ہوتے ہیں جن کے جوابات قلمبند کئے جاتے ہیں۔

سوال نمبر 1 :- صحابہ کرامؓ کو ایمان کی ان بلندیوں پر پہنچنے کے بعد پھر اس بیعت کی کیا ضرورت تھی؟

جواب :- ایک تو یہ امت کی تعلیم کے لئے تھی اور دوسرے مکناہوں سے بچنے کے لئے بیعت توہ اتھی روایت کے الفاظ میں "و لا تسرقوا و لا تریبوا و لا تضلوا و لا ذکم" (۱)۔ چوری نہ کرو، نہ دبا کرے اور نہ ہی اولاد کو قتل کرے۔ یہی عبادت ہو ذک کہہ کر۔ یہ اجتناب کے لئے بیعت تھی۔

سوال نمبر 2 :- صحابہ کرامؓ کو اس بیعت کا کیا فائدہ تھا؟

جواب :- اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب کا اسیدوار بننا تھا۔ چنانچہ روایت کے الفاظ ہیں "فمن وفى منکم فأجره علی اللہ" (۲) جو کوئی تم میں سے اس عہد پر قائم رہا تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے۔

سوال نمبر 3 :- کبار سے بچنا تو ایمان والوں کے لئے کھڑا پڑھ لینے کے بعد ویسے ہی ضروری تھا تو بیعت کے ذریعے اور وہ بھی رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر ان مکناہوں سے بچنے کا عمدہ ایک فائدہ عمل نظر آتا ہے؟

جواب :- قرآن پاک میں سورۃ النہج میں صحابیاتؓ سے بھی اس طرح کی بیعت کا تذکرہ ہے وہیں نبی صلیہ السلام کو ارشاد فرمایا گیا ہے۔ "فبايعهن واستغفر لهن اللہ" (۳) آپ انہیں بیعت کر لیجئے اور ان کے لئے استغفار کیجئے۔ معنوم ہوا کہ ان کتابوں سے توہ تو وہ لوگ گھر بیٹھ کر عثمانی میں بھی کر سکتے تھے۔ مگر نبی صلیہ السلام سے بیعت کرنے میں ایک بے بدل فائدہ یہ تھا

کہ نبی اکرم ﷺ کی زبان فیض تبارک سے بھی ان حضرات کے بارے میں استغفار کے طہرے ادا ہوتے تھے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا تھا کہ "واللہ غفور رحیم" (اور اللہ بخیر اور رحیم ہے)۔
 میں مغفرت اور رحمت کی بارش ہو جاتی۔

قرآن پاک میں بھی اسی معنی سے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ
 وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا"

اس آیت کرمہ میں "فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ" "وَاللہ تَوَّابٌ" کے ساتھ
 "وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ" (ان کے لئے رسول اللہ ﷺ بھی استغفار کرتے) بھی ہے اور
 آخر میں فرمایا گیا: "لَوْ جَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا" [یہ بات نہ کوئی یہ قبول کرنے والا اور
 رحمت کرنے والا نتیجہ یہ نکلا کہ نبی صلیہ اسلام کے مبارک ہاتھوں پر بیعت کرنے کا یہ فائدہ تھا کہ
 نبی رحمت ﷺ بھی ان کی مغفرت کے لئے استغفار کریں اور اسی کو ہونے والا ان کے گناہوں
 کی بخشش کر دی جائے۔ اسی بیعت توبہ کا نام حج بیعت طریقت ہے۔

سوال نمبر 4 :- اس بیعت توبہ کے بارے میں اور بھی روایات ہیں یا نہیں؟

جواب :- اس طرح کی کئی احادیث موجود ہیں۔ مسلم شریف میں حضرت عوف بن مالک اشجعی
 سے ایک روایت ہے اور ابن ماجہ میں بھی روایت ہے کہ نبی صلیہ اسلام نے چند فریب مجاہدین
 سے بیعت لی کہ وہ کسی سے سوال نہ کریں گے۔ ایک روایت میں حضرت جریر بن عبد اللہ سے
 بیعت لی کہ وہ مسلمانوں کی خیر خواہی کریں گے۔ ایک روایت میں انصاری عورتوں سے بیعت لی
 کہ وہ میت پر نہیں کیا کریں گی۔

بخاری شریف کی روایت ہے کہ ابن عمرؓ فرماتے تھے کہ ہم لوگ حضور اکرم ﷺ سے
 نئے اور اطاعت کرنے پر بیعت کیا کرتے تھے۔

سوال نمبر 5 :- اگرچہ نبی اکرم ﷺ سے کئی طرح کی بیعتیں ثابت ہیں مگر صحابہ کرامؓ کے
 زمانے میں بیعت خلافت اور بیعت جملہ کے سوال اور کسی بیعت کا ثبوت نہیں ملتا؟

جواب :- اس کا الزام جواب تو بیعت تہمیل ہے کہ جب ایک نعل رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے تو کسی اور سے نعل کرنے کی کیا ضرورت ہے تاہم تحقیق جواب یہ ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ اور حضرت سیدنا علیؓ سے ثابت ہے اسی لئے تمام اہل طریقت حضرات کے پاس مشہور شجرہ سلسلہ موجود ہے خلفائے راشدین جب بیعت خلافت لیتے تھے۔ تو اسی میں بیعت توبہ شامل ہوتی تھی۔ خلافت وقت کے علاوہ دوسرے صحابہ کرامؓ اس لئے بیعت نہ لیتے تھے کہ کیس بیعت خلافت میں شریک نہ بن جائے اور کھٹہ نہ کھڑا ہو جائے۔ خطا محبت پر اکتفا ہوتا تھا۔ اب خلفائے راشدین کا دور ختم ہوا اور خلافت کا معاملہ امور مملکت کے انتظام و انصرام اور العلم و فہم و فہم سمٹ کر رہ گیا تو سلف صالحین نے بیعت توبہ (بیعت طریقت) والی سنت کو زندہ کیا۔ الحمد للہ آج بھی یہ سنت امت میں جاری و ساری ہے۔

سوال نمبر 6 :- بیعت توبہ کا حکم کیا ہے یہ فرض ہے یا واجب ہے؟

جواب :- نہ یہ فرض ہے نہ واجب ہے بلکہ سنت عمل ہے یہ انگ بات ہے کہ اس سنت پر عمل کرنے سے فرائض زندہ ہوتے ہیں۔

سوال نمبر 7 :- اگر کوئی توبہ نہ کرے تو کیا ہوا ہے؟

جواب :- اس سنت کی برکات سے محروم ہو جاتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے۔

”من تمسک بستی عند فساد امتی ملہ اجر ما فیہ“
”شہید“

”جس نے نہایت کے وقت میں میری ایک سنت پر عمل کیا اس کے لئے سرخ میدوں کا ثواب ہو گا“

سوال نمبر 8 :- کیا ہر عالم اور سنی یہ بیعت لے سکتا ہے؟

جواب :- جس طرح نبی اکرم ﷺ نے سیدنا صدیق اکبرؓ کو خلافت سپرد فرمائی۔ اور بالخصوص نعمت بھی فعل فرمائی۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔

”ما صب اللہ فی صدقہ الا وقد صبہ فی صدر ابی بکرؓ“

{ اللہ نے میرے پیار میں جو کچھ دہلائی ہے اسے پہلے ہی میرے دل میں ڈال دیا }

اس طرح حضرت ابوبکر صدیقؓ سے یہ سلسلہ آگے چلا اور آج تک اولیائے امت میں یہ نعمت سید بہ سیر منظر ہوئی پہلی آدمی ہے جس نے بیعت صرف وہ شخص لے سکا ہے جس نے کسی ولی اللہ کی صحبت میں رہ کر نعمت باطنی حاصل کی ہو اور ان بزرگوں نے انہیں اس ظہر پر مامور کیا ہو۔ جو آدمی از خود بیعت لیتا شروع کرے اس کی مثل ”چٹکے کے آم“ کی ہی ہے جس کے نسب کا پتہ نہیں ہوتا۔ پس ایسے شخص سے بیعت نہ کرنی چاہئے۔

سوال نمبر ۹ :- کیا کوئی عورت بھی یہ بیعت لے سکتی ہے؟

جواب :- اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ عورت ولایت کے اعلیٰ سے اعلیٰ ترین مراتب تک پہنچ سکتی ہے مگر شریعت نے رشدد و ہزانت کے منصب کی ذمہ داریاں اس کے ماذک اندھوں پر نہیں ڈالیں اس لئے کبھی کوئی عورت نئی سیس بٹائی گئی۔ گو کہ اسے نیوں کی مٹی ہونے کا شرف خوب ہے اللہ تعالیٰ نے منصب نبوت کا بوجھ مردوں کے کندھوں پر رکھا اس لئے انبیاء کی ولایت بھی مردوں ہی کے سپرد کی گئی۔ پس کوئی بھی عورت بیعت نہیں لے سکتی۔

سوال نمبر ۱۰ :- کیا بیعت کے لئے ہاتھ میں ہاتھ دیکر قلمت پڑھنا ضروری ہے؟

جواب :- ہاتھ میں ہاتھ دیکر قلمت پڑھنا سنت ہے اس پر ضرور عمل کرنا چاہئے۔ اگر لوگ بہت زیادہ ہوں تو چاند بچلے کر سب استہکرام میں۔ یہ بھی عمل نبوی ہے کہ بیعت اللہ کی قبر کے وقت پھر چھوٹا تھا۔ اللہ نے ان کی سعادت حاصل کرنے والے زیادہ تھے قرنی علیہ السلام نے اسے اپنا چادر میں لپیٹ لیا اور سب لوگوں نے چادر پکڑ کر خیر اسود کو اٹھایا۔ اگر مجمع اس سے بھی زیادہ ہو تو فقط قلمت پڑھا کر بیعت کر کے بیعت لی جاسکتی ہے۔ صحابہ کرامؓ نے مجاہدین سے اسی طرح جہاد پر بیعت لی۔

سوال نمبر ۱۱ :- کیا عورتیں بھی ہاتھ میں ہاتھ دیکر بیعت کریں؟

جواب :- ہرگز نہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریف تھی کہ عورتوں کو پردے میں بغیر ہاتھ میں کے بیعت فرماتے تھے ایک روایت میں ہے۔

”عن عائشۃؓ قالت ما سئ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم“

رسلم ہذا امرۃ قط الا ان یاخذ علیہا فاذا اخذ علیہا
فما علیہ قال اذهبی فقد بیعتک

[حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ وقت بیعت رسول اکرمؐ نے کسی عورت کا ہاتھ نہیں پکڑا بلکہ
ایک کپڑا پکڑا دے اور دعا دے کہ بعد ازاں شواہد کے جہاں تھوڑی بیعت ہو گئی۔

سوال نمبر 12:- بچوں کی بیعت کا کیا جواز ہے؟

جواب :- مسلم شریف کی روایت ہے کہ حضرت ذہبہؓ کو بیعت کے لئے لایا گیا۔ عمر سات آٹھ
سال ہو گئی۔ پس نبی اکرم ﷺ ان کو اپنی طرف متوجہ دیکھ کر مسکرائے اور پھر بیعت کی۔

سوال نمبر 13:- کیا غائبانہ بھی بیعت کی جاسکتی ہے؟

جواب :- جی ہاں۔ جس طرح نبی علیہ السلام نے صلح حدیبیہ کے موقع پر درخت کے نیچے صحابہ
کرامؓ سے بیعت لی۔ تو اس وقت حضرت عثمان غنیؓ کو بھی غائبانہ بیعت میں شامل کیا۔ حالانکہ وہ
تو اس وقت مکہ مکرمہ میں تھے۔ لہذا غائبانہ بیعت کا ثبوت ملتا ہے۔

سوال نمبر 14:- کیا خدا کے ذریعے یا نبیوں پر بیعت کی جاسکتی ہے؟

جواب :- جی ہاں۔ جب غائبانہ بیعت ثابت ہے تو خدا کے ذریعے بیعت اسی میں شامل ہے نبی
فون کے ذریعے بیعت تو بہ درجہ اولیٰ جائز ہے۔

سوال نمبر 15:- کیا ایک وقت میں کئی حضرات سے بیعت کی جاسکتی ہے؟

جواب :- نہیں۔ ایک وقت میں ایک ہی شیخ کے ہاتھ پر بیعت کرنی چاہئے۔ جب تک بیعت
کرنے والے کی مثال نیچے کی مانند ہے۔ جو طرح طرح کے کھانوں میں دوبارہ دیتا ہے۔ عمر دانتے
سے محروم رہتا ہے۔

ح یک دست کیر حکم کیر

سوال نمبر 16:- کیا ایک شیخ کی وفات کے بعد کسی دوسرے شیخ سے بیعت کرنا ضروری ہے؟

جواب :- جی ہاں، اگر زکیہ نفس اور تعظیفہ قلب کا حصول نہیں ہوا تو تجدید بیعت ضروری

ہے۔ مثلاً ایک طالب علم کی ضروری صلاحیت قرآن پاک پڑھنا اور وہ کامیابی سے حساب فوت ہو جائے تو طالب علم قرآن پاک پڑھنا بند نہیں کرتا کیونکہ کسی دروسہ یا استاد سے پڑھنا اور قرآن پاک غلط کرنا ضروری سمجھتا ہے۔ اہل جن حضرات کو بیعت کے حصوں کی بشارت مل چکی ہو انہیں تجویز بیعت کرنا ضروری نہیں۔

سوال نمبر 17 :- خوالہک بیعت نہ ہو تکفیر میں کیا انہوں نے یہ حدیثیں نہیں پڑھیں؟

جواب :- پڑھی تو یقیناً ہوں گی مگر سمجھی یقیناً نہیں۔ ورنہ ایسے واضح مسنون احادیث پر اعتراض نہ کرتے۔ بیعت طریقت کی مخالفت کرنے والوں کا حال چند اخلاقیات میں بیان کیا جائیگا ہے۔ "و کذبوا بآئینہم بحیث یطو بعلہم" (پولیس آیت 39) ایسے آدم کو بھولنے کے ان کے علم کا بھی شک انہوں نے اندازہ بھی نہیں لیا۔

سوال نمبر 18 :- بیعت طریقت کی غرض و غایت کیا ہوتی ہے؟

جواب :- بیعت کے اغراض و مقاصد وضاحت سے بیان کئے جاتے ہیں۔

- 1۔ نہ اس میں تشفی و نجات کا حاصل ہونا ضروری ہے۔
- 2۔ نہ قیامت میں بخشوائے کی ذمہ داری ہے۔
- 3۔ نہ دنیاوی کاموں میں کامیابی مثلاً تھبہ، دولت، مقدمات فتح ہوں وغیرہ ضروری ہے۔
- 4۔ نہ تصرفات لازم ہیں کہ گناہ کا خیال ہی نہ آئے۔
- 5۔ نہ ایسی کھیر کا حاصل ہو ملازمتی کہ اپنے پرانے کی خبر نہ ہو۔
- 6۔ نہ بیوی بچوں اور الزوار کا نظر آنا ضروری ہے۔
- 7۔ نہ عمدہ خوابوں کا نظر آنا ضروری ہے۔

بلکہ اصل مقصد تو شریعت کے احکام پر چل کر اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہے۔

سوال نمبر 19 :- بیعت کی اللہ کے لئے واقعی دلائل پیش کریں؟

جواب :- تین دلائل سے یہ بات واضح کی جاتی ہے۔

⑤۔ جس طرح ایک نوجوان فوج میں ملازمت اختیار کرے اور ددوی بہن کر کسی جگہ دیوثی سرانجام دے رہا ہو تو ہر آدمی اس کی عزت کرتا ہے اور اس کی بات مانتا ہے۔ اس کی عزت فوج کی عزت اور اس کی ذلت فوج کی ذلت سمجھی جاتی ہے۔ کوئی یہ نہیں پہنچتا کہ تم کس قبیلے یا فائزین سے ہو؟ فوج کی نسبت طور و دروی کی عزت عام آتی ہے۔ اسی طرح جو شخص مشائخ طریقت سے بیعت ہو جاتا ہے اس کو سلسلہ کے بزرگوں سے روحانی تعلق نصیب ہو جاتا ہے۔ اللہ رب العزت کے ہاں اس نسبت کی وجہ سے اس کی عزت و قدر بڑھ جاتی ہے۔

⑥۔ دو اینٹیں ایک ہی جگہ ہی کر تیار ہوئیں۔ ایک کو مسجد کے فرش میں لگا دیا گیا۔ دوسری کو بیت اللہ میں لگا دیا گیا۔ ایک کا مرتبہ اتنا بڑھا کہ وہیں پیشانی ٹیکتے پھرتے ہیں اور دوسری کا مرتبہ اتنا گرا کہ بیت اللہ میں ٹنگے پاؤں جہاں گوارا نہیں کرتے۔ یہ نسبت خفی، ابھی نسبت نے عزت بخشی اور بری نسبت ذلت کا سبب بنی۔ اسی طرح جو شخص مشائخ طریقت سے بیعت ہو جاتا ہے اسے ابھی نسبت مل جاتی ہے۔ اللہ رب العزت کے ہاں اس کا اکرام ہوتا ہے۔

⑦۔ قرآن پاک ہر اگر ایک سادہ گز جلد کی شکل میں چڑھا دیا جائے تو اگرچہ اس پر کوئی اہمیت یا کوئی لفظ نہیں لکھا ہوا ہو تا۔ اس کے باوجود ائمہ نے مسئلہ لکھا ہے کہ جس طرح آیات لکھے ہوئے صفحات کو بے وضہ ہاتھ نہیں لگا سکتے اسی طرح اس گز کو بھی بے وضہ نہیں چھو سکتے۔ کہنے کو وہ گز ہے مگر قرآن پاک کے ساتھ یک جان ہونے سے اس کا مرتبہ بڑھ گیا۔ سبحان اللہ۔ جو شخص مشائخ طریقت سے بیعت کے ذریعے جڑ جاتا ہے اسے بھی ان اہل اللہ سے نسبت رکھنے کی وجہ سے عزت نصیب ہوتی ہے۔ انشاء اللہ اسی نسبت کی وجہ سے رست و کرم کا معاملہ ہو گا۔ جتنی شیعہ

۔ عمل کی اپنے اسامی کیا ہے۔ بجز نامت کے پاس کیا ہے

رہے سلامت تمہاری نسبت مرا تو بس اسرا ہی ہے

سوال نمبر 20 :- ایک آدمی بیعت کے کلمات تو پڑھ لیتا ہے مگر زندگی نہیں بدلتا تو کیا فائدہ؟

جواب :- گو ایسے شخص نے بیعت سے پورا فائدہ تو حاصل نہ کیا مگر بالکل خالی بھی نہ رہا کم از کم

دعا کے حضور ملے۔ ایک وہ کہ بیعت کے وقت جو توبہ کے حکمت پر مے اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ بچھنے کہہ سکتا ہو، وہ جائیں گے۔ مثلاً طریقت نے احادیث کی روشنی میں کہا ہے کہ جو آدمی بچے دل سے بیعت کے حکمت پر مے لیتا ہے، سو سب کا کفر اور شرک کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو بھی معاف کر دیتا ہے۔ سر سے اتنے بڑے بوجھ کا دور ہو جانا معصوم بات تو نہیں ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہو گا کہ موت کے وقت جب دنیا کا تعلق نذر ہو جاتا ہے آخرت کے احوال سامنے کھلے لگ جاتے ہیں اس وقت یہ نسبت کام آتی ہے جنہاں سبھی مکر موت، ایمان اور اسلام پر آتی ہے علیٰ کرام سے کھتا ہے کہ انکشاف آخرت کے ساتھ دنیا کا ہوش جمع ہو سکتا ہے۔ نزع میں آخرت کی جھلکی دیکھو مگر اسے نبی اسرائیل کے حالات یاد تھے کہنے لگا "آمنت بالذی آمنت بہ بنو اسرائیل" لیکن ہے اسی لئے حضرت خواجہ نصیر علی قریشیؒ نے فرمایا کہ جس قلب پر یہ انجی لگ گئی (یعنی اللہ کی نسبت مل گئی) اسے ذکر کے جا موت نہیں ہوتی۔

خلاصہ کلام :- بیعت طریقت کرنے سے انسان کو اپنے مشائخ سلسلہ کے واسطے سے نبی اکرم ﷺ کے قلب مبارک سے ایک روحانی تعلق نصیب ہو جاتا ہے۔ رخصت کے لئے وہ مطالب پیش کی جاتی ہیں۔

1۔ ایک آدمی یا مہر ذوائے نوب جیسے وارث کا کوائے قانون کو کوائے مہر اس کے قانون میں اس وقت تک روشنی نہیں آسکتی جب تک کہ وہ وارث کا کنکشن پورا ہواں سے نہ جوڑے اسی طرح انسان جب دل کے قانون کا کنکشن سلسلہ کے مشائخ کی وارث کا کوائے ذریعے رس اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک سے جوڑتا ہے جو رحمت کا فریضہ ہے تو پھر مالک کے دل میں روشنی آتی ہے انوار برکت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک سے مشائخ کے قلوب سے ہوتے ہوئے مالک کے قلب میں آتے ہیں۔

2۔ ایک نرین کی اہول پر مشتمل ہوتی ہے اور اس کے ساتھ ایک اور ذہب ہوڑ دیا جیسے تو جہاں نرین چپنے کی، وہ ذہب بھی بچھ جائے گا جس سے بچنے کے سلسلہ کے مشائخ نرین کی مانند ہی انور ﷺ اس نرین کے انجی کی مانند اور مالک اس سے جوڑنے والے ذہب کی مانند، یہ نرین اللہ

کی رضا والے اسٹیشن پر جا رہی ہے اگر یہ ذبہ جڑا رہے گا تو جہاں انجن منزل پر پہنچے گا اس قمرؤ
کلاس ڈبے کو بھی منزل پر پہنچنا نصیب ہو گا۔

م لذیذ بود حکایت وراز تر مستقیم

آدم پر سر مطلب وہ حضرات جو اب تک بیعت کے متعلق شکوک و شبہات کا شکار رہے
ہیں انہیں چاہئے کہ اس سعادت عقلی کے حصول میں دیر نہ لگائیں بلکہ کسی جامع اشرفیت
والہ رفقت ہستی سے اپنے باطنی رشتے کو جوڑیں۔ حقیقت یہی ہے کہ آج کے ہر فرقہ واریں کسی
شیخ کمال کے ذریعے سلسلے میں داخل ہونے والے کی مثل ”و من دخلہ سکاں آمننا“ [مور
جو اس میں داخل ہوا اس کی ہامیا آکا صدق ہے۔

عم شاید کہ قرے دل میں اتہ جائے میری بات



باب 5

ضرورت مرشد

ہر دور اور ہر زمانے میں انسانیت کی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے کتب اللہ اور رہنما اللہ کو ذریعہ بنایا۔ مگر مرتبہ ایسا تو ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے نبیؐ کو مہم فرمایا مگر قرب نہیں بھیجی۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کتاب بھیج دی ہو مگر نبیؐ کو نہ بھیجا گیا ہو۔ اس سے رجال اللہ کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ مزید برآں کبھی کسی قوم پر عذاب نازل نہیں ہوا جب تک کہ انہم ہمت کے لئے نبیؐ کو نہ بھیجا گیا ہو۔ فرماں الہی ہے۔

”وَمَا كُنَّا مَعَهُمْ حَتَّىٰ نَسْأَلَ الْبَاقِيَ اسْمًا يُكَلِّمُ بِهِمْ“ (آیت 15)

اور ہم انہی اسما نہیں دیتے جب تک کہ کسی رسول کو نہیں بھیج لیتے۔

یہ اس لئے کہ ہر انسان کو اپنی تربیت کے لئے مہل اور تڑپ کے لئے عزی کی ضرورت ہوتی ہے۔ درج ذیل میں اس کے عوامل پیش کئے جاتے ہیں۔

قرآن مجید سے دلائل:

دلیل نمبر ۱:- ”موشلہ ذریعہ تعالیٰ ہے:

”وَأَنْصَبَ سَبِيلَ مَنْ أَنْصَبَ“ (تعلیم: آیت 15)

تفسیر جلالین میں ہے ”وَأَنْصَبَ سَبِيلَ“ (طریق) ”مَنْ أَنْصَبَ“ (رجوع) الی

بِالطَّاعَةِ“ (جلالین صفحہ 347)

تفسیر عثمانی میں اس آیت کا ترجمہ یوں کیا گیا ہے ”یعنی پیروں اور تھیں بندوں کی راہ پر چلنا

(تفسیر عثمانی صفحہ 348)

تفسیر مراحب الرحمن میں اس آیت کے تحت فرمایا گیا "اور تو ایسے شخص کی راہ چل جو ہمہ تن میری جانب منکشا ہے۔ یعنی وہ کوئی پیغمبر ﷺ ہیں اور چاہتا ہے کہ صالحین امت میں۔ (مراحب الرحمن صفحہ 83)

وسیل نمبر 2 :- ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (المائدہ: آیت 35)

[اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کا قرب حاصل کرو اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا

کرؤ، امید ہے تم کامیاب ہو جاؤ گے]

"وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ" کی تفسیر میں علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں "الو سيلة هي التي يوصل بها الي محصيل المقصود" (تفسیر ابن کثیر علی صفحہ 54) وابتغوا اليه الوسيلة کے تحت تفسیر جلالین میں ہے۔ "ما يقربكم اليه من طاعته" (جلالین صفحہ 99)

12 مفسرین تفسیر کافران ہے کہ الوسيلة سے مراد مراد ہے جو جب مٹا ہے اللہ تعالیٰ کے قرب کا اور انسان کی اصلاح کا جب کہ "و جاهدوا في سبيله" میں نفس کے خلاف جہاد ہے (اشفاق صفحہ 1) کی طرف اشارہ ہے حدیث پاک میں ہے۔ "المجاهد من جاهد نفسه في طاعة الله" (مشکوٰۃ شریف)

[جہاد ہے جو اپنے نفس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں جہاد کرے]

مرشد عالم حضرت خواجہ غلام صبیحؒ اپنے بیانات میں اس آیت کے تحت فرماتے تھے۔ آسمان سے بارش کون برساتا ہے؟ اللہ، مگر بادل وسیلہ بن جاتا ہے۔ بولداد کون دیتا ہے؟ اللہ، مگر ماں باپ وسیلہ بن جاتے ہیں۔ دل میں انوار کون ڈالتا ہے؟ اللہ، مگر یہ مرشد اس کا وسیلہ بن جاتا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ "وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ" [اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو]

ذیل نمبر ۲ :- ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ“

(التوبہ: آیت نمبر 119)

[اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور چلوں کے ساتھ رہو]

علامہ ابن کثیرؒ صوفیوں کی تفسیر میں لکھتے ہیں ”قال المصالحا کہ ہم ابو بکر و

عمر و اصحابہما“ (تفسیر ابن کثیرؒ ج ۱ صفحہ 407)

یہ بات اہل تشیع رہے کہ مشائخ طریقت کے سلاسل اربعہ واسطہ بہ واسطہ حضرت سیدنا

نبی کریم ﷺ اور حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ سے ملنے ہیں حضرت مفتی محمد شفیعؒ فرماتے ہیں

”اس جگہ قرآن کریم نے علماء و صلحاء کی بجائے صوفیوں کا لفظ اختیار فرما کر عالم و صلحہ کی پہچان

دلائی کہ صلحہ صرف وہی فعلی ہو سکتا ہے جس کا ظاہر و باطن یکساں ہو، نیت و راستہ کا بھی

سچا ہو، قول کا بھی سچا ہو۔ عمل کا بھی سچا ہو۔ (معارف القرآن)

صاف ظاہر ہے کہ آج کے دور میں صادقین کا صدق مشائخ نظام ہی ہیں۔

ذیل نمبر ۳ :- امام رازیؒ اپنی تفسیر کبیر میں ”انعمت علیہم“ کی تفسیر کرتے ہوئے

لکھتے ہیں۔

”لم یکتف علیہ ہدانا الصراط المستقیم: بل قال صراط الذی

انعمت علیہم و ہذا بدل عنی ان المرید لا سبیل لہ الی الوصون

الی مقامات الہدیۃ المکاشفۃ الا اذا اقتدی بشیخ بہدہ الی

سواء السبیل و یجنہ عن مواقع الاغلیط والاضلیل وذلک لان

النفس غالب عن الخلق و عقولہم غیر واقعہ بادراک الحق

و تمیز الصواب عن الخلط فلا بد من کامل یفتدی بہ العاص عن

ینقوی عقل ذلک النقص بنور عقل الی مدارج السعادات

و معارج الکمالان“ (تفسیر کبیر)

[لغزِ نعلی نے صرف "اهدنا الصراط المستقیم" کے الفاظ پر کھلت نہیں کی۔ بلکہ "صراط الذین انعمت علیہم" بھی ساتھ فرمایا۔ یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ سرمد کے مشائخ و باریات اور مہکتے تک پہنچنے کی سوائے اس کے کوئی صورت نہیں کہ وہ ایسے فحش و رہنمائی اختیار کرے جو اسے سرمد سے راستے پر چڑھنے اور گمراہیوں اور غلطیوں کے مواقع سے بچائے اور یہ اس بنا پر ضروری ہے کہ اکثر مخلوق پر نفس اور کوہی غالب ہے اور ان کے عقل و ادب کے حق نہایت پہنچنے اور مواظب کو غلط سے تیز کرنے میں ہار۔ نہیں اتنے تیز تھوڑے کمال کی افتاد ضروری ہے جو آدمی کی روحانی کشتہ تباہی نامی کی عقل کمال کے نور سے توبہ پڑے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے باقی انسانوں کے سامنے اور کمال کی عیسیٰ میں جو نور ترسکا ہے۔ آپس مرشد و مرپہ کی ضرورت کیلئے یہ دلیل اقامت جنت کا درجہ رکھتی ہے۔

بیکل نمبر 55:- اور شاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اَفْظَلُوا انْفُسَهُمْ جَاءُوكَ (النساء: آیت 65)

علامہ سید امیر علی علیہ السلام نے اس آیت کے تحت اقامت فرماتے ہیں:

"اس آیت میں دلالت ہے کہ بندہ گنہگار اگر کسی بند، صالح و پرہیزگار سے وہ کراوے تو قتل قبولیت ہوتی ہے اور جو لوگ اس زمانہ میں پیروں کے سرمد ہوتے ہیں وہ بھی یہی توبہ ہے۔"

(تفسیر مواجب از حنفی صفحہ 108)

آیات بالا سے یہ ثابت ہوا کہ آج کے دور میں بھی جو بندہ گنہگار کسی شیخ کاں جمع شریعت و سنت کو تلاش کرے گا۔ وہ تو ابتغوا الیہ الیہ وسیلہ" پر عمل کرے گا۔ اگر اس شیخ کاں کے ہاتھ پر بیت توبہ کرے گا تو "افظلو انفسہم جاءوہ" پر عمل کرے گا۔ اگر شیخ کاں کی صحبت میں بیٹھے گا تو کھو سوا مع الصادقیں کا ثواب پائے گا۔ اگر شیخ کاں کے چہ و نسل پر عمل کرے گا تو "واسع سبیل من اتاب الی" پر عمل کرنے والوں میں شمار ہوگا۔ یہی رحمت "صراط الذین انعمت علیہم" کا مصداق ہے جس پر چلنے کی ہر چھوٹا بڑا صحیح و شام دعا میں کرتا ہے۔ یہی یہ بات کہ آج کے دور میں صاحب شریعت مثلاً حکم ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ انسان طاعت ہی چھوڑ دے یا ان کی ضرورت ہی کا اظہار کر دے۔

❶ — حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ:

”اسلکو اسبیل الحق ولا تسرع حشوا من قلۃ اہلہ“

”اصل حق کے راستے پر اسی راہ کو رو رو کر حق کی قلت سے متوجہ نہ ہو“

❷ — اسی بات میں امام شافعیؒ کا قول ہے۔

”اتبع طرق الہدی ولا بصرك قلۃ السالکین و ابانك طرق الضلالۃ“

”لا تغتر بكثرة السالکین“

”اہدیت کے راستوں کی پیروی کر اور سالکین کی قلت تجھے حشوا نہ ہو“ گمراہی کے راستوں پر نہ چل

اور سالکین کی کثرت سے اعجاز نہ کہاں۔

❸ — حضرت شیخ عبدالحق عظیمؒ کا فرمایا ہے۔

”افقدوا الحمة من لبو حلاہم جمہور اہل العلم والحفانق“

”ہمارے عیش کی جماعت کی اہل کو یہ کہ یہ معرفت میں اور اسرار کے جامع ہیں۔

احادیث سے ولا کلی :- حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ وہ انھوں سے جتنا اثر لیتی ہے انھوں سے اتنا

اثر نہیں لیتی۔ گو کہ حضرات صحابہ کرامؓ کے سائے قرآن پاک کی قیادت تازہ ہوتی تھیں مگر ان

کے بارہو ان پر شکیست، حضرات کی یہ کیفیت نبی علیہ السلام کی خدمت میں ہوتی تھی وہ نجاست

میں نہیں ہوتی تھی۔ پند شاہیں ہمیشہ کی جاتی ہیں۔

دیکھیں نمبر ۱ :- حضرت انسؓ روایت فرماتے ہیں۔

”عن انس قال لما کان الیوم الذی دخل فیہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم المدینۃ اضاء مہتاب کما یشی فلما کان الیوم الذی

مات فیہ اللہ علیہ مہتاب کما یشی و ما تعصمنا بدینا عن الشراب وانا لفی

دفعہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی انکسرنا قلوبنا“

[حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جس روز رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے

تھو مدینہ کی ہر چیز منور ہو گئی تھی اور جس دن نبی ﷺ لا وصال ہوا وہ دن کی ہر چیز تاریک

جو مکی تھی اور ہم آپ ﷺ کے دفن کے بعد ہاتھ سے مٹی بھی نہ بھانسنے پائے تھے کہ ہم نے اپنے قلوب میں تنبیہ پائی۔

پس صحابہ کرامؓ جیسی مقدس ہستیوں نے بھی تسلیم کیا کہ ان کی جو کیفیت نبی علیہ السلام کی صحبت میں ہوئی تھی وہ بجز صحبت کے نہیں ہوئی تھی جس طرح صحابہ کرامؓ مشکوٰۃ نبوت سے اکتساب فیض کیا کرتے تھے آج بھی میدانِ ہامد اپنے مشائخ کی صحبت میں رو کر ان سے اکتساب فیض کرتے ہیں۔

دلیل نمبر 2 :- مسلم شریف کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت حنظلہؓ مکر سے یہ کہتے ہوئے نکلے "ماضی حنظلہ" [حنظلہ تو ماضی ہو گیا] راستے میں حضرت ابو بکر صدیقؓ سے ملاقات ہوئی۔ وہ یہ سن کر فرمانے لگے کہ یہاں اللہ کیا کہہ رہے ہو، ہرگز نہیں۔ حضرت حنظلہؓ نے صورتِ حقؓ یوں کی کہ جب ہم لوگ حضور ﷺ کی خدمت میں ہوتے ہیں اور حضورؐ مدینہ اور جنت کا ذکر فرماتے ہیں تو ہم روک ایسے ہو جاتے ہیں گویا دو دونوں ہمارے سامنے ہیں۔ جب حضور ﷺ کے پاس سے گھر واپس آ جاتے ہیں تو بیوی بچوں اور جائیداد وغیرہ کے دعووں میں پھنس کر اس کو بھول جاتے ہیں حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا: یہ کیفیت تو ایسی بھی پیش آتی ہے۔ اپنی دونوں حضرات نے نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر صورتِ حقؓ بیان کی تو نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا "اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تمہارا ہر وقت وہی طالع رہے، میرے سامنے ہو آجے تو فرشتے تم سے بہتوں پر اور راستوں میں مصروف کرنے لگیں" نیک بات یہ ہے کہ حنظلہؓ "گاہے گاہے" (یعنی گاہے حضورؐ کی کیفیت عریض پر ہوتی ہے اور گاہے اس میں کمی آ جاتی ہے تاکہ معاشی و معاشرتی نظام درست رہے) فیضانِ صحبت کی اس سے زیادہ واضح مثل اور کیا ہو سکتی ہے۔

دلیل نمبر 3 :- حدیثِ پاک میں وارد ہے کہ ایک صحابیؓ کو نظر لگ گئی تو نبی علیہ السلام نے فرمایا "العین حق" (نظر اڑ گئی ہے) (ترمذی کتاب الآداب)

اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ جس نظر میں عداوت ہو، مدد ہو، بغض ہو، کینہ ہو، وہ

نظر اپنے اثر دکھا سکتی ہے تو میں نظر میں محبت ہو، شفقت ہو، رحمت ہو، اخلاص ہو، وہ نظریوں
 اثر نہیں دکھ سکتی۔ یہ ائمہ و اہل کی نظری تو دیتی ہے جو کتابوں میں لکھتے تو بے انسان میں
 اس میں نہ امت پیدا کرتی ہے اور رب کے دربار میں رب کا سوا علی بنا کر لگا کر دیتی ہے
 ۔ تھک دل میں وہ تاثیر دیکھی
 بدنی جزاوں کی تقدیر دیکھی

دلیل نمبر ۶ : حدیث پاک میں وارد ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے وقت عبداللہ بن
 ارقم کو کافر ہونے کے باوجود ظاہری سفر دار تیرہ ہٹایا۔ اس سے ثابت ہوا کہ آج کے دور میں
 کوئی سائنس اور اصول الہی لکھ کے رہتے پر چلنے کے لئے کسی مومن کامل کو دہر مقرر کرے گا تو
 اسے سفر کا دہر مقرر کرنے والی حالت پر عمل کرنے کا ثواب ملے گا۔
 مولانا دہم نے اسی کیفیت کے پانچ میں فرمایا ہے۔

مگر ہونے میں سفر واری وہ دامن دہر کیجیہ وہیں بنا
 بے رفیقہ ہر کہ عہد از وہ عشق عمر بکلاشت دانش اہم عشق
 (اے من! اگر تو اس مٹی کا اہل دیکھتا ہے تو دہر کا دامن پکڑ کر پیچھے چل کر نہ دیکھنا حتیٰ کہ وہ شخص
 وہ عشق پر چلا فقیر عربی کا گمراہی اور عشق سے تعلق نہ ہوگا)

عقلی دلائل :- نفس و عقل انسان کے حکم کھانا دشمن ہیں اور انسان کے افعال کو مزین کر کے
 اس کے سامنے پیش کرتے ہیں حتیٰ کہ گمراہی سے باوجود انسان اپنے آپ کو ہدایت پر سمجھتا ہے۔
 "و بحسبون انہم مهتدون" (الاعراف آیت 130) اور وہ گمراہ کرتے ہیں کہ ہم ہدایت
 پر ہیں یا نہیں طرح درخت کو اپنے چل وزن دار معنوم نہیں دیتے اسی میں انسان کو اپنے
 محبوب وزن دار محسوس نہیں ہوتے۔ فلما اطرحت و تربیت کے لئے کسی مہربانی کی ضرورت پڑتی
 ہے۔ چند عقلی دلائل درج ذیل ہیں۔

دلیل نمبر ۷ :- ایک طالب علم گمراہ انسان میں بیخود چل کر رہا ہوتا ہے تو اپنے تعلق میں
 ہر عمل کو ٹھیک ٹھیک عمل کرنا ہے۔ (اگر اسے پتہ ہو کہ میں فلاں عقلی کر رہا ہوں تو وہ کس ع

کیوں؟ جب طالب علم کا رچہ استاد کے ہاتھ میں آتا ہے تو وہ بعض جوہیات کو تھیل قرار دیتا ہے اور بعض کو غلط! تب طالب علم بھی تسلیم کرتا ہے کہ اس سے غلطی ہوئی۔ اسی طرح مالک اپنے زعم میں تحدیثِ نعمت، زنجیرِ نرسی یا شہ کا افسار کرتا ہے۔ مگر شیخ کا دل پہچانتا ہے کہ یہ عُجب کی وجہ ہے۔ مالک اپنے خیال میں عظمت کی وجہ سے دل فریب کرتا ہے۔ غرض شیخ بتاتا ہے کہ یہ اسراف ہے، یہ مرشد کے بغیر نرعی کے ہاتھ میں کرنے کا خلل ہو جاتا ہے۔ اس سے ضروری ہے کہ مرشد کے سایہ میں فائدہ کی نگرانی جائے۔

دلیل نمبر 2: ”اور دنیا میں ہر جہو کا پورا نام بیکھتا پڑتا ہے۔ حتیٰ کہ کر کے پر مین لگانے کا طریقہ بھی بغیر شیخے نہیں آتا۔ تو کیا این کہ سچے کی ضرورت نہیں؟“ یہی علیہ السلام نے فرمایا ”انما بعثت محسنین“ میں مصلحین کو بھیجتا ہوں اور رسول اللہؐ کے صحابہ کرامؓ اور دین سکھایا۔ حتیٰ کہ صحابہ کرامؓ کے فرمودہ ”تعلمت الا یان سم تعلمت العسرا“ (ام نے سیکھے اعلان بیکھ کر قرآن سکھا۔ آج عظمت و نرعی کے دور میں ہمیں جیسے نکتے دیں کیسے آئے گا۔ پس ثابت ہوا کہ ہمیں یہ مرشد سے دین سیکھنا پڑے گا۔

دلیل نمبر 3: ”کوئی شخص یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ میں علمِ لب خود بخود رکھ لوں گا یا خود بخود آتا ہے خود حاصل کروں گا۔ اسی طرح کوئی آدمی دین بھی خود بخود نہیں سیکھ سکتا۔ حدیثِ پاک میں آتا ہے ”انما یاعلم بالاعلم“ (م سیکھنے ہی سے آتا ہے)۔

دلیل نمبر 4: ”اگر کوئی پورا آدمی مانے کہ باتوں میں پورے چڑھے تو وہ سیدہ صاحبی ہوتا ہے۔ دیدہ زیب، درجہ زیب، نظر بھی۔ جب کہ خود را پورا لیز صاحبی ہوتا ہے شائیں مانو یعنی ہوئی اور بے سلیقہ نظر ہوئی ہوتی ہیں اسی طرح جو انسان کسی شیخِ کامل سے تربیت پائے اس کی شخصیت اس انسانی کی وجہ سے دیدہ زیب ہوتی ہے۔ شریعت نے تربیت پانے کو اتنی اہمیت دی کہ سکھائے ہوئے کئے کے شمار کو بھی ہنجر شرمنا کے ساتھ حلال بنانا پڑا۔ پس مالک کو بھی شیخِ کامل کے ذریعہ تربیت دے کر دین سیکھنا ضروری ہے۔

چوں تو کردی ذات مرشد را قوں ہم خدا تو ذائقش ہم رسول

عص نخوں نعت ہوا زاتِ پیر دامن اں نفس میں غلام گیر
آوازے ہر کی ذات کو حق کر لیا۔ اس سے حق خدا خالی بھی مل جائے اور رول بھی۔
اس ناموں عص کو ہر کی ذات کے سونے کوئی سیر مل سکے۔ تو اس عص کو دے دے۔ اسے
پیر کا دامن ضبط پڑے۔

دلیس نمبر ۱: اعلیٰ اللہ نے حکمت اور چہ بیان برے برے لکھا ہے کہ ایک بیوی نئی بیت اللہ
شریف کی زیارت کرنا چاہتی تھی مگر راستے میں دریا بہا اور صحرائے۔ اس بیوی نے ایک دن
بیت اللہ میں رہنے والے ایک کوثر کو دیکھا تو اس کے پاؤں کے ساتھ ہست تھی۔ کوثر ازا کر خانہ
کعبہ پہنچا تو بیوی نے بھی بیت اللہ شریف کی زیارت کر لی۔

مور سکیں ہوت داشت کہ در کعبہ رسید
دست برپائے کوثر دلا و نگاہ رسید
[ایک نسیم بیوی نے دل میں خواہش تھی کہ کعبہ چھے۔ اس نے کوثر کے پاؤں پر
لے کر پہنچا تو بیوی نے۔

دلیس نمبر ۲: اصحابِ اہل کف کے لئے نے چند دن صلوات کی محبت اختیار کی تو اس کے ساتھ
جنت کا وعدہ ہوا۔

مک اصحاب کف روزے چن
چہ نیل گرفت و مردم شد
[اصحابِ اہل کف کے لئے نے چند دن صلوات کی محبت اختیار کی اور اوی کے حکم میں ہو گیا۔

دلیس نمبر ۳: ایک شخص ہوائی جہاز پر سفر کرنا چاہتا تھا اور انہی کمپنی کا ٹکٹ خریدنا ہے۔ پھر
ٹکٹ پر اصرار کر کے جہاز میں بیٹھ جاتا ہے تو پائلٹ سواروں کو منزل پر پہنچا دیتا ہے۔ ملک اسی
طرح شیخ ہلال پر چھوڑتے ہوئے باقی سفر نے لئے اپنے آپ کو شیخ کے حوالے کرنا ہے تو شیخ
اپنے مرید کو روکنا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے واصل کر دیتا ہے۔

احوال الصالحین سے والا کلمہ۔ صلح صالحین کی زندگیوں سے چند دلائل پیش کئے جاتے

ہیں۔

دلیل نمبر ۱ :- حضرت وحشی کو نبی علیہ السلام کی چند لمحے کی محبت سے وہ مقام مل گیا کہ ہر پرہیزگار دنیاویوں قرنی جیسے حضرات سے بھر جائے تو بھی ان کی گرد راہ کو نہیں پائکتی۔ حضرت امام شافعیؒ سے کسی نے پوچھا حضرت امیر مصلوبہؒ کے دور میں بدامنی رہی جب کہ عمر بن عبد العزیزؒ کے دور میں امن و امان رہا تو دونوں میں سے کون افضل ہے؟ فرمایا سیدنا امیر معاویہؒ جب کھڑے نہ ہوا ہو کر نبی علیہ السلام کے ہمراہ جلو پر نکلے تھے تو اس گھوڑے کے نکتوں میں جو مٹی جاتی تھی عمر بن عبد العزیزؒ اس کے مرتبہ کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔ معلوم ہوا کہ محبت کا نعم البدل کوئی اور چیز نہیں ہو سکتی۔ کسی عارف نے کہا ہے کہ

یک ذلک مجھے با ادبیاء

بمتر از حد سال طاعت ہے دیا

[ادبیاء کے ساتھ تھوڑی دیر کی محبت، سو سال کی بے رہا طاعت سے افضل ہے۔]

دلیل نمبر ۲ :- حضرت حسن بصریؒ نے اٹھارہ بدی صوابہؒ سے علم ظاہری حاصل کیا تاہم علم باطن حضرت علیؒ سے حاصل کیا اور انوار و نایب کا اکتساب کیا۔

دلیل نمبر ۳ :- حضرت غیاث ثوریؒ فرمایا کرتے تھے اگر ابوالثم اصوفی نہ ہوتے تو میں دیا کاری کی رقیبہ ہوں سے واقف نہ ہوتا۔

دلیل نمبر ۴ :- امام اعظم ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ نے حضرت جعفر صادقؒ سے بغیر پایہ امام اعظمؒ نے دو سال کے رابطہ کے بعد فرمایا۔ "لو لا انکسار لہلکۃ النعمان"۔ اور وہ دو سال نہ ہوتے تو نعمان ہلاک ہو جاتا۔

دلیل نمبر ۵ :- ایک مرتبہ حضرت ابراہیم اوہمؒ حضرت امام اعظمؒ سے ملنے کے لئے تشریف لائے۔ نام صاحب نے فرمایا۔ "سیدنا ابراہیم آگئے" طلباء نے پوچھا وہ کیسے؟ فرمایا، "ہم ہمسوں کی خدمت کرنے میں مشغول اور یہ خدا کی خدمت کرنے میں مشغول۔" یہی ایسی باخدا ہستی کو ہی مرشد کہنا چاہیے۔

دلیل نمبر 6 :- حضرت امام اعظمؒ نے ام ابو جحافؒ کو وصیت فرمائی۔

”و اکتفوا بحبہ اللہ تعالیٰ لیسما یس الناس لیسعلعلمو انک ذلک“

[لوگوں کے درمیان ہوتے ہوئے اللہ غلی کا ذکر زیادہ کیا کرو تاکہ لوگ تم سے ذکر بھیجیں]

دلیل نمبر 7 :- امام شافعیؒ نے حضرت امام محمد بن حسن اشیبانیؒ سے فیض پایا۔ آپ کا مشہور قول ہے۔

”میں نے صوفیا کی صحبت اختیار کی اور ان کی دریاؤں سے پانی نفع پایا۔ ایک یہ کہ وقت ایک تھوار ہے اگر تم اس کو نہ ٹٹو گے تو وہ تم کو نکلتا دے گا اور دوسری بات یہ کہ اگر تم اپنے نفس کو حق میں مشغول نہ کرو گے تو تم کو باطل میں مشغول کر دے گا۔“ (مدرجہ اولہ لکھیں)

دلیل نمبر 8 :- امام احمد بن حنبلؒ اپنے وقت کے ولی کامل حضرت بشر حافیؒ کی خدمت میں جلیا کرتے تھے۔ ایک دن طلبہ نے پوچھا: حضرت! آپ اتنے بڑے عالم ہو کر ایسے شخص کے پاس جاتے ہیں جو عالم نہیں ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ نے ندرغی جواب دیا: ”میں عالم بیکاب اللہ ہوں۔ بشر حافیؒ عالم باغہ ہیں اور عالم باغہ کو عالم بیکاب اللہ پر فضیلت نصیب ہے“ اللہ اکبر کی را۔

دلیل نمبر 9 :- ایک شخص نے امام احمد بن حنبلؒ سے پوچھا: ”ما الاخلاص؟“ ان کا جواب کیا ہے؟ [فرمایا: ”الاحلاص هو المحلاص من آفات الاعمال“] (انہی کے صاحب سے پکارے گا ام آ اس نے پوچھا: ”ما التوکل؟“ [انہی کیا ہے؟] فرمایا: ”التوکل ما للہ“ [اللہ پر اہم کرنا] اس نے پوچھا: ”ما الرجاء؟“ [رجا کیا ہے؟] فرمایا: ”تسليم الامور الى اللہ“ [تم امور اللہ کے سپرد کرنا] پوچھا: ”ما المحبة؟“ [محبت کیا ہے؟] امام احمد بن حنبلؒ نے یہ سن کر فرمایا کہ یہ سوال بشر حافیؒ سے پوچھو۔ جب تک وہ زندہ ہیں میں جواب نہیں دے سکتا۔

دلیل نمبر 10 :- امام غزالیؒ کے گلابی نور باطنی علوم کے مربی خواجہ بو علی فارمدیؒ تھے جو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم المرتبت شیخ تھے۔

امام غزالیؒ اپنی سوانح حیات میں لکھتے ہیں۔

”اسی احداث الطرمیسة من ابی علی فارمدی“ و انصلبت ما کان یشیر الیه من وظائف العبادات و استدامة الذکر الی ان حیزت المعقبات و نکاف تذکة العشاق و حصلت ما کنت اطلبه“ (مکاشفة القلوب ص 133)

[میں نے طریقہ صوفی شیخ و علی فارمدیؒ سے اخذ کیا ہے جو مذکور ذکر میں ان کے راز کو اپنا

ہے۔ اس طرح مجھے تکلیف سے نجات ملی اور شوقوں سے بھٹکا رہا۔ اور جو کچھ میں نے پایا تھا وہ پایا آ

دلیل نمبر 11:- امام رازیؒ کی بیعت حضرت نجم الدین کبریاؒ سے تھی۔

دلیل نمبر 12:- عارف کمال مولانا رومؒ کی بیعت شمس تبریزؒ سے تھی۔ آپؒ نے فرمایا۔

”مولوی ہرگز نہد مولائے روم تا غلام شمس تبریزی نہ شد

[مولوی روم والوں! مومن اس وقت تک نہ بن سکا۔ جب تک شمس تبریزیؒ کا غلام نہ بن گیا۔]

دلیل نمبر 13:- مولانا جامیؒ جیسی شہسازِ آفاق کی حامل شخصیت کی بیعت سلسلہ عالیہ نقشبندیہ

کے شیخ حضرت خواجہ عہد اللہ احرار سمرقندیؒ سے تھی۔

دلیل نمبر 14:- حضرت غلام سید محمد شریف جرجانیؒ کی بیعت سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے شیخ

حضرت خواجہ ملا الدین عطاردؒ سے تھی۔ غلام جرجانیؒ اپنی ایک کتاب میں لکھتے ہیں۔

”والله ما عرفت الحق سبحانه و تعالیٰ ما لم اصل فی خدمة المصطفا“

[اللہ کی قسم! میں نے حق سبحانہ و تعالیٰ کو نہ پایا جب تک کہ میں شیخ عطاردؒ کی خدمت میں حاضر نہ ہوا۔]

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اپنے حالات زندگی کے بارے میں ”المجوزہ التلخیص فی

ترجمة العبد الضعیف“ میں لکھتے ہیں۔

پندرہ برس کی عمر میں والد بزرگوار سے بیعت کر کے اشغالِ صوفیہ خصوصاً مشائخ نقشبندیہ

کے اشغال میں مصروف ہو گیا اور ان کی توجہ و تلقین سے بہرہ مند ہوتے ہوئے ان کے ”آداب

طریقت کی تعلیم اور ترقی صوفیہ حاصل کر کے اپنے روحانی سلسلے کو درست کر لیا۔

(محبت اللہ الہیہ صفحہ 10) اردو نسخہ

دلیل نمبر 15 :- حضرت شیخ عبدالرحمن محدث دہلویؒ جیسی شخصیت کا باطنی تعلق سلسلہ نقشبندیہ کے شیخ حضرت خواجہ باقی باللہؒ سے تھا۔

دلیل نمبر 16 :- حضرت شادول اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ ہلاک زمین کے پاک ہونے کی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ انہی بارش برسے کہ گندگی کو ہمالے جاتے۔ دوسرے اتنا سورج چمکے کہ نہایت کو ہلاوے اس کا نام دھنن مٹاوے۔ اسی طرح قلب کی زمین کے لئے دو چیزیں ہیں ایک ذکر الہی جس کی مثال بارش کی سی ہے۔ دوسرا شیخ کمال جس کی مثال سورج کی سی ہے۔ ذکر سے بھی دل صاف ہوتا ہے اور شیخ کمال کی توجہات سے بھی۔

دلیل نمبر 17 :- حضرت قاضی محمد باللہ پانی پتیؒ جیسے محدث و مفسر کا باطنی تعلق سلسلہ نقشبندیہ کے شیخ مرزا نصر جان پانی پتیؒ سے تھا اسی لئے انہوں نے اپنی تفسیر کا نام تفسیر مفسری رکھا۔

دلیل نمبر 18 :- حضرت مولانا قاسم انواریؒ اور حضرت مولانا رشید احمد تنکویؒ اگرچہ علم کے آفتاب انتاب تھے تاہم ان کی بیعت کا تعلق حضرت حامی اولی اللہ صاحب کیؒ سے تھا جب کہ حامی صاحبؒ فقط کلمہ تک کہیں پڑھے ہوئے تھے۔

دلیل نمبر 19 :- بعض حضرات نے ایک وقت میں کمی کی مشائخ سے فیض پایا۔ چنانچہ حضرت خواجہ ابوسعیدؒ نے مقام رجاہ حضرت رازیؒ سے مقام غیرت شہا شجاع کہانیؒ سے اور مقام شفقت ابومضیٰ عداؤؒ سے پایا۔

دلیل نمبر 20 :- حضرت ابوعلی رودباریؒ فرمایا کرتے تھے۔

”تصوف میں میرے امت کو حضرت حمید باللہ اویؒ علم فقہ میں حضرت ابوالعباس ابن شریحؒ نحو میں شعلہ نور حدیث شریف میں ابراہیمؒ اور نفس کی اصلاح کے لئے بس بس کی علوم ضروری ہیں۔“
مندرجہ بالا حقائق سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مشائخ امت کو بھی کسی شیخ کمال کے زیر سایہ نور زیر تربیت رہ کر آفتاب فیض کرنے سے بلند مقامات نصیب ہوئے۔ ترجیح بھی کوئی سبک اس منزل پر پہنچنا چاہیے تو اسے انہیں راستوں پر چلنا پڑے گا۔ جن پر سلف صالحین نے چل کر وصول الی اللہ کی نعمت عقلی کو حاصل کیا۔

علامت شیخ کامل :-

مند ارشاد پر مبنیہ باتوں میں چند صفات کا پللا ملتا لازمی ہے۔

۱۔ در کئے جام شریعت در کئے شدانِ عشق

ہر ہونہ کے خواہ جام و شدان باطن

[ایک ہاتھ میں جام شریعت اور دوسرے ہاتھ میں مراہی عشق۔ ہر خواہش پرست دونوں سے کھیتا نہیں جاتا]

بعض علماء کرام نے لکھا ہے کہ شیخ کامل میں درج ذیل حدیث کی مفہمت بدرجہ اتم موجود ہونی

چاہئیں۔ "التجانی عن دار العیور والانسابة الی دار الخلود والاستعداد للموت قبل فلولہ"

[دعوت کے گھر سے داری انقیاء کرنا اور عیش کے گھر کی طرف متوجہ ہونا اور موت کے آنے سے پہلے اس کی تیاری کرنا]

جی ہنت ہے کہ کھیتی دینا کا مطلب کار شیخ طریقت بننے کا مل نہیں ہوتا۔

۲۔ ہا کہ شیخ وقت ہو عہدِ حادی بھی ہو

پر یہ مجھے بتاؤ کہ تم باغدا بھی ہو

بعض علماء نے شیخ کامل کی درج ذیل علامات بیان کی ہیں۔

۱۔ صاحب نسبت ہو (کسی بزرگ سے اپلاؤت پانے ہو۔ حلیہ کے کلم کے لئے مہور ہو۔)

۲۔ صاحب علم ہو (جہل کی مثل اندھے کی سی ہے۔ جو اندھے کو رہنمائی نہ کرے۔ گڑھے میں گرے گا۔)

۳۔ صاحب تصرف ہو (گو یا وہ "الذہب اذا ذکر اللہ" کا مصداق ہو۔)

۴۔ صاحب ارشاد ہو (یہ صفت لازمی نہیں مگر بہتر ہے۔)

اگر یہ چار صفات نہ پائی جائیں تو ایسے شخص کو پیر نہ سمجھا جائے۔

۵۔ ہزار کھنڈہ باریک تر از نو انجاست نہ ہر کہ سرچراشد قلندر دانی دانہ

[یہاں ہزار تھے بل سے بھی زیادہ باریک ہیں جو شخص بھی سر سبز اے وہ قندری نہیں جانا]
علامہ ابن عربیؒ نے شیخ کمال کی تین صفات قہرند قریانی ہیں۔

1۔ دین انبیاء کا سا ہو۔

2۔ تدبیر الہاء کی سی۔

3۔ سیاست بادشاہوں کی سی۔

بقول شخصے

ہے وہی تجربے زمانے ۲ ام برحق
جو تجھے حاضر و ماضی سے بیخبر کرے
موت کے آنچلے میں تجھ کو دکھا کر رخِ دوست
زندگی تیرے لئے اور بھی دشوار کرے
دے کے احساسِ زباں حیرا کو گما دے
فخر کی سناں چڑھا کر تجھے تلواریں کرے

شیخ کمال ظاہر میں تو عام انسانوں کی مانند ہوتا ہے مگر باطن میں عام انسانوں سے بہت مختلف ہوتا ہے جیسے تاج اور پٹھے پانی کی صورت ایک مگر سیرت مختلف، فاسق و فاسق نے ایک دینی کھائی ایک میں شہوت پیدا ہوئی دوسرے میں عشق الہی، زمین نے دو گائے اگائے ایک باطنی مادہ دوسرا گناہ۔ دوسروں نے ایک گھاس کھایا اور ایک میں چنگلیاں بنیں دوسرے میں کستوری بنی۔ بڑے دور محسوس نے ایک پھول چوسا ایک میں زہر مادہ دوسرے میں شہادت شیخ کمال بھی ظاہر میں تو عام انسان کی طرح مگر حقیقت میں مختلف ہوتا ہے۔

انفاذ و معافی میں تفاوت نہیں لیکن ملا کی اڑوں کو اور مجاہد کی اڑوں کو پرواز ہے دونوں کی اسی ایک لفظ میں کرمس کا جہاں لور ہے شہیں کا جہاں لور اگر کسی سالک کو ان صفات کا حامل کمال شیخ ل جلتے تو چاہئے کہ اس کا دامن مضبوطی سے پکڑے۔ اس کی محبت کو کیا ہ امر کی مانند سمجھے۔

اگر کوئی شعیب آئے میر شہین سے کلیسی دو قدم ہے

باب 6

آداب مرشد

”اللہ رب العزت و شکا ہے۔“ لا تفتدوا من ربی اللہ و رسولہ“

(الحجرات: آیت 1)

اللہ پر میں نے، اور اسے میرا خدا [

دوسری جگہ فرمایا۔“ لا ترفعوا أصابعکم فوق صوت الہی“ (الحجرات: آیت 2)

[اپنی آوازوں کو میری غایہ اسلام کی آواز سے بلند نہ کرو]

ان آیات و احادیث کا مقصد مومنین کو ”آداب کی تعلیم“ دینا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد

فرمایا۔ ”اوبسی اسی فاحسن نادیدی“ ”سیرت رب نے مجھے اوب نکھایا میں اس کی چھا

اوب نکھایا۔ اس حدیث کے معلوم ہوا کہ سالک کے لئے ”آداب کی رعایت لازمی ہے۔ بقول
مفتی

خوش اسے دل بھری کھنل میں چلانا نہیں اچھا

اوب پہلا قرینہ ہے محبت کے قیاموں میں

حضرت ابو نعیم نیشاپوری کا قول ہے۔ ”التصوف کلہ ادب“ ”تصوف مراد ادب ہے۔

کی شائستگی۔

”ادبوا النفس ایہا الاصحاب طرق العشق کلہا آداب

[اے دوستو! اپنے نفس کو اوب نما۔ کیونکہ حق کے سہارے آداب ہی ہیں]

درج ذیل میں چند آداب بیان کئے جاتے ہیں جن کی پابندی ہر سالک کے لئے زبرد

ضروری ہے جو سالک جتنا زیادہ اوب ناخیز رہے گا اتنا جلدی ترقی پائے گا۔ اگر آداب کو پڑھ

ان فضائل رسالت و نبوت باطنی فتوحات سے بھی کم و مر رہے گا۔ یہ آداب حضرت مولانا محمد علی انصاری رحمہ اللہ سے مستقول ہیں۔ ”نحوہ طہارت“ انہیں اس وجہ سے نقل کیا گیا ہے۔ در تشریح کے لئے ”نحوہ“ کے عنوان سے ترجمہ اضافہ کیا گیا ہے۔ اگر سنا لکھیں کہ ”مستطاب سے ہوتے ہیں“۔ ”نحوہ طہارت“ کے بارے میں فقہان اور ائمہ دین کا کیا خیال ہے۔

آداب ۱۰۔ مرقہ کی خاموشی حیثیت ”تواضع“، شہادت، شہادت اور پیش قدمی پر نظر نہ کرے اور اسے اختیار نہ کرے۔ بلکہ اس نعت اور فیضانِ لہذا اللہ تعالیٰ نے شیخ کو عبادت دیا ہے۔ مگر اس رکنہ کرامت حق تعالیٰ کی معرفت واسطہ سمجھے ورنہ صدق و یقین سے اس کی محبت کا فیض اٹھائے۔

نوٹ ۱۰۔ اس طرح کوئی مریض اپنے طریق کی طبیعت کو صحت کو مانتا رہے گا۔ مگر اس کی خاموشی حیثیت اور قوت سے کو خاطر میں نہیں آتا۔ اسی طرح ایک کو بھی مرقہ کی باطنی نعمت پر نظر رکھنی چاہئے۔ ”نحوہ طہارت“ و ”نعت“ پر مبنی۔ ایک حدیث پاک میں ہے کہ ”یہ آدمی اگر مرقہ صحابہؓ کی کھان میں شریف فرماتے۔ سامنے سے ایک شخص کا گھر ہو۔ ان کی اہم شخصیت نے پوچھا۔ ”آپ دیکھ اس کے متعلق کیا رائے رکھتے ہیں۔“

عرض کیا گیا ”یہ امیر آدمی تعالیٰ بخش دیا ہے اور یہ کسی سے بات کرے تو توجہ سے بات سنی جائے۔ اگر کسی طرف رشتہ کا پیغام بھیجے تو قبول کر دیا جائے“۔ ”تواضع“ و ”نعت“ ایک دوسرے صاحبِ کرم، تواضعی و ”نعت“ و ”طہارت“ کے معلق کیا جائے رکھتے ہیں ”عرض کیا گیا کہ ”نعت“ کوئی مفلس و غار نشین آدمی ہے۔ کہ بات کرے تو لوگ توجہ سے نہیں۔ کہیں رشتہ کا پیغام بھیجے تو قبول نہ ہو“۔ ”نعت“ نے فرمایا ”اگر پہلے پیغام تو اس سے ساری دیا مرقہ کے تو سب مل کر بھی اللہ تعالیٰ کی نظر میں اس غریب نیک شخص نے برابر نہیں ہو سکتے۔“ ”ایک دوست میں ہے کہ بنگلہ اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں کو اور اس پیشہ کو نہیں دیکھتے بلکہ تمہارے دلوں کو اور اعمال کو دیکھتے ہیں۔ حضرت عمرؓ اپنے زمانہ حکومت میں حضرت سلمانؓ کو دیکھ کر کہنے لگے ”سید عالم“۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی خاموشی و شہادت کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ پس سالک کو چاہئے کہ خاموشی عبادت پر نظر نہ

رکے بلکہ شیخ کی باطنی دولت کو پیش نظر رکھے۔ حقیقت یہی ہے کہ پراسے توی کو نصیحت اپنی پیچے سے غرض ہوتی ہے اس کی پردا نہیں ہوتی کہ پانی مٹی کے پالے میں ہے کہ سونے چاندی کے پکٹے برتن میں ہے۔

دینی بات قومیت کی، تو ارشلو باری تعالیٰ ہے "و جعلنکم شعوبا و قبائل لتعارفوا۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم" (الحجرات آیت 13)

ہم نے جنسین شاخیں اور قبیلے بنائے تاکہ ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ اللہ کے ہاں عزت و ان مقل پر ہرگز ہے۔

روایت ہے کہ حضرت میر مرعلی شاہ صاحبؒ نے جب حضرت خواجہ شمس الدین سیالویؒ سے بیعت کی تو ایک صاحب نے کہ "شلو صاحب! آپ نے سید ہو کر ایک جہت سے بیعت کی ہے" حضرت شاہ صاحب نے فرمایا "میں جہت دا بنا سلوا ذنھا ان" "میں نے زمیندار کی کھیتی سرسبز و شاداب رکھی ہے، لہذا بیعت کی ہے۔"

اوپر 2 :- "شیخ کو اپنے حق میں سب سے انفع (زیادہ نفع پہنچنے کا ذریعہ) سمجھے اور یہ اعتقاد رکھے کہ میرا اصلاح باطن اور حصول معرفت کا مطلب اسی مرشد سے ہا آسانی حاصل ہو گا۔ برہائی نہ بنے اگر دوسری طرف توجہ کرے گا تو فیض و برکت سے محروم رہے گا۔"

فائدہ :- ارشلو باری تعالیٰ ہے۔ "و فوق کل ذی علم عیسیم" (یوسف آیت 76)
(اور جو علم والے پر ہرگز کم و نہ ہے)

لہذا شیخ اگرچہ انھم "سب سے زیادہ علم والا" نہ بھی ہو سالک کے حق میں انفع "سب سے زیادہ نفع پہنچانے کا باعث" ضرور ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک بچے کو چار، محبت اور شفقت اپنی ماں سے مل سکتی ہے وہ کسی دوسری عورت سے نہیں مل سکتی۔ حالانکہ دوسری عورتیں مشکل و مشکل اور اخلاق و غیرہ میں اس کی ماں سے افضل ہو سکتی ہیں۔ مثل مشہور ہے کہ ماں کی محبت وہ دہلیہ ہے جس کی بلدیوں کو کوئی نہیں چھو سکتا۔ ماں کی محبت وہ گہرا سند ہے جس کی گہرائیوں تک کوئی دوسرا نہیں پہنچ سکتا۔ ماں کی ممانہ وہ نہ اہلکار چھوٹ ہے جس پر خزاں و بارش اثر انداز نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح سالک کو جو نفع اپنے شیخ سے حاصل ہو سکتا ہے وہ کسی اور

سے نہیں۔ سالک شیخ کے بارے میں جتنا "من عین" رکھے گا اتنا ہی فیض کا دروازہ کھلے گا۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے پیر مرشد حضرت خواجہ باقی باللہؒ بہت زیادہ کم گو اور خاموش طبع تھے۔ ایک مرتبہ کسی نے کہا حضرت کچھ وعظ و نصیحت فرمائیں تاکہ سالکین کو فائدہ ہو۔ حضرت خواجہ صاحبؒ نے فرمایا۔ "میں نے ہماری خاموشی سے کچھ نہیں پایا وہ ہماری باتوں سے بھی کچھ نہیں پائے گا۔"

حضرت مجدد الف ثانیؒ کہتے ہیں کہ "ہم تین پیر بھائی تھے اور ہم تینوں کا اپنے شیخ کے بارے میں مختلف لکنا تھا ایک نے: "میں رکتا تھا کہ میرے شیخ خود تو کامل ہیں وہ سہوں کو کس نہیں جاسکتے۔ دوسرے کا لکنا تھا کہ میرے شیخ کامل تو ہیں مگر صاحبِ ارشد نہیں ہیں بلکہ میرا یہ لکنا تھا کہ اسی امت میں کسی کو کامل شیخ ملے ہیں تو صدیق اکبرؑ کو ہی علیہ السلام ملے یا پھر اس کے بعد مجھے کامل شیخ ملے ہیں۔ میرے اس من عین کی وجہ سے مجھے تجریدی کام کے لئے اللہ تعالیٰ نے چن لیا۔" پس آپ حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے سالک کو چاہیے کہ ہر جگہ نہ بنے اور حصوں فیض کیلئے اپنے مرشد کے علاوہ کسی دوسری طرف متوجہ نہ ہو اس کی اصل "و حوسنا علیہ المباحض من قبل" بن سکتی ہے۔

ادبِ حق:- ہر طرح سے مرشد کا مطاع و فرمانبردار رہے۔ کیونکہ پیر کی عقیدت اور محبت کے بغیر فیض کا در نہیں آتا۔ اور محبت کا تقاضا اطاعت و خدمت ہے۔

فائدہ:- صوفیاء کے نزدیک سیدنا صدیق اکبرؑ کا "مغربت مرشد کی اطاعت و خدمت اور محبت و عقیدت کی عقیدت" نشانِ واسطیہ ہے۔ چنانچہ ہجرت کی رات نبی اکرم ﷺ جب حضرت صدیق اکبرؑ کے گھر تشریف لائے تو انہیں جانتے ہوئے پایا۔ پوچھا "ابو بکر آپ کیوں جاگ رہے تھے۔" عرض کیا "اے اللہ کے نبی ﷺ! مجھے اندازہ تھا کہ "مغربت ہجرت کا قہم ہو گا۔ یہ بھی میرا اس کو ایسا دیتا تھا کہ آپ مجھے رفیق سفر بنائیں گے۔ بس وقت سے جو خیال آدمیوں نے رات کو سونا چھوڑ دیا۔ سنا کہ آپ تشریف لائیں اور مجھے حاضر و اش نہ پائیں۔" سبحان اللہ

حضرت خواجہ دوست محمد قدس سرہ "ایک مرتبہ بیمار ہوئے تو حضرت خواجہ محمد متین دہلویؒ کی دن متواتر موی دنی شریف سے پیدل چل کر تقریباً تھیں گاویں پیر وور ایک شہر درابن جاتے

اور دوائی لکھ واپس آتے پھر ساری رات جھرا دینی میں مشغول رہے۔ حضرت خواجہ محمد عبداللہؒ (چوک قریشی والے) نے تقریباً بارہ سال حضرت خواجہ فضل علی قریشیؒ کی غافت پر رہ کر کھڑا چرائیں حتیٰ کہ کمرہ الہاں (کھڑاں چرانے والا) کے نام سے مشہور ہوئے۔

حضرت مرشد عالمؒ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ محمد عبداللہ مدینیؒ نے ایک خوبصورت پیش قیمت قمیص بنڈیک (پرس) خریدا۔ پوچھتے پر بتایا کہ میں اس میں اپنے چہرہ مرشد کے استعمل کے لئے نئی کے اٹیلے رکھا کروں گا۔ مرنے کا مقصد ہے ان المحب لمن یحب مطیع۔ [محب جس سے محبت کرتا ہے اس کا مطیع ہوتا ہے ایسی محبت و خدمت حصول فیضان کا سبب بنتی ہے۔]

اوپر 4:- حسب استطاعت جہن دہاں سے شیخ کی خدمت کرے اور اس پر احسان نہ بتلائے بلکہ شیخ کا احسان سمجھے کہ اس نے خدمت کو شرف قبولیت بخشا شیخ سے کسی قسم کی طمع یا مطالبہ نہ رکھے جتنی بھی خدمت کرے علوم و ولایت سے کرے تاکہ کنال ایمان سے بہرہ مند ہو۔

فائدہ:- غزوہ جہوک میں میدا مدین اکبرؒ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارے پر اپنا سارا مال قدموں پر بٹھا کر رکھ دیا۔ ایک مرتبہ ثانیہ کالیں پہنچے حاضر خدمت ہوئے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ ”اہیکرہ؟“ تمہیں کد کی تجارت والی رسوئی یاد ہے، دیکھو آج تمہارا کیا حال ہو گیا۔“ صدیق اکبرؒ نے زب کر عرض کیا۔

”امالو عنست افاعمر الدنیا واعذب بہ جمیعاً اشد العذاب لا یخرجنی فوج المصلح“

[یہ چند سالوں کی زندگی ہے اگر ساری کی ساری زندگی شدید ترین تکالیف میں گزر جائے حتیٰ کہ نعلنی ہو جائے مگر بھی نہ گئے تو آقاؐ تیری خاطر یہ سب کچھ آسان ہے۔ میرے ہاتھ میں آپ کا ہاتھ آجائے میرے لئے نعمت معنی ہے۔]

نہ خیال و خواب کی تکلیفیں نہ میں بزم شوق سے جا سکا
تیری اک نگاہ بدلتے ہی میرے سب ارادے بدل گئے

یہ فنا ہوئے غم خفق میں انہیں زندگی کا نہ غم ہوا

تو ہاتھ ہاتھ میں آیا تو چراغِ رواہ کے جل گئے

حضرت صدیق کبیرؓ اس قدر جلتی، جلی قربانی پیش کرنے کے باوجود ایک مرتبہ گوشتِ تھانی

میں بیٹھے زار و قطار رو رہے تھے زور دعا مانگتے ہوئے کہ رہے تھے کہ یا اللہ! میں اپنا دل نبی

اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ مگر دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے اونچا ہونا

ہے مجھے اپنے آقاؐ کی اتنی بے ادبی بھی گوارا نہیں۔ یا اللہ! میرے آقاؐ کی پیغم کے دل میں العافرا

کہ وہ میرے دل کو اپنے ذاتی ملن کی طرف خرچ کریں۔ یہ نہ ہوا کہ خدمت بھی کرے احسان

سہ بھی شیخ طاہر۔ بقولِ شخصے

منت منہ منہ خدمت سائل ہی کنی

منت از دستان کہ در خدمت گزاشی

اے غلام! تو بادشاہ کی خدمت کر کے احسان نہ چاہا۔ بادشاہ کی خدمت کرنے والے دل میں ہیں زیو

بادشاہ کا تھوہر احسان ہے کہ اس نے تھے اپنی خدمت کے لئے توں کرنا

لوب ۵:- مرشد کے قربان کو فوراً بھلائے۔ اس کے فعل کی اقتداء اس کی اجازت کے بغیر نہ

کے۔ کیونکہ بعض اوقات وہ اپنے ملن اور مقام کی مناسبت سے کام کرنا چاہے۔ جو مرید کے لئے

اس کی استعداد سے عالی ہونے کی وجہ سے معزز ہو تا ہے البتہ قوی سہجہ اختیار کرنا رہے تاکہ یہ

سے محبت اور مناسبت پیدا ہو جائے۔

فائدہ:- اس لوب کی اصل وہ حدیث ہے کہ ایک مرتبہ نبی علیہ السلام نے دان میں متواتر

روزے رکھنے شروع کر دیئے اور رات قیام و بھوج کی حالت میں سر کرنے لگے۔ بعض صحابہ کرامؓ

کو اسکا یہ چلاؤ انہوں نے بغیر اجازت طلب کئے اس کی اطلاع شروع کر دی۔ اتنی ریاضت اتنا

مجاہد کہ چند دنوں میں اختہمت و بے آرائی کی وجہ سے حالت خیر ہوئے گی۔ نبی علیہ السلام نے

ارشاد فرمایا۔ "ایکم مثللی بطعمنی دسی و بسفنی" [تجربہ سے کون میری طرح

جو شکایت میرا رہ مجھے کھاتا ہے اور پلا ہے]

سالک کو چاہئے کہ مرشد کے حکم کو فوراً بجالائے۔ البتہ اگر مرشد کو کوئی خاص عمل کرنا دیکھے تو نہ وقت طلب کرے۔ اجازت ملنے پر عمل کو اپنائے۔ نہ ملنے پر اپنے آپ کو کم ظرف کم ہمت سمجھے۔ زبان سے مرشد کے عمل ہی کو انویں کہے تاکہ جہ سے محبت اور مناسبت پیدا ہو جائے۔

ادب 6 :- مرشد کی موجودگی میں ہمہ تن اس کی طرف متوجہ رہے یہاں تک کہ فرض و سنت کے سوا نفل نماز یا کرنی اور وظیفہ اس کی اجازت کے بغیر نہ پڑھے بلکہ اس کی صحبت کیسے اثر کو نیست سمجھے تاکہ شیخ کی نگاہ شفقت حاصل ہو۔ اور اس کے فیض باطن سے حصہ ملے۔ مشائخ متعجب نہ رہیں اٹھ فرماتے ہیں کہ شیخ کی موجودگی میں توقف قلب کی تعلیم کی بجائے رابطہ قلبی (شیخ کے قلب سے مربوط رہنا) تودہ مفید ہے۔

فائدہ :- شیخ کے سامنے نفل نماز اور وظیفہ وغیرہ سے اس لئے منع کیا گیا کہ یہ کام تو سالک شیخ کی عدم موجودگی میں بھی کر سکتا ہے۔ خدا شیخ کی صحبت سے تو باطنی فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ تنہا تنہا ہوش سے متوجہ رہنا چاہئے۔

پیک چشمِ نازنِ فاضل از آن شد نہ باشی
شاید کہ نگاہے کند چہکد نہ باشی

[ایک لمحہ بھی اس بادشاہ سے غافل نہ ہو۔ ممکن ہے وہ نگاہ کرے۔ تو ہکا نہ ہو]

وقف قلبی کہتے ہیں دل کا دھیان اللہ تعالیٰ کی طرف رکھنے کو۔ رابطہ قلبی کہتے ہیں سالک اپنے آپ کو غافل سمجھے اپنے قلب کو شیخ کے قلب سے مربوط رکھے۔ اور یہ خیال کرے کہ شیخ کے قلب سے یقیناً میرے دل میں آ رہا ہے۔

سالک کی درمائی قریٰ و زریٰ سے بھی ہوتی ہے اور مرشد کی توجہات سے بھی۔ تاہم اگر کرنے سے جو راستہ سادوں میں ملے ہوئے ہے وہ مرشد کی توجہات سے لہجوں میں ملے ہو جاتا ہے۔ اسی لئے کہا گیا

یک زمانہ صحبت باہویہ بہتر از صد سالہ طاعت ہے یا
حضرت خواجہ محمد معصوم فرماتے ہیں:

م سلیہ دہیر بہتر است از ذکر حق

[دہیر سلیہ بھی ذکر حق سے بہتر ہے۔]

کسی عارف نے کہا کہ علماء کی محفل میں بیٹھو، تو زبان سنہل کر بیٹھو۔ لوگ، سلاطین کی محفل میں بیٹھو تو کچھ کو سنہل کر بیٹھو اور کمال اللہ کی محفل میں بیٹھو تو دل کو سنہل کر بیٹھو۔ صحابہ کرام کو نبیؐ کی چند لمحوں کی صحبت سے وہ کچھ نصیب ہوا جو غیر صحابہ کو ہزاروں سال کے مجاہدہ سے بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ حضرت خواجہ باقی باللہؒ کی ایک توجہ نے ہم ہائی کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا۔

ادب 7:- شیخی کی صحبت میں باادب ہو کر نہایت عاجزی سے خاموش بیٹھا رہے۔ اور اس کے کلام قدسی کو نہایت نور سے ستارا رہے اور ادھر نہ دیکھے اس کی اجازت کے بغیر کلام نہ کرے بوقت ضرورت مختصر کلام کرے اور نہایت توجہ سے جواب کا منتظر رہے۔ گفتگو آدھنگی اور نرمی سے کرے نیز اپنی آواز مرشد کی آواز سے بلند نہ کرے۔ کوئی بات ایسی نہ کہے جو پیر کی تنکی اور گرانی کا سبب بنے۔

فائدہ:- سالک جب طالب صادق بن کر گوش ہوش سے فصاحت سنے۔ تو دل پر قیمتی اثر ہوتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "ان لم ی ذلک لذکری لمن کان لہ قلب او الفی السمع وهو شہید" (سورہ ق: آیت 37)

[اس میں نصیحت ہے ہر اس شخص کیلئے جس کے پاس عقل ہو یا کم از کم دوسرے کی بات توجہ ہے سنے]

مرشد کی اجازت کے بغیر کلام نہ کرنے میں حکمت یہ ہے کہ ممکن ہے شیخ کسی خاص علمی نکتہ پر غور و فکر کر رہے ہوں یا کسی کے دل پر باطنی توجہات ڈال رہے ہوں یا ان پر اہم کی کیفیت ہو یا کسی اہم کام یا مضمون کی طرف طبیعت توجہ ہو۔ ایسی صورت میں کسی کا بدون اجازت کلام کرنا طبیعت پر امتیاض کا باعث بنتا ہے۔ مزید برآں دودان گفتگو اپنی آواز کو مرشد کی آواز سے بلند نہ کرے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یا ایہا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی

و لا یجہروا نہ بالنور کجہر بعضکم لبعض ان یحیط اعمالکم
و انکم لا تشعرون (۱۱) اجرات ۱۲

[اے ایمان رکھنے والے! اپنی گواہی کو کسی غیر صلاۃ و اسلام کی آواز سے اونچا نہ کر اور ان کے سامنے بات
زیادہ کر دینی گواہ سے نہ کہ جو ہے تم ایک دوسرے سے اونچا ہوں لینے اور نہ اندیشے کہ تمہارے اعمال
صلحاً یا جہراً اور قہراً عکس کی نہ ہو۔]

مرشد کی بات نہایت غور سے سنی جائے۔ بعض مشکل محاکاتوں پر مرشد کو زبان بٹانا چاہیے
اور مرید کو کان بٹنا چاہیے۔

ادب ۲۸:- برائی تمہیں میں اپنے آپ کو کسی طرح متاثر نہ کرے اور اپنے تئیں متغیر قرار نہ دے
تخلی اور طلب سے بھر ہو ظاہر نہ۔

فائدہ:- مرشد کی موجودگی میں کوئی ایسی بات نہ کرے جس سے حاضرین پر ملنی تفوق ظاہر ہو۔
نہ ہی دنیاوی جھوٹ و شہرت کا مظاہرہ کرے نہ ہی کسی عمل سے یہ ظاہر کرے کہ میں شیخ یا مشیر
اور ہرگز ہوں اور نہ ہی یہ بتائے کہ مرشد مجھ پر بہت مہربان ہے۔ یہ قوم بائیں عکس کو سرا
کرتی ہیں۔ اور انہایت کی دلیل ہیں۔ حتیٰ الوسع نیاز مندی اور عاجزی کو اپنائے۔

دعائیں کی طرح دوسرے نے عاجزی و اعطائی کی
خدا کی رستوں نے اس کو ڈھانچا اظہار ہو کر

ادب ۲۹:- مرشد کی خدمت گاہ پر نہ بیٹھیں اس کے معنی پرہیز نہ رکھے۔

فائدہ:- اس کی اصل حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کا عمل ہے۔ روایات سے ثابت ہے کہ نبی
الکریم ﷺ جب خطبہ دینے کے لئے منبر پر جلوہ افروز ہوتے تو قہر سے دوسرے پر کھڑے ہوتے
تھے۔ جب حضرت صدیق اکبرؓ اپنے دور خلافت میں خطبہ دینے کے لئے دوسرے دوسرے پر
کھڑے ہوتے تھے۔ یہ ازراہ ادب تو مرشد کے سامنے پر نماز پڑھنے سے اس لئے منع کیا گیا کہ
ظاہراً اس سے تسلسلہ نہ ہو مگر حقیقی ظاہر ہوتا ہے۔

ادب ۳۰:- بڑا عجز اس کے سامنے کھانا نہ کھائے نہ پانی پئے نہ وضو کرے نہ اس کے برقع

استعمل کرنے اس کی صورت اور وضو کی جگہ طہارت یا وضو نہ کرنے۔ جو اولاد شیخ کے دروہو پہنچاتا ہے، وہی پیچھے بھی، بھائے کا۔ اٹھ اس نصیب ہو۔

قائد۔۔ مرشد کے سامنے بڑا اجازت کھانے پینے میں مشغول نہ ہونا چاہئے۔ حتیٰ کہ مرشد اپنے دسترخوان پر بیٹھنے کی اجازت دے تو بیٹھ جائے ورنہ دعوئی پیچھے ہٹ جائے۔ مرشد کی نظر و دعوہ دیکھ سکتی ہے جو سالک کی نظر نہیں دیکھ سکتی۔ سلسلہ عالیہ شاذلیہ کے مشائخ کا دستور ہے کہ وہ کھانے پینے کی اشیاء میں وجہ شامل کر کے سالک کو کھلاتے ہیں ان کے ہاں بعض مشائخ تو لذت و لذت سلسلہ دیتے ہوئے اس بات پر عمل لیتے ہیں کہ خراپی باطنی قیامات کھانے پینے کی چیزوں میں شامل کر کے سالک کو پیش کر کے دے۔ تصوف کی کتب معتبرہ میں متفق ہے کہ بعض مشائخ نے لذت دینے وقت اپنے ہاتھ سے کوئی چیز سالک کو کھائی۔ حضرت مرشد عالم دسترخوان پر بیٹھ جاتے، تمام سالکین غامدی نظر سے جائزہ لیتے رہتے تھے۔ تربیت کے نئے ذائقہ ڈھونڈنا سلسلہ میں جاری رہتا تھا۔ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے حضرت شیخ احمد مولا ناصر زکریا کو دیکھا ہے دسترخوان پر ان کا منہ قدر کشاں ہوتا تھا کہ جو سالک چند مرتبہ ان کے سامنے کھانے میں شریک نہ جاتا ان کے کئی کئی بار بلکل جاتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت علی ادا اللہ صاحب بریلوی کے لئے عزائم پر تلف لکھنؤ پر مشتمل دسترخوان پنا گیا۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی بھی حاضر خدمت تھے حضرت علی صاحب نے ایک چوٹی لٹائی ایک پلیٹ میں تھوڑی سی دال ڈالی اور حضرت گنگوہی کے ہاتھ میں پکڑا کر فرمایا ”مولانا! اس دسترخوان کے کھانے پر بیٹھ کر یہ کتنا مالو“ حضرت گنگوہی نے سنا و رغبت کھانے میں مشغول ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد حضرت علی صاحب نے عزائم تخت لیجے میں کہا ”رشید احمد! یہ تو چاہتا تھا کہ تمہیں جو توں دالی جگہ پر بٹھا، غور و عیت کر لی کہ دسترخوان پر بٹھا رہا۔“ یہ کہتے ہی حضرت علی صاحب نے مولانا کے چہرے کے تجربات کو دیکھا۔ حضرت گنگوہی نے نہایت ادب سے عرض کیا ”حضرت! آپ نے سچ فرمایا میں ان قابل قفا کہ ہوتوں میں بٹھا ہوا۔“ آپ کا ”میں ہے جو یہاں بیٹھ رہا۔“ حضرت علی صاحب نے جب ملاحظہ کیا کہ لوگوں کے سامنے اتنی کڑوی کھلی سن کر بھی مولانا کا نفس نہیں بھڑکا تو فرمایا ”ان محمد للہ“ ذکر کے

اثرات محسوس ہو رہے ہیں۔“

آداب 11 :- جس یکہ مرشد بیٹھا ہو اور اس طرف پکڑ نہ پھٹائے اس کی طرف نہ کرے نہ تھوکے نہ اُترے نہ سامنے نہ ہو۔

فائدہ :- نشستے کرنا نے بیت اللہ شریف کی طرف پاؤں پھیلانا یا تھوکنہ مکروہ الکما ہے۔ اگرچہ بیت اللہ سامنے نہ ہو۔ جس طرح بیت اللہ مرکز اُدار و قلبیات ہے اسی طرح مرشد کا قلب بھی تعقیبات ذاتیہ کا مورد ہوتا ہے لہذا مرشد کے لئے بھی انہی آداب کی رعایت ضروری ہے۔ ان مادیہ کی روایت ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ طواف کرنے کے بعد کہتے ہوئے بیت اللہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ بیت اللہ! تیری حرمت بھی میری زیارہ ہے مگر ”حرمة المومن اوسع من حرمة الکعبة“ (مومن کی حرمت بیشک کا خزانہ بھی زور ہے)۔

آداب 12 :- شیخ کے سایہ پر قدم نہ رکھے اور حتیٰ الامکان ایسی جگہ کھڑا نہ ہو کہ اس کا سایہ مرشد کے سایہ پر یا اس کے کپڑے پر پڑے۔

فائدہ :- کسی چیز کو پاؤں سے روندنا اس کی تہقیر کی علامت ہوتی ہے۔ سالک کو چاہئے کہ مرشد کے سایہ پر بھی قدم نہ رکھے۔ تاکہ بے حرمتی کا ثواب نہ ملے۔ اسی طرح اپنا سایہ مرشد پر نہ پڑنے دے کہ بسا اوقات ردائیں کا دل چاہا طبعی انجمن کا سبب بنتا ہے۔ سالک ان آداب کو سمجھتی نہ سمجھے لیونکہ چھوٹے چھوٹے ذرات مل کر ہی ریت کے ٹیلے بن جاتے ہیں۔ مثل مشہور ہے کہ ایک دانہ خرمن کو تو نہیں بھرتا مگر ان دانوں کی مدد ضرور کرتا ہے جو خرمن کو بھر دیا کرتے ہیں۔

عائد ابن خیمہ کا قول ہے ”مئلہ او چھوٹا نہ سمجھو بلکہ ان ذات کی عظمت کو دیکھو جس کی مافراہی ہو رہی ہے“ اسی پر قیاس کرتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ کسی بھی ادب کو چھوٹا نہ سمجھو بلکہ مرشد کی ذات کو سامنے رکھو جو مالک حقیقی ہے۔ اصل ہونے کا درجہ ہے۔ حضرت مرشد عالمؒ نے یہ واقعہ بیان فرمایا کہ ایک طالب مدنی حضرت خواجہ افضل علی قزلباشیؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا ”حضرت! مجھ کو درویش سے لطائف بتا دو مجھے ہیں“ سمجھ نہیں آتی کیا وجہ ہے۔“ حضرت

نے فرمایا "غور کرو آپ سے کوئی نہ کوئی بے اہلی مرزد ہوئی ہے جس کی یہ سزا ہے" وہ سب کئی دیر غور کرتا رہا بلا غراسے یاد کیا کہ چند دن پہلے مرشد کا عسا پا ہوا تھا۔ اور وہ اس کے اوپر سے گزر گیا تھا چنانچہ وہ استفہار کرنے سے لگاؤ رکھ دیا اور جاری ہو گئے۔

ادب 13 :- شیخ کے آگے نہ چلے اور پیچھے چلنے میں شرم نہ کرے بلکہ معذرت سمجھے۔

فائدہ: مرشد کے آگے نہ چلنے سے مراد یہ ہے کہ دن کے اوقات میں چلتے ہوئے بلا ضرورت ان سے آگے نہ بڑھے۔ اگر کسی ضرورت کی وجہ سے آگے چلنا پڑے تو مضائقہ نہیں بلکہ بڑا اوقات آگے چنا بہتر ہوتا ہے۔ طہرات کے وقت اس نیت سے آگے چلنا کہ کوئی سوئی جھڑکا راستے میں نہ ہو یا گڑھا راستے میں نہ ہو یا کوئی ایسا پتھر نہ پڑا ہو کہ کوئی ٹھوکر کھا کر گرے یا خود مرشد ہی کسی وجہ سے آگے چلنے کا نظم دیں تو پھر آگے چلنا ہی میں ادب ہے۔ "الامرفوق الادب" (اگر ادب پر فائق ہے)

ایک مرتبہ حضرت مرشد عالم حرم شریف سے نکلے تو کسی کے ہاتھ جانا تھا۔ حضرت نے بیڑیاں سے کہا کہ آگے چلیں ہمیں راستے کا یہ نہیں دکھائے کہ "نہیں نہیں" حضرت آپ ہی آگے چلیں میں راستہ بتاؤں گا "اب چلتے چلتے جب کوئی موڑ آتا تو حضرت کو پیچھے مڑ کر پوچھنا پڑتا کہ کس طرف جانا ہے چنانچہ تھوڑی دیر بعد حضرت نے دوبارہ بیڑیاں سے کہا کہ آپ آگے چلیں وہ پھر معذرت کرنے لگے کہ نہیں حضرت "اس میں پیچھے ہی ٹھیک ہوں۔ جب تیسری مرتبہ گئے پر بھی انہوں نے وہی جواب دیا تو حضرت نے مجھے میں عکس لرایا اور کہا "تو میڈا بیڑیاں یا میں نیڈا بیڑیاں" تو میری بیڑیاں ہی تھیں تو وہ بیڑیاں آتے ہی صاحب کو حقیقت سمجھ آئی اور وہ آگے چلے گئے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ جب سفر ہجرت میں نبی علیہ السلام کے ہمراہ تھے تو کچھ دیر پیچھے چلے پھر آگے چلے گئے پھر کسی دائیں چلے اور کبھی بائیں چلے۔ نبی اکرم ﷺ نے پوچھا کہ کیا معاملہ ہے؟ تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ جب پیچھے چل رہا ہوں تو ذلیل آتا ہے دشمن آگے سے نہ حملہ کر دے۔ جب آگے چل رہا ہوں تو دائیں بائیں سے حملے کا ڈر ہوتا ہے اس لئے پھر دائیں یا بائیں چلتا ہوں۔ نبی علیہ السلام یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔ یہ عشق و محبت کی داستان

تھی۔ ہر سہ ماہی معاملہ رہا۔ جیسے پروانہ کسی شمع کے گرد طواف کر رہا ہوتا ہے۔ ”ہبشہ لاریاب المہیم معہما“ [اہل نعت کو اپنی نعت مبارک سوا عام اصول یہی ہے کہ مرید بلا ضرورت مرشد کے آگے نہ چلے۔ ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک نو جوان کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ ”بھی اپنے باپ کا نام لیکر نہ پکارنا اور راستہ چلتے ہوئے آگے نہ چلا۔ عیون الاخبار میں ہے کہ ”حضرت عربین زیدؒ سے ان کے بیٹے کی تعلیم و تربیت اور حسن ادب کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: ”میں دن میں نہیں چلا مکروہ میرے پیچھے تھا“ میں رات میں نہیں چلا مکروہ آگے تھا“ اور وہ کسی ایسی ہمت پر نہیں چڑھا جس کے میں نیچے تھا“

حضرت مرشد عالمؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے مرشد کے پیچھے رانگوں لیے (بالو میڈھے) کی طرح چلا تھا۔

ادب 14:- جب شیخ کھڑا ہو تو مرید بھی کھڑا ہو جائے اور اس کے ہنسنے کے بعد بیٹھے۔

فائدہ:- یہ اکرام میں داخل ہے کہ جب شیخ کھڑا ہو تو مرید بھی کھڑا ہو جائے اور جب شیخ بیٹھے تو مرید بھی بیٹھ جائے۔ بعض حضرات یہ سوال کرتے ہیں کہ ایک حدیث پاک میں نبی علیہ السلام نے صحابہ کرامؓ کو کھڑا ہونے سے منع کیا تو پھر مشائخؒ کی مجالس میں لوگ کسی کے اکرام کے لئے کیوں کھڑے ہوتے ہیں؟ یہ حضرات ایسے موقع پر نہ تو خود کھڑے ہوتے ہیں اور نہ ہی کھڑا ہونے والوں کو اچھا سمجھتے ہیں۔ اس کی وجہ کم علمی کے سوا کچھ نہیں۔ شریعت محمدیہؐ کا یہ حسن ہے کہ جہاں کسی معاملہ میں دو فریق ہوں تو دونوں کو ایک دوسرے کے حقوق کی تلقین کی جاتی ہے تاکہ معاملات خوش اسلوبی سے چلتے رہیں۔ دونوں میں محبت و پیار اور اکرام و تکریم کا رشتہ مستوار رہے۔

شریعت نے ایک طرف تو مرید کو کھڑے ہونے کا حکم دیا تاکہ استاد کی عزت افزائی ہو اور ”انزلوا الناس منازلہم“ پر عمل ہو۔ دوسری طرف مرشد کو حکم دیا کہ لوگوں کے کھڑے ہونے کو پسند نہ کرے تاکہ عجب و تکبر سے بچ سکے۔ پس مرید کھڑے ہونے کو فرض مصلحی سمجھے اور مرشد محبت و پیار سے ہنسنے کی تلقین کرتا رہے تاکہ محبت و حقیقت کا بندھن ملامت نہ رہے۔

کھڑا ہونے کی عادت تو معروف ہیں ہی سہی مگر کھڑے ہونے کے بارے میں دو مصلحتیں

پیش کی جاتی ہیں۔ امام نسائیؒ اور امام ابوداؤدؒ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ہم سے گفتگو کرتے پھر آپ کھڑے ہوتے تو ہم بھی کھڑے ہو جاتے تھے۔

امام بخاریؒ و امام مسلمؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن حذافہؓ تشریف لارہے تھے جب قریب آگئے تو نبی اکرم ﷺ نے انصار سے کہا "فوموا لیسیدکم" اپنے سردار کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ میں صحابہ کرام ان کے انکرام کے لئے کھڑے ہو گئے۔ نبی علیہ السلام کے اسی حکم کے پیش نظر مرید اپنے سید، مرشد کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔

اوسب 15:- شیخ کے دروہ اور پس پشت یکساں رہے۔ اپنا ظاہر و باطن ایک طرح پر رکھے یعنی اس اور زبان کے درمیان کسی قسم کا فرق نہ رکھے۔

فائدہ 2:- جو مرید اپنے شیخ کے دروہ اور پس پشت یکساں نہ رہے اس کی مثال اس مریض کی سی ہے جو غیب سے اپنا مرض چھپائے۔ یقیناً ایسے مریض کو شفاء نصیب نہیں ہوگی۔ حضرت مرشد عالمؒ فرمایا کرتے تھے کہ مرید اپنا سب کچھ مرشد کے سامنے اس طرح کھول دے جس طرح بی بی اپنا سب کچھ ماں کے سامنے کھول دیتی ہے۔ شریعت نے جس طرح علاج کی خاطر غیب کے سامنے سرکھولنے کی اجازت دی ہے اسی طرح روحانی علاج کی خاطر مرشد کے سامنے اپنا کھرا کھولنے کی اجازت ہی نہیں دی بلکہ اسے ضروری قرار دیا ہے۔ اگر مرید اپنے مرشد سے غیب چھپائے گا تو نقصان بھی خودی اٹھائے گا۔ جتنی نصیحتیں

"اگر تم اپنا غیب چھپائے گے لئے دروازے بند کر لو گے تو سچائی بھی باہر رہ جائے گی" ایسی صورت میں تو ذکر بھی فائدہ نہیں دیتا۔

رام رام پہنچاں میری بھیجا تمس مکی

رام نہ دل دج دیا اندھ کی دعاؤں کی

مک دج کا کٹھ دی تے نکلے لے پرو

دل دج گھنڈی پاپ دی رام پیس کی ہو

[رام رام کرتے میری نہیں تمس مکی مگر رام دل میں نہ بسایہ کیا سبوت نہ مکی گئے میں کٹھ کی ہلا اور نکلے

کر فرمایا میں ایک آیت یاد ہے "وَمَنْ يَهِنِ الْمَالُ فَمَنْهُ مِنْ مَكْرَمٍ"۔ جسے اللہ ذلیل کرے اسے کوئی میں عزت دے گا پھر پوچھا کہ حضرت احادیث یاد ہیں۔ فرمایا صرف ایک یاد ہے۔ "مَنْ يَدُلُّ دُبَّهَ فَاَقْلَبْهُ"۔ براہِ دین بدلے اسے قلیل سمجھو۔

یہ کہنے کے بعد شیخ زار و قطار روئے گئے اور آستان کی طرف دیکھ کر کہ "یا اللہ! میں آپ سے ایسا ممکن نہیں رکھتا تھا" حضرت شعلیؒ بھی دعاؤں بار بار کر دیئے کئی دیر کے بعد شعلیؒ واپس وطن چل پڑے۔ راستے میں ایک دریا کے کنارے پہنچے دیکھا کہ حضرت عبداللہ اندلیسیؒ زود تیز مسکراتے چہرہ طبیعت میں پشتِ سامنے ظاہر ہوئے۔ حضرت شعلیؒ کی خوشی کی اتنا نہ رہی۔ پوچھا کہ حضرت! یہ کیا سحر تھا۔ فرمایا کہ جس وقت میں مالکین کی خدمت کے ہوا بیسائیوں کی ہستی سے گزر رہا تھا تو میرے دل میں یہ خیال آیا "یہ بیسائی کیسے یہ خوف ہوگئے ہیں کہ حضرت حبیبیؒ کو اللہ کا بیٹا بنایا" فوراً گرفت ہوئی ایک آواز گئی "اگر تم اسلام پر ہو تو یہ تمہارا اکل ہے یا بار نکال ہے" اس کے ساتھ ہی باطنی نعمت جھنم مٹی اللہ تعالیٰ نے آزمائش میں ڈال دی۔ وہ نکتہ کھل فوراً ہے کہ وہ بات جو حالتِ الناس کے نزدیک کوئی وزن نہیں رکھتی اس کے کرنے پر بھی مقربین کی جگہ پر جاتی ہے! حضرت شعلیؒ اپنے شیخ کے ہوا واپس آئے تو خائفانہ کی روایتیں لوٹ آئیں۔ اس واقعہ میں مالکین کے لئے کسی تکلیف نہیں تھی تو یہ کہ کدات کو بھی اپنی طرف منسوب نہ کریں دوسرا یہ کہ استقامت والے شیخ سے خلاف شرع بات صادر ہو جائے یہ سمجھ کر سمجھیں کہ کوئی آزمائش ہے۔ تیسرے یہ کہ اپنی کیفیات طاعات و عبادات پر فریفتہ نہ ہوں۔ چوتھے یہ کہ اللہ تعالیٰ سے کسی حالت میں بھی مایوس نہ ہو بلکہ حضرت شعلیؒ کی اپنے شیخ سے عقیدت و محبت مالکین کے لئے روشنی کا چراغ ہے۔

اوپ 17:- شیخ کی حقیقی اور ذاتِ ڈھت سے دل تک نہ ہو اور بدگلی کو راہ میں نہ آنے دے کہ نہ شیخ کی حقیقی طالب کے لئے میل کا کام کرتی ہے۔

غائدہ:- جس طرح ایک ملل کسی پورے کے فاضل حصوں کو کتا ہے تو پورے کی نشوونما بھی اچھی ہوتی ہے اور وہ دیکھنے میں بھی دیدہ و زیب نظر آتا ہے یا جس طرح ایک طبیب کسی مریض کے زخم پر کبھی نشتر لگاتا ہے کبھی اس میں سے گندہ مواد نکالتا ہے اور کبھی اس پر مرہم لگاتا ہے حتیٰ

کہ مریض شیطاب ہو جاتا ہے۔ اسی طرح مرشد کمال مرید کی تربیت کے لئے بھی شفقت و محبت سے پیش آتا ہے اور کبھی ڈانٹ ڈپٹ کرتا ہے، مگر مرید میں اخلاق مرید پیدا ہو جائیں۔ مرشد کی ڈانٹ ڈپٹ مرید کی باطنی بیماریوں کے لئے تربیتی کام رہتی ہے۔ مرشد چونکہ اخلاص کے ساتھ تربیت کی خاطر روک ٹوک کرتے ہیں لہذا مرید میں اس زبردستی کو بھی ممکن خلاف میں پرشیرہ شکر پارے سمجھتے ہیں اور پیسے سے زیادہ محبت کرنے آتے ہیں۔ حضرت مرشد عالمؒ فرمایا کرتے تھے "ہر کو چپ شاہ نہیں ہونا چاہئے" اگر مرشد اپنے مریدین کی کوتاہیوں پر غاموش رہے گا "نہ موقع پر سمجھائے گا نہ ہی خدائی میں تو مریدین کی اصلاح کیسے ہوگی۔ مریدین کی غلطیوں اور کوتاہیوں کو دیکھ کر اصلاح کی کوششیں نہ کرو سراسر دھت ہے۔ اس سے مرید کی توجہ جاتی ہے مگر مریدین کی تربیت نہیں ہوتی۔ حضرت مرشد عالمؒ فرمایا کرتے تھے "طلوہ" چور اور مولوی کے لئے سینٹ کام کرتا ہے "یعنی طلوہ کھانے سے نہ بند ہو جاتا ہے۔ امراء کو تو بالخصوص اشتغال کی چھری سے ذبح کرنا چاہئے۔ حضرت مرشد عالمؒ یہ فرمایا کرتے تھے "جب تک کہ "دب" نہ ہو آپ نہیں ہوتا" یہ بھی فرمایا کرتے تھے۔ "مرشد اگر بلاوجہ کسی چوراہے پر کھڑا کر کے مرید کو دہانے مارے تو بھی مرید کو چاہئے کہ وہ جوتا اٹھا کر اے۔" مرشد کی بلاوجہ ڈانٹ میں بھی شکست ہوتی ہے۔ ممکن ہے یہ دیکھنا چاہئے ہوں کہ مرید کا نفس بڑھتا ہے یا نہیں؟ مرشد اگر مرید کی کسی بھی پرستہ ڈانٹ سے تو اس احساس کے ساتھ کہ جیسے کسی حسینہ نے چہرے پر سیاہی لگائی ہے ابھی سیاہی دھوئے گی تو چاند سا چہرہ نکل آئے گا۔ مزید برآں ڈانٹ ڈپٹ اور روک ٹوک کا مقصد اصلاح احوال ہوتی ہے۔ کوئی دل میں غبار دیکھنا نہیں ہوتا۔ اگر کوئی مرشد مریدین کی غلطیوں، کوتاہیوں پر دل میں غبار رکھنے لگے تو پھر اس کے دل میں غبار کے سوا کچھ نہیں رہے گا۔ مرشد کا قصہ عارضی ہوتا ہے اگر مرید اپنی اصلاح کرنے کو قصہ شفقت و محبت میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ مرشد جب کسی مرید کو ڈانٹتا ہے تو نہ اپنے آپ کو افسل سمجھتا ہے اور نہ ہی مرید کو گھٹیا سمجھتا ہے مرید کو ڈانٹتے وقت مرشد کی کیفیت اس جگہ کی ہی ہوتی ہے جسے ہار شدہ قہم دے کہ شہزادے کی غلامی کی وجہ سے شہزادے کو کوڑے لگاؤ۔ جلا حتمیل حکم کی وجہ سے شہزادے کو کوڑے بھی لگائے گا مگر دل میں شہزادے کی عداوت کی بجائے محبت ہوگی۔ پس مرشد ڈانٹ بھی رہا ہوتا

ہے دل سے توجہ نہ ملے گی اور ہم شب کی تحایاں میں مرد کے لئے ہاتھ بچا اور
دعا میں بھی آ رہا ہوتا ہے۔ اعلان مبارکہ سے بھی ثابت ہے کہ نبی علیہ السلام جب کسی کو
تنبیہ کرتے تھے وہ اس کے لئے دعا میں بھی کرتے تھے۔

مرشد اگر کسی مرید پر زیادہ توجہ دے اور کسی پر کم توجہ دے تو مرید دل تنگ نہ ہو بلکہ چون
سمجھے کہ جس طرح کوئی طبیب بعض مریضوں کو انتہائی نگہداشت کے دائرہ میں رکھتا ہے اور
بعض مریضوں کو عام وارا میں رکھتا ہے اسی طرح مریدین کو شیخ کی توجہ میں ظاہری تفاوت محسوس
ہوتا ہے حقیقتاً دل میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔

نوجب ۱۸:- دل میں کوئی شہ گزرنے کی صورت میں فوراً مناسب طریقہ سے عرض کر دے
اگر وہ شہر حل نہ ہو تو اپنی فہم کا قصور سمجھے۔ اگر مرشد کوئی جواب نہ دے تو جان لے کہ میں
جواب کے لائق نہ تھا۔

فائدہ:- جو سالک اپنے مرشد سے محبت و عقیدت کے رشتے کو مضبوط سے مضبوط تر بنا لیتے ہیں
اول تو انہیں کوئی غلط فہمی پیدا ہی نہیں ہوتی اگر دن میں کوئی سوال پیدا بھی ہو تو موماً مرشد کی
توجہ سے اس کی برکت سے خود ہی جواب بھی دل میں اُٹھتا ہو جاتا ہے۔ یہ بھی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ مرشد
کی زبان سے دورانِ مہنگو اس کا جواب دلوادیتے ہیں۔ سالکین حیران ہو کر کہتے ہیں۔

اے لقاے تو جواب ہر سال

ہا تو مشکل حل شد ہے مشکل

[اے کہ میری ملاقات ہر سال کا جواب ہے اور آپ نے مجھ کے لئے مشکل حل ہو جاتی ہے]

سالکین طریقت کے لئے مرشد کے کسی قول و فعل پر دل میں شبہ ظہیرا ہر سب سے بڑا
شیطان و موحاک ہے موماً ابتدائی حضرات محبت و حقیقت اور رابطہ شیخ میں کمی کی وجہ سے اس کا وہل
ہو جاتے ہیں ایک اصون بات سمجھ لینی چاہئے کہ باب بیعت سے پہلے مرشد میں وہ تمام شرائط
اُتھائیاں اور صفات دیکھ لی جائیں جو ایک شیخ کامل میں ہونی چاہئیں تو پھر بیعت کے بعد شیطان کہ
کوئی بھی غامضی پیدا کرنے کا موقع نہیں دیتا چاہئے۔ ہر بات میں اپنے آپ کو عمل کل سمجھتے
ہوئے مرشد کا بخاندانہ نظر سے دیکھتے اور پرکھتے رہنا فیض سے محرومی کا سبب ہوتا ہے۔ یہ عمل

سادہ عمر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر سے، لیکن شہادت کی ایک مرتبہ محمد رسول اللہ کی نظر سے، لیکن لیتا تو پیدا پار ہو جائے۔ بدلتی اور رنگ کی نظر اس سستی پر: اللہ اللہ قاتی ہے، اصل ہو نہ دار اللہ ہے، تیار رہا ستم، حق بت میں ہے کہ انہیں لینا تیار ہوتا ہے کہ انہیں فتح میں نظر آتی ہے، مرشد کی مشیت تو انہیں کی مانند ہوتی ہے، حدیث پاک: "المؤمن صلوٰۃ لیسو من"۔ "اس میں اس میں ہر ایک کے مطابق مرید کو اپنی ہی تالیفوں، انکس نظر آتا ہے۔" خدا شہید یہاں کی صورت میں فوراً مناسب طریقے سے مرشد کو آگاہ کر دیتا ہے۔ حضرت مرزا محمد علی خان صاحب "فی حیات میں ایک، بدو خطرات حاضر ہوا، لیکن آگاہ کر مجھے اپنی سلاموں سے کشف، القلب لہیب ہے، میں ایک روز ہوں کہ آپ غاں بالکل سید ہے۔ حضرت نے پوچھا کہ تمہیں یہ پڑ کیسے می؟ لیکن لگانہ ہر عام نفس کے خلاف کرے ہے۔ حضرت نے دوسرا میں لگانہ "ملک کیوں نہیں ہوتا ہے؟ کہنے لگانہ کی غیب چاہتا۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ کلامی تو نفس کے خلاف لگاؤں۔ بدو چاہت ہی دقت تو آپ جو کہ سہاں ہوا۔ حضرت نے فرمایا اب میرے قلوب پر نظر آ رہا ہے، حضرت اب تو غوری نور نظر آ رہا ہے۔ فرمایا کہ پہلے ہمیں اپنا قلوب انکس میرے اللہ، نظر آ رہا تھا۔

راہِ اہل سب مل ناچ پختا اور اشادات حاصل کرنا تو انہی باتیں مناسب طریقے اور مناسب موقع پر شروع ہو چکی ہیں۔ "فاسسوا اهل اللہ کفر ان کسب لانا عنسوں" [الذکر سے پہنچو مگر نہیں بنے۔ کایم مقصود ہے۔ البتہ بروقت ملے اور لا کے پھر میں پڑ رہتا تھکے کی سیک۔

اچھا ہے دل کے پاس رہے پابان وصل
صلیوں بھی کبھی اسے غی بھی چھوڑ دے
اوپر ۱۰۰۔ مباحثہ اور جھگڑے وغیرہ کی صورت نہ بنائے۔ مرشد نے کام فوراً نہ کرے
اگرچہ حق مرید کی جانب ہو بلکہ یہ امتداد رکھے کہ شیخ کی فطرت سے صواب سے سحر ہے۔
فائدہ ۱۔ یہ ادب انہی خطرات کے احوال سے زیادہ ناہوت رکھتا ہے۔ غلی حالات میں اگر
موقف آجائے کہ مرشد نے اتفاق رائے ہو تو بھی اوپر دیا میں ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہئے۔

حضرت شہداء العزیزؒ نے سید احمد شہیدؒ کو حضور شیخ کا حکم دیا تو سید صاحبؒ نے نفلتِ ادب سے معذرت کی۔ شادِ عبد العزیزؒ نے یہ شعر دیا

جے بہارِ رنگیں کن گرتِ بحرِ مغلِ گوید

کہ سالک ہے خبرِ بودِ زِ رسم و رملِ منزلان
[مٹی کھل کے کہنے پر اپنے صلیٰ کو شراب سے رنگیں کر کو کیونکہ راہِ حق پر چلے والا حق کے طور طریقوں سے بہ فراموشی رہتا]

سید صاحبؒ نے عرض کیا کہ حضرت! میں آپ کے حکم سے شراب پی لوں گا مگر توبہ کوں کا مگر میرے نزدیک حضور شیخ شرک ہے۔ میں یہ نہیں کر سکتا۔ حضرت شہداء صاحبؒ نے اٹھ کر سید صاحبؒ کو کہنے سے لگا لیا اور فرمایا "الحمد للہ تم پر توحید غالب ہے۔ اب ہم تمہیں اور راستے سے لے چلیں گے۔"

مریدِ اشتیاق رائے کی صورت میں رہائے اور جھڑے کی صورت نہ بنائے اگرچہ حق مرید حق کی جانب ہو، غرض وہ در میں نبی علیہ السلام کی رائے تھی کہ قیدیوں کو بعض شرائط پر رہا کر دیا جائے جبکہ حضرت عمرؓ کی رائے تھی کہ ان قیدیوں کی گردنیں اڑا دی جائیں۔ سب وحیِ الہی تو حضرت عمرؓ کی رائے وحی کے مطابق تھی۔

شیخ شریف کا حکم ہے کہ جہنم کا اجتہاد صحیح ہو تو اسے دو ثواب ملتے ہیں اور اگر غلط ہو تو بھی اسے ایک ثواب ضرور ملتا ہے۔ شیخ کی خطا بھی خطائے اجتہادی کا حکم رکھتی ہے۔ لہذا سالک کو یہی گمان رکھنا چاہئے کہ شیخ کی خطا میرے جواب سے بہتر ہے ایک مرجعِ نبی علیہ السلام نے سوئے چار رکعت نماز پڑھتے ہوئے دو پر سلام پھیر دیا۔ نبی رحمت ﷺ کا یہ سہواً کے لئے رحمت بن گیا اور سہواً کے مسائل واضح ہو گئے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ فرمایا کرتے تھے کہ نبی علیہ السلام کو اس سہواً دو اجر ملا کہ ابو بکرؓ کی پوری زندگی کی نیکیاں بھی اس کے برابر نہیں ہو سکتیں۔ چنانچہ آپ کا مشہور قول ہے۔ "بلیسنی کنت مہو محمد" [اے کاش میں

محمد ﷺ کا سہواً ہوتا]

ادب 20:- شیخ کے رو بہ وجود ہاتھ نہ کرے اور نہ ہی کسی کے بیوی بچاں کرے۔
 فائدہ:- عیب جوئی دوسروں پر تنقید اور تبصروں کی عادت ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ کے
 قریب سے محروم ہوتے ہیں روزِ دوست کو کب فرصت ہوتی ہے کہ وہ اپنے دوست کی یاد چھوڑ
 کر اپنی باتوں میں وقت نہ بے کرے۔ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ فرمایا کرتے تھے کہ شیخ سعدیؒ
 نے قصوف کو دو شعروں میں سمجھا دیا۔

| | | | | |
|-----|------|-------|------|------|
| مرا | ہی | راہنے | مرشد | شائب |
| دو | نہدہ | فرمود | بر | روئے |
| بے | آنکہ | برخوش | خود | میں |
| م | آنکہ | دکس | تو | ہمیں |

[میرے شیخ مرشد کاں شیخ شائب الدین سرورؒ نے مجھے دو چھتیں درد کے کنارہ کھڑے ہو کر فرمایا۔

(۱) اپنی نیکیوں پر ناکام نہ ہو۔ (2) دوسرے کی غلطیوں میں ناکام نہ ہو اور دُعا نہ کر۔

گویا قصوف کا لہجہ وہ نظموں میں یوں پیش کیا جاسکتا ہے کہ سالک اپنے پہ "خود میں" نہ ہو اور
 دوسرے پر "بد میں" نہ ہو۔ یعنی اپنی اچھائیوں پر نظر نہ پھرانے رکھے اور دوسروں کی برائیوں پر
 نظر نہ لگائے رکھے۔

لوہ 21:- مرشد کے قزابت وادوں اور عزیزوں سے محبت و دوستی رکھے۔ اس کے
 دوستوں محبوں اور نیز بی جاہیوں اور طاہروں کی رعایت کرے اس کی بدگوئی اور اس کے مخالفوں
 سے دور رہے کہ اشتقاق حاصل ہو۔

فائدہ:- مرشد سے محبت کی پہچان یہی ہے کہ میرا اپنے مرشد کے قزابت وادوں اور عزیزوں
 سے محبت و دوستی رکھے۔ یہی تعلیم کتاب و سنت سے ملتی ہے قرآن مجید میں نبی صلی علیہ السلام کا
 قول نقل کیا گیا:

"يقوم لامسئلكم عليه اجراً الا للضرورة في الغيرى" (۱) (ترمذی: آیت 23)

(۱) میری قوم میں تم سے اس نسخہ پر کوئی اجر نہیں مانگا سوائے اپنے قزابت وادوں سے محبت کے]

طبرانی شریف کی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”ادبوا اولادکم علی ثلاث عصال۔ حب نبيکم وحب آل نبيہ و تلاوة القرآن“ [اپنی اولاد کو تین چیزوں کی تعلیم دے۔ خیر کرم کی بہت آپ کے علیہت کی محبت اور تلاوة قرآن۔]

اوپ 22:- اپنے احوال باطنی (دماغی: دل یا رے) مرشد کے سامنے عرض کرے کیونکہ مرشد طیب روحانی ہے اطلاع کے بعد اصلاح کرے گا۔ مرشد کے کشف پر اعتقاد کر کے سکوت نہ کرے۔

فائدہ:- جس طرح کوئی مریض اپنے حلات سے طیب جسمانی کو باخبر رکھتا ہے اگر نہ رکھے گا تو موت کے مت میں چنا جائے گا! اسی طرح سالک کو چاہئے کہ اپنے مرشد یعنی طیب روحانی کو کیفیات و واردات سے مطلع کرنا رہے ورنہ دل مردہ ہو جائے گا۔ اس معاملہ میں انفرادی و تقریبی سے چمکانہ لفظی ہے۔ انفرادیہ کہ سالک اپنی کیفیات شیخ کے علاوہ ہر کہ وہ کے سامنے ظاہر کرے۔ حالانکہ واردات و کیفیات تو عرائس باطنی ہوتی ہیں بھلا کوئی شخص غیر کو اپنی دمن دکھاتا ہے۔ تقریباً یہ ہے کہ اپنے حلات شیخ کے سامنے بھی نہ کرے اور یہ سوچا رہے کہ مرشد صاحب کشف ہیں انہیں خود ہی پتہ چل جائے گا۔ امتداد کی راہی ہے کہ اپنے حلات سے مرشد کو مطلع کرنا رہے۔ صوفیہ کافوں ہے کہ سالک اگر اطلاع اور اطلاع کو اپنا دستور بنائے گا تو اس کی ترقی میں کوئی چیز رکھت نہیں بن سکتی۔

اوپ 23:- خواب میں جو کچھ دیکھے وہ مرشد کی خدمت میں عرض کرے اگر اس کی تفسیر نہیں میں آئے تو وہ بھی بیان کرے۔

فائدہ:- بعض سالکین لطیف الطبع ہوتے ہیں انہیں بہت خواب نظر آتے ہیں اور بعض کلیم الطبع ہوتے ہیں انہیں کم خواب نظر آتے ہیں۔ زیادہ خواب نظر آنے کیفیات کی بات نہیں اور کم خواب نظر نہ بھی گراؤ کی دلیل نہیں۔ خواب تین طرح کے ہوتے ہیں۔

1۔ حدیث غس سالک جو کچھ دن میں کرنا سوچتا ہے یا اس کے لاشعور میں ہوتا ہے وہی کچھ خواب میں نظر آتا ہے۔

2۔ اعتنا و اعلاہ۔ اسے ہانگ خیالت خواب کی شکل میں نظر آتے ہیں۔

3۔ رویہ صالحہ۔ بے خواب ذہنیں نبوت کا مہمتوں حصہ کیا کرتے ہیں۔

ان تین قسم کے خوابوں میں پہلا ایک مشکل امر ہے۔ بالنی بصیرت رکھنے والا ہی ہے۔
 مرد میں نرسا ہے۔ ملک کو چاہئے کہ جو کچھ خواب میں دیکھے وہ اپنے شیخ کی خدمت میں ہے
 کہ ولادت عرض کر دے۔ مرشد اگر تعبیر بناوے تو فیضانِ طموش دیں تو سمجھنے کے بغیر بتانا
 میرے لئے بہتر نہیں تھا۔ یا پھر یہ خواب قوی تعبیر نہ تھا۔ تعبیرِ رویہ کے سلسلہ میں چند باتیں
 ذہنی ہیئت کی حامل ہیں۔

1۔ کئی خواب جس طرح نظر آئیں ان کی تعبیر میں دامن اسی طرح ہوتی ہے۔

2۔ کئی خوابوں کی تعبیر الٹ ہوتی ہے۔ مثلاً کسی کو دیکھ کہ مرگیا امر حقیقت میں لمبی زندگی
 پائی۔

3۔ کئی خوابوں کی تعبیر تشکیلی پر منحصر ہوتی ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے مٹی کا گائے
 دیکھی تو تعبیر روزی کی فردائی والا سا، مٹی کا گائے کی تعبیر قلعہ زورہ ملے۔

4۔ ایک ہی خواب دو مختلف آراء دیکھیں تو دونوں کے لئے تعبیر مختلف ہوگی۔ ایک آراء
 نے خواب دیکھا کہ اذان دے رہا ہوں تو "واذن فی المسامس بالحدیج" کے تحت غرت فی۔
 کسی فاسق شخص نے دیکھا کہ اذان دے رہا ہوں۔ تو "لہ اذن موذن" کے تحت چوری کرتے
 پکڑا گیا، زنت ملی۔

5۔ ایک ہی خواب مختلف موسموں میں دیکھیں تو تعبیر مختلف۔ سردیوں میں آگ دیکھیں تو
 خاکہ پڑھے گرمیوں میں آگ دیکھیں تو نقصان ہو۔

6۔ کئی مرتبہ خواب ظاہر میں اسے ہانگ غلط رویہ صادر میں سے ہوتا ہے۔ زیدہ خاتون نے
 اپنے آپ کو برہنہ دیکھا پھر انما لہ جانوروں اور پرندوں کو دیکھا کہ اس سے زنا کر رہے ہیں۔
 پریشان ہو کہ اٹھ بیٹھی، ڈار گئی کہ کہیں رسوا نہ ہو جائیں۔ مگر تعبیر یہ تھی کہ اس نے غریبوں کی
 جس سے انہوں نے جانوروں، پرندوں اور چاندوں نے پائی یا۔ زیدہ خاتون کے لئے صوفیہ جاریہ

ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ اپنی ماں سے زنا کر رہا ہوں۔ بہت پریشان ہوا۔ مگر ماں سے حرام زمین اور زنا سے حرام اس سے فائدہ نہ۔ چنانچہ اسے اپنی تکلیف سے بہت زیادہ فائدہ ہوا۔

سا لکھیں کہ ایک اصول ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ باغرض سچا خواب بھی نظر آئے تو جب تک پورا نہ ہو کیا فائدہ۔ مثلاً خواب میں دیکھا کہ بادشاہ بن گیا ہوں تو کیا فائدہ جب تک حقیقت میں نہ بنے۔ حضرت یوسفؑ نے سورج، چاند، ستاروں کو سجدہ کرتے دیکھا مگر کہیں میں مگر نہ پڑا۔ مصر میں بکنا پڑا۔ عزیز مصر کے گھر کی چاکری کرنی پڑی۔ آزمائش میں سے مگر نہ پڑا۔ توسل بیل کا نئی پڑی پھر بادشاہت ملی اور خواب پورا ہوا۔ جب سچے خوابوں کا بھی یہ حل ہے تو میرا بہت چٹانگ خوابوں پر فریضہ کیا ہوتا۔ بعض سا لکھیں تو بروقت خواب ہی ملتے پھرتے ہیں یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ خوابوں کی دنیا کے شہزادے ہیں۔

در حقیقت شیطان خوابوں کے ذریعے بڑے بڑے لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔ خود پستی اور عجب پیہ کر کے نقشے میں مبتلا کرتا ہے۔ مرشد ہی کی ذات ہے جو ان شیطانی جھگڑوں سے خبردار کرتی ہے تاکہ ایمان بچ جائے۔ حضرت جید بغدادیؒ کا ایک مرید روزانہ خواب میں جنت کی سریر کرتا تھا۔ صبح اٹھ کر لوگوں میں بکرت کرنا حتیٰ کہ اس کے قصبے زمین و آسمان پر ایک سال اسی حالت میں گزر گیا۔ ایک مرتبہ حضرت جید بغدادیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ شیخ نے دیکھا کہ خود پستی اور خود فریبی کے جال میں جھس پڑا ہے فرمایا "اب بشت نظر آئے تو لا حول ولا قوۃ" پڑھنا "مرید سمجھا کہ شیخ مجھ سے حسد کرنے لگے ہیں۔ اگلی رات خواب میں جنت کی سریر کرنے لگا تو خیال آیا کہ شیخ نے کہا تھا اور حقیقت یہ شیخ کی توجہ اور برکت تھی، کہ لا حول و قوۃ جب پڑھا تو سب نقشے ختم چند ہڈیاں پڑی دیکھیں۔ تب احساس ہوا کہ شیطان تو میرے ایمان پر ڈاکر ڈالنا چاہتا تھا۔

بعض سا لکھیں کہ خواب میں ہر گز نظر آتے ہیں سبک سمجھتا ہے کہ مجھے باطنی فائدہ ہو رہا ہے۔ حقیقتاً شیطان اس کا راجہ شیخ سے لانا چاہتا ہے۔ بعض سا لکھیں کہ دیکھا کہ خواب ایک سے بڑھ کر ایک عجیب و غریب دیکھتے ہیں مگر باندی شریعت میں مست ہوتے چلے جاتے ہیں۔ یہ فتنہ

میں چنے کی، شمع جالتے ہیں۔

حدیث باب میں ہے: **مَنْ دُئِيَ فِي لِسَامٍ فَقَدْ دُئِيَ فِي الشَّيْطَانِ لَا يَنْتَمِلُ**
مَنْ " (بخاری کتاب الامان)

آگ سے غلاب میں مجھے بکھارنے والی ہو کر کہہ کر وہ جھپٹا رہی تھی یہ کہ نہیں مانگا
 اس حدیث پاک کے تحت حضرت عبداللہ بن ابی اسیدؓ نے کلمات میں غلطی کی۔ شیطان بھی
 کرم اللہ تعالیٰ علیہ اس صورت مبارک میں جس میں آپ ﷺ دیتے ہیں یہ فرما میں خدا سے
 یہ کہہ سکتا ہوں کہ اس کے علاوہ ہر ایک صورت میں شر و حوکہ دے سکتا ہے جو ہے والدی اللہ کی صورت
 ہو یا نواز ابدائی۔ مذاہب و ماسکین خواہوں پر اپنی روحانیت کی عبادت رکھتے ہیں وہ ہیں۔ خطرے
 میں ہوتے ہیں بعض غلاموں کے جو جلد شکنی حضرت ہت قریش کرتے ہیں غلاب سے اور
 نکل کر آتے ہیں غلاب پر۔

جو جو شرح غلاب پر انبیاء بنے گا پانیوار ہوگا
 ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نماز میں سورۃ التیمم کی تلاوت کرتے ہوئے جب
 اس کچھ کہے "اللهم صل علی محمد و آل محمد" و "اللهم صل علی محمد و آل محمد" آیت 120
 پہنچا تو نے اللہ عزوجل سے دعا کی کہ اس سے آگے یہ کہہ کر بھی عبادت کرو اور اللہ کی
 بھی۔ صحابہ کرامؓ نے جو یہ کہے۔ نماز کے فراغت پر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ انی کہتے
 اتنی ہیں جو آپ ﷺ نے پڑھی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں پڑھیں پڑھاؤ
 تو نکل مارا اس بات سے کہ اور آیات تمہیں۔ "اللهم صل علی محمد و آل محمد" آیت 152

شیطان نے اپنی نعمت اٹھانے اور ان حضرات کی ذات سے مادی فائدہ
 پھر یہ جلا کر شیطان نے اپنی آواز کی جادو اسلام کی مبارک نواز کی ساتھ ساتھ یہ صارت
 پڑھی تاکہ صحابہ کرامؓ کو حوکہ دے سکے۔ یہاں حویلی کی بات یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی

وجود کی میں پھر حالت غلظت کی تسوئی میں صحابہ کرامؓ سے پیکر، حضرات کرامہ کو دھوکہ دینے سے شیطان باز میں توجہ بصر ہم کس کمیت کی گاہر سولہ میں کہ بلند و بالا دعوتی کریں۔ "سبح نامک حتیٰ انکروہ را حقیقت" مشکوٰۃ نوٹ سے اٹھا ہوا "فحقہ" والا اور پھر نجد کی حالت میں تو شیطان کے سے ہر گز کوئی مشکل نام ہے۔ "ساک" یوں سونا چاہئے کہ میں تو شیطان جیسے ہاتھ بٹائی ہوئی خواہ اس پر کار کیا ہے تو خواب کی حالت میں ہر گز کوئی مشکل نام ہے۔ یہی خوابوں پر اعتبار ہر گز نہ کریں کہ جو کچھ دیکھے اپنے مرشد کی خدمت میں عرض کر دے اور دعا کی کرنا ہے۔

"اللہم انی اعوذ بک من همزات الشیاطین واعوذ بک رب ان یحصرن" "ایمان میں نہیں یہ نہ پکڑا ہوں۔ شیطان مراد کی جو کہوں سے اور اس بات سے کہ وہ شیطان میرے اللہ میں حاضر ہو کر دخل دیں آ

اہم 24- جو دراصل خفیہ مرشد تعلیم کرے اسی کو اپنا معمول بنائے اس کے علاوہ قرآن و تحفہ پیموئے دے خود اپنی طرف سے شروع کرے ہر گز کسی دوسرے نے بتائے ہیں۔ البتہ افضل مستوفیٰ مستحق ہیں۔

فائدہ:- یہ بات حالت الناس میں بھی مشہور ہے کہ مریض کو ایک وقت میں ایک نصیب کی دوا استعمال کرنی چاہئے اسی طرح سائب کو خفا اپنے ہی شیخ کے بتائے ہوئے معمولات پر عمل کرنا چاہئے۔ اس کی "صل" کو حرمنا علیہ المدیضع" ہے۔ اپنی مرضی سے یا کسی اور کے کہنے پر مزید وظائف کو پامانہ کو تو قصداً اٹھائے کہ جتنی کے لئے وظائف والی دینا اور خفی کے لئے بخدا کی مانند ہوتے ہیں۔ وظائف میں ثواب کی نیت کرنا برا نہیں ہے "وہی ذالک فنیف فیفس المتعاصیون" "انہوں میں سے انہوں کو انکی چیز کی رسم کرنا چاہئے۔" اس کی دلیل ہے۔ "ساک کو چاہئے کہ اپنے نفس کو اتنا کال بھی نہ سمجھے کہ ماز پیرا ہو اور اتنا ناقص بھی نہ سمجھے کہ "یہی ہو" "سعدون" راہمہ "خوف و طمع" "المجد" آیت 16

"ایمان والے اپنے رب کی حالت خوف اور امید کے درمیان کر۔ قرین نہیں کی راہ پوشیدہ ہے

اور نہ وظائف سچ دشنام کرنے کی قرآنی دلیل "سبح لہ فیہا بالعدو

والاصال" ہے۔

اوپ 25 :- شیخ کے پاس بیٹھ کر دغیرہ میں مشغول نہ ہو اگر کچھ پڑھنا لازمی ہو تو اس کی نظر سے پوشیدہ بیٹھ کر پڑھو۔

قائدہ :- مرشد کی موجودگی میں سناٹک کو رابطہ قلبی میں جو قائم رہتا ہے وہ ذکر و وظائف سے نہیں ملتا۔ مرشد کی مثل سورج کی مانند اور مرید کی مثل چاند ہوتی ہے۔ جس طرح سورج کی حرارت سے پھلوں کا دانہ سبز ہو جاتا ہے یا پھولوں کی رنگت میں خوشنما آتی چلی جاتی ہے۔ اسی طرح مرشد کی توجہات سے سناٹک کے دل میں نورانیت آتی رہتی ہے۔ اگر مرید کوئی دغلاف کر جائے تو شیخ کی نظر سے پوشیدہ بیٹھ کر کرے۔

اوپ 26 :- جو کچھ فیض باطنی اسے پہنچے اسے مرشد کا عقل سمجھے اگرچہ خواب یا مراقبہ میں دیکھے کہ کسی دوسرے بزرگ سے فیض پہنچ رہا ہے تو یہ خیال کرے کہ میرے مرشد کا کوئی لعینہ اس بزرگ کی صورت میں ظاہر ہوا ہے۔

قائدہ :- جس طرح ایک بپ تار سے جڑا ہوا ہوتا ہے اسے جو بھی بجلی پہنچتی ہے اسی تار کے ذریعے سے پہنچتی ہے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ بجلی تار کا ذمہ سے آ رہی ہے یا مثلاً ذم سے بجلی جس پاور اسٹیشن سے بھی آئے گی اسی تار سے ہو کر باب کو طے پائی۔ اسی طرح مرید کو جو بھی باطنی فیض پہنچتا ہے وہ شیخ کے قلب سے ہو کر پہنچتا ہے اگرچہ وہ فیض پہنچے کسی بھی بزرگ کی طرف سے آ رہا ہو۔ اسی لئے کوئی مرید ظاہر میں کسی دوسرے بزرگ سے فیض ملتا دیکھے تو بھی یہی گمان کرے کہ میرے شیخ کا کوئی لعینہ اس شکل میں ظاہر ہو کر مجھے فیض پہنچا رہا ہے۔ مرید کی توجہ کا قبلہ ہمیشہ ایک ہی ہونا چاہئے اس کو کہتے ہیں۔

م یک کیر حکم کیر

[ایک ہی شیخ کا نور اور ان کو ہی مضبوط رکھو]

حضرت خواجہ محمد سعید قریشیؒ ایک مرتبہ سر سید شریف حضرت مجدد الف ثانیؒ کے حراز اقدس پر حاضر ہوئے۔ آپ کے خلفاء میں سے حضرت سید زکریا حسین شاہؒ، حضرت مولانا محمد سعید توبائیؒ اور مریدین میں سے بھی چند حضرات رفیق سفر تھے۔ حراز مبارک پر کئی دیر عرصہ کرنے کے بعد حضرت مجدد الف ثانیؒ سے ہرکلامی نصیب ہوئی مختلف امور پر محفلہ کے بعد

حضرت مجددؒ نے فرمائش کی کہ اپنے خلفاء (سید زوار حسین شاہؒ اور مولانا محمد سعید گوبانویؒ) و خیرم کو کچھ دن نہیں میرے پاس چھوڑ جائیں۔ حضرت خواجہ صاحبؒ نے اپنے خلفاء سے فرمایا کہ اب میں تو آگے سفر کے لئے روانہ ہو رہا ہوں۔ آپ حضرات فیصلہ کر لیں کہ کیا کرنا ہے۔ مولانا محمد سعید گوبانویؒ نے پوچھا ”حضرت آپ کا حکم ہے کہ ہم یہاں ٹھہریں یا ہماری مرضی پر ہے کہ یہاں ٹھہریں یا ساتھ سفر پر جائیں“ حضرت نے فرمایا ”آپ حضرات کی مرضی پر ہے میں نے تو حضرت مجدد الف ثانیؒ کا پیغام پہنچا دیا ہے“ مولانا گوبانویؒ نے کہا ”حضرت! ہم آپ کے ساتھ جائیں گے ہمارے مجدد تو آپ ہیں۔“

سبحان اللہ۔ مرشد کے ساتھ رہنمائی ہو تو ایسی۔ دعوت دی جا رہی ہے حضرت مجددؒ کی طرف سے جو اپنے سلسلہ کے سرخیل بزرگ ہیں، بیچہ بچہ رہا ہے جس نے اپنے مجدد مرشدؒ کو اس سب کے بلوچوں پر کتنا تکلیف ہے کہ حضرت! ہمارے مجدد تو آپ ہیں۔ اسی لئے ان حضرات کو ایسی ایسی کیفیات ملتی تھیں کہ توجہ کا سالک ان کی گردنوں کو بھی نہیں مٹتی پاتا۔ ”الامام شاء واللہ“

حضرت خواجہ ابو سعید خوارؒ کے خاندان میں آقا ابدالو سے ایک خرقہ چلا آ رہا تھا مشہور تھا کہ خاندان کے مشائخ نے اپنی توجہات کو اس میں شامل کیا ہوا ہے۔ کئی مرتبہ اس خرقہ کی برکات ظہور میں آئیں۔ حضرت خواجہ صاحبؒ کو ان کے بیچہ مرشد نے جب اجازت و خلافت دی تو انہوں نے بھی ایک خرقہ عطا فرمایا۔ یہ دونوں خرقے حضرتؒ کے استعمال میں رہے۔ جب آپ پر مرض الموت کا غلبہ ہوا۔ تو آپ نے ایک غلام سے کہا کہ خرقہ لا کر میرے اوپر ڈال دو تاکہ میں اس کے فیوضات سے مستفیض ہوں۔ غلام نے پوچھا ”حضرت! کونسا خرقہ؟“ حضرتؒ نے فرمایا کہ مجھے اپنے آقا ابدالو کے خرقے کا بہت احترام ہے لیکن اس وقت میرے بیچہ مرشد کا عطا کردہ خرقہ لاؤ۔ میں آخری وقت میں اپنے بیچہ مرشد کے الوارات میں مستحق ہو کر مرنا چاہتا ہوں۔

ادب 27 :- مرشد کا کلام وہ سروں کے سامنے اس قدر بیان کرے جس قدر لوگ سمجھ سکیں جس بات کے بارے میں یہ گمان ہو کہ عام لوگوں کی سمجھ سے بلا ہے تو اسے ہرگز بیان نہ

کرے۔ کوئے بعض باتیں صرف خواص کے لئے ہوتی ہیں۔

فائدہ :- سالک کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ مرشد کی صحبت میں سنی ہوئی معرفت کی باتیں ہر خاص و عام کو نہ پھرے۔ کچھ باتیں سمجھنے کے لئے استعداد کی ضرورت ہوتی ہے اگر استعداد نہ ہو تو ایسی باتیں فائدے کی بجائے نقصان دیتی ہیں۔ حدیث پاک میں آیا ہے ”کنسوا الناس علی قدر عقولہم“ (لوگوں سے انکو عقول کے مطابق بات کر آ)

آپ 28 :- اگر کوئی مرتب یا منصب عنایت ہو تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے قبول کرے، ورنہ میں کوئی دینی خیال نہ آئے۔

فائدہ :- اگر مرشد کوئی منصب یا مرتبہ معاصرین تو اوقت فیہ شرقہ سمجھتے ہوئے جان و دل سے قبول کرے۔ اور اللہ تعالیٰ شکر یہ ادا کرے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں قابلیت نہیں قبولیت شرط ہے۔ وہ چاہے تو خاک سے اللہ تک پہنچا سکے کہ کی مجال ہے کہ ”هؤلاء من اللہ عنہم من بیننا“ حضرت قتیبہ بن عیاض ”کو رہنماؤں کے گروہ سے چلا دیوں گا مردار بنا دو۔“ خالد کو بت ہے سچی سے نکلا اور سیف اللہ کا نام پڑنا دو۔ وہ اگر مہربانی کی نظر ڈالے تو سب عیب بھریں۔ مٹی بھر خاک قدموں کے نیچے آنے والی سے کہا ”انسی جاعل فی الارض خلیفۃ“ خلف انسی کا جہد کا چلتا ہے تو مراد کو مقبول بنے اور خاک کو کیسا بچتے دیر نہیں لگتی۔ وہ چاہتا ہے کہ کئے کو دیوں کی صف میں بھا کر قرآن میں اس کے تذکرے کر دیتا ہے۔ اور ”کنسوا الناس علی قدر عقولہم“ کے لحاظ کہہ کر مرتبہ بڑھا دیتا ہے کبھی بخیر نہ رمت جوئی میں آتا ہے تو مظلوم خود طالب کو نصیحتا ہے پھر محروم رہنے کا یہ سوال۔ پھر تو منی بھی سونا بن جاتی ہے رہی بات یہ کہ سالک سوچے میں اس قاتل نہیں قاتل تو مرتے وقت تک نہیں ہوں گے۔ جس نے سوچا میں اب اس قاتل ہو گیا ہوں یہی اس کی ناقابلیت کی دلیل ہے۔

آپ 29 :- اپنے شیخ کی اہانت کے بغیر کسی دوسرے شیخ کی طرف بغرض بیعت رجوع نہ کرے تاکہ سعادت مندی کی دولت سے ملا نہ ہو۔

فائدہ :- سالک کو اپنے مرشد کے علاوہ دوسرے مشائخ سے استفادہ کرنے کی راجح ذیل صورتیں پیش آسکتی ہیں۔

۱۔ بیعت کا تعلق ایک شیخ سے تھا مگر روزگار یا تعلیم کے سلسلہ میں کسی دوسرے طبیب جانا پڑا۔ وہاں کا ماحول انتہائی خراب شیخ سے رابطہ مشکل تھا اپنے ہی سلسلہ کے کسی متقی بزرگ کی صحبت سے یہ ہے تو ایسی صورت میں اپنے مرشد کی اجازت سے اس متقی بزرگ کو چرنائے۔ اپنے والے شیخ پر حرمت ہوں گے۔ دوسرے پر تعلیم، ایک وقت میں دو شیخوں سے تعلق کتب میں منع ہے۔

۲۔ مرشد سے بیعت کا تعلق آجست عرصے رہا مگر فائدہ نہیں ہوا تو ان آداب و احترام میں رکھتے ہوئے ان کی اجازت سے کسی دوسری جگہ بیعت کرنے، منظور تو اصلاح ہے۔

۳۔ اپنے شیخ کے نظریں میں سے کوئی بزرگ جید حیات ہوں اور وہ ان سے بیعت برکت کیلئے تیار ہو۔ تو شیخ کی اجازت سے بیعت کر سکتا ہے۔ حضرت خواجہ محمد مہر اصفیٰ مدہ جیؒ نے حضرت مرشد عالم کو امہات طے کروائے اور مزید توجہات کے لئے اپنے چرخہ خانے مسکن پر شریف بھیجے۔ حضرت سید فضل علی قریشیؒ نے بھی دن تو جلوس میں پھر اجازت و خلعت دی اور بیعت لیا یہ بیعت مبنی اپنے پیرو مرشد کی رضا و خوشنودی سے ہوئی۔

ادب ۱۱۱۱۔ اب مرشد اس راہ رفتی سے رحلت فرما جائے۔ تو اس کے لئے دعا ہے حضرت اور ایصال ثواب کرے تاکہ تسخیر و مدخل باقی رہے۔

فائدہ ۲۔ سالک فائز تک اسی ہستی کے احکامات میں ادا ہوتا ہے جو وصول فی اللہ کا ذریعہ ہے۔ اگر وہ وفات پا جائے تو ایصال ثواب کو یوں سمجھیں جیسے روزانہ تحفہ پہنچ رہے ہوں۔ قرآن مجید پڑھ کر، نوافل پڑھ کر، صدقہ خیرات کرے، ذکر و مراقبہ کرے، درود پاک و استغفار کرے، شہادت پڑھ کر، نفل روزہ رکھ کر، مسابہ و دعا میں بخوانے اپنے مرشد کو ثواب پہنچا دیا جاتا ہے۔ علامہ شانیؒ نے لکھا ہے کہ فرض اور واجب کے علاوہ ہر نفل عبادت کا ثواب پہنچایا جاسکتا ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ جو شخص کسی کی طرف سے حج کرے تو یہ ان کے لئے حج کا پس ہو سکتا ہے ان کی روح کو سماں میں خوشخبری دی جاتی ہے اور یہ کسی کی طرف سے حج کرنے والا شخص اللہ کے نزدیک تبلیغ قرآن شمار ہوتا ہے۔

خانقاہوں کا قیام

انسان کی ظاہری آنکھ کی بجائے ابصار ملتے ہیں اور باطنی آنکھ کی بجائے بصیرت کہتے ہیں۔ خواہشات نفسانی کی بیرونی آواز سے انسان کی بصیرت بچھن جاتی ہے اور بنی اندھا ہو جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

”فَاَسِیَ لَا تَعْمٰی الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمٰی الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الْاَصْدَادِ“

[پھر آنکھیں اندھی نہیں، مگر بلکہ سینوں میں ان اندھے ہو جاتے ہیں]

امام نسفی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

”امی فہ عمیت ابصارهم عن الابصار بل قلوبهم عن الاعصار“
ولکل انسان اربع عین۔ عینان فی الرؤس وعینان فی القلب۔ فاذا ابصر ما فی القلب وعمی ما فی الراس لم یبصر۔ وان ابصر ما فی الراس وعمی ما فی القلب لم ینفع۔“

(تفسیر نسفی جلد دوم صفحہ 1079 آیت 46)

یعنی ان کی آنکھیں دیکھنے سے اندھی نہیں ہو گئیں بلکہ دل حیرت عامل کرنے سے اندھے ہوئے گئے۔ انسان کی چار آنکھیں ہیں۔ دو سر میں دو دوس سر۔ جب دل کی آنکھیں بچھن تو سر کی آنکھوں کا اندھا پن نقصان دہ نہیں اور اگر سر کی آنکھیں بچھن اور دل کی اندھی ہوں تو یہ نقصان دہ ہے۔
سچ ہے کہ دل اندھا ہو تو چمکہ دار آنکھیں کچھ فائدہ نہیں دیتی۔ بقول مجھے

۔ دل بچا بھی تر خدا سے طلب آنکھ کا نور دین کا نور نہیں

ذکر اللہ میرا تعلق ہے جو اندھے دلوں کو بجا بلکہ مردہ دلوں کو زندہ کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

”اعلموا ان اللہ یحیی الاوص بعد موتہا قد ہیبت لکم الایات لعلکم تعقلون“ (سورۃ العزہ آیت نمبر 17)

[ہاں لوگو! یہ ایک اللہ تعالیٰ زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے تنگ ہونے کے بعد، تحقیق ہم نے جان کر دی ہیں تمہارے لئے یہ ہیں تاکہ تم سمجھو۔
اس آیت کی تفسیر میں اہم معنی ”تجلیتے ہیں۔“

”قبل هذا تمثیل لائر الذکر فی المقلوب و افہ و محیبہا کما یحیی الہیئت الارض“ (تفسیر شفی جلد 3 صفحہ 1761)

[کہا گیا ہے کہ اس آیت میں ایک تمثیل بیان کی جا رہی ہے کہ ذکر ازل پر آزا ہوتا ہے اور ذکر سے دل ای طرح زندہ ہو جاتا ہے جس طرح بارش کے پانی سے زمین زندہ ہو جاتی ہے]

وہ تجلیں جہلی غویہ دلوں کو جگالے کے لئے یعنی اندھے دلوں کو بجا کرنے کے لئے اور مردہ دلوں کو زندہ کرنے کے لئے ذکر اللہ کی تفسیر دی جاتی ہے۔ غافل ہیں کہ ذاتی ہیں کتاب و سنت سے ان غفلتوں کے قیام کے دلائل بیان کئے جاتے ہیں۔

قرآن مجید سے دلائل

وکیل نمبر 1۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

”لی بیوت اذن افلہ ان نرطع ربذ کر فہا اسمہ بسمبح لہ فیہا السعدو
والاصال رجال لا للہ ہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ“

(سورۃ نور آیت 37)

⊗ — اس آیت 2 ربطاً مکمل آیت سے بیان کرتے ہوئے حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ لکھتے ہیں۔

”اب آگے پر تعلق ہے کہ وہ الی ہدایت کون لوگ ہیں اور نور ہدایت یعنی کہ وہ روشنی

کس مٹی ہے؟ سوچتے ہیں کہ روشنی مسجدوں اور خانقاہوں میں ملتی ہے جہاں صبح و شام اللہ کا ذکر ہوتا ہے۔ "معارف القرآن جلد 5۔ صفحہ 32"۔

②۔ چند سطور کے بعد لکھتے ہیں۔

"وہیذ کرمہا اسمہ" ان گہواروں میں اللہ تعالیٰ کا نام پانے والی مٹی میں شیعہ و تکلیف اور عداوت قرآن پاک اور دیگر اذکار سب داخل ہیں۔ ان گہواروں سے مسجدیں اور خانقاہیں مراد ہیں۔ "معارف القرآن جلد 5 صفحہ 132"۔
ولیں قیصر 2 :- اور عداوتی تعالیٰ ہے۔

"الذین احصوا فی سبیل اللہ لا یستطیعون حصرہا فی الارض" (سورۃ بقرہ آیت 273)
مفسرین اس آیت کی وضاحت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"الذین احصوا فی سبیل اللہ" هو الذین احصرہم الجہاد فمنعہم من التصرف لا یستطیعون لا یشغلہم بہ ضررہا فی الارض للکسب و قبل ہم اصحاب الصفۃ" (تفسیر صفی جلد اول صفحہ 190)۔
③۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ:

"احصوا فی سبیل اللہ" جیسا کہ "تخفیرت" سے تفسیم پانے اور شب و روز بارگاہی میں بہت سے محفل گو بارگاہی ذکر حضور کی خدمت میں حاضر رہتے جن کے قبضے نے "تخفیرت" کے بعد تمام عالم کو منور کیا۔ (تفسیر صفی جلد دوم صفحہ 18)۔

④۔ حضرت مولانا محمد ادریس کلاہ حلوی لکھتے ہیں کہ:

"احصوا فی سبیل اللہ" جو خدا کی راہ میں متبع اور پابند ہیں یعنی دین کی خدمت اور علوم ظاہری اور باطنی کے حاصل کرنے میں مشغول ہیں۔ قرآن کریم مفتاح کرتے ہیں اور علم دین سیکھتے ہیں اور ظاہری اور باطنی دشمنوں کے جہاد میں لگے ہوئے ہیں۔ ظاہری دشمن سے نظام عداوت میں اور باطنی دشمن سے نفس المراد مراد ہے۔ جس طرح کافروں کی گردن کٹنی نیلے چہرہ و قلب بزرگ ترین عبادت

ہے اسی طرح نفس خلی اپنے مجاہدات اور ریاضات بھی عظیم ترین عبادت ہے۔ حدیث میں ہے:

”المجاهد من حادہ نفسه“ (معارف القرآن جلد اول صفحہ 41)

○ حضرت امام غزالیؒ جہادِ باطنی کہتے ہیں۔

”احصوا فی سبیل اللہ ان لقرا کے لئے ابن ابی اوفہ امیر روک دیا گیا ہے۔

یعنی ظاہری اور باطنی امور کی تحصیل و برتری میں مشغول ہوا۔“ (تفسیر القرآن جلد دوم صفحہ 171)

○ یہ اللہ علی انبی قیام میں کہتے ہیں۔

”عرسی میں نماز“ (قولہ للفقراء) اس میں احصیہ علی سبیل ہے۔“ (ان میں

اچھے لوگ بھی شامل ہیں جنہوں نے اللہ عزوجل کی مجلسِ مرتبہ میں اپنے نفسوں اور روک رکھا

ہے۔ ”الا یستطیعون صبرنا فی الاوص“ (یعنی اپنی معاش و عمر کی ضروری تلاش کرنے

کے واسطے اپنی تجاویز عرقہ سے ہٹ نہیں دیتے ہیں۔ ان بہت سادہ کہ ان پر عمل نادر ہے اور

وہ اللہ ان پر غالب ہے اور اپنے رسولی کے شہدوں میں مشرق میں اور محبت ان پر شہادت سے

اور عشق کثرت سے طاری ہے کہ ان کو کمالی میں مشقت کی استطاعت نہیں رہی۔“

(معارف القرآن جلد اول صفحہ 90)

وہیں نمبر 3 :- ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

”و امسرو نفوسکم مع اللہ بن بدعویٰ ربہم بالعدوۃ والعشی سریدین

وجہہ ولا تعد عسککم عنہم فربما ریتہ العیونۃ الذی لا یقطع من

اعمالہ قلبہ عن ذکرہ واتبع ہواہ و کان امردہ فوجہ“

(سورۃ النمل آیت 28)

”آپ اپنے کونوں و گوشوں کے ساتھ تھپو کہہ دیجئے جو صبح و شام اپنی حق اللہ و اہم اپنے رب کی عبادت میں

لگے رہنا چاہتی ہیں نہ کہ وہیں اور دنیائی زندگی کی دولت کے لیے۔“ (پہلی تفسیر) (دینی تفسیر) ان سے

نہ کہہ جائیں۔ اور آپ میں چھٹی کی عبادت و تہذیب میں۔ ان کو ہم نے اپنی عبادت سے خالی کر دیا اور وہ

اپنی خواہشات کی راہ میں لڑا ہے اور ان کا معاملہ سے یہ ہوا ہے |

اس آیت میں اللہ تعالیٰ اصحاب صفہ جیسے درویشان اسلام اور اہل خرقہ یعنی گدڑی اور کبیل پوشوں کی مجلسات، عمارات اور خاطر وادی کا حکم دیتے ہیں یہ درویشان اسلام صبح و شام اللہ کے ذکر اور دعا میں مشغول ہیں اور ہمارے قصص بتاتے ہیں اور اصحاب کف کا نمونہ ہیں۔

② — طبرانی شریف کی روایت ہے۔

”عن عبدالرحمن بن سہل ابن حمیفہ قال نزلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو فی بعض ایامہ واصبر نفسک مع الذین یدعون ربهم بالغدوة وانعشی۔ فخرج ملتصمهم فوجد قومًا یدکرون اللہ فیہم نائرا نرائس وجاف الجسد وذو الثوب الواحد فسماراً ہم جلس وقال الحمد للہ الذی جعل فی امتی من امرئ ان اصبر نفسی معهم“ (آخرہ ابن جریر الطبرانی وابن مردودہ کدانی الدرر)

[حضرت عبدالرحمن بن سہل سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ دوات کمرہ میں تھے کہ آیت ”و واصبر نفسک“ نازل ہوئی۔ حضور اقدس ﷺ نے کہا کہ میں نے ان لوگوں کی صفائی میں کھڑے۔ ایک جماعت کو دیکھا کہ اللہ کے ذکر میں مشغول ہے بعض لوگ ان میں کھڑے ہاتھ پاؤں والے ہیں اور خشک کھالوں والے اور صرف ایک کپڑے پہنے ہیں۔ جب حضور اقدس ﷺ نے انہیں دیکھا انکے پاس بچے تھے اور لڑکا، لڑکا کہ تمام قریشی مذہبی کپڑے پہنے ہوئے تھے جس نے میری امت میں ایسے لوگ پیدا کیے کہ خدا مجھے انکے پاس پہنے احکم ہے]

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ فرمایا ”تم ہی لوگوں کے ساتھ زندگی ہے اور تمہارے ہی ساتھ مرنا ہے یعنی جینے کے رفیق اور ماحق تم ہی لوگ ہو۔“ ایک حدیث میں ہے کہ حضرت سنان قادیؓ وغیرہ حضرات صحابہ کرامؓ کی جماعت ذکر اللہ میں مشغول تھی کہ نبی علیہ السلام تشریف لائے اور قریبا میں نے دیکھا کہ رحمت الہی تم لوگوں پر اتاری ہے تو میرا بھی بی چلا کہ اگر تمہارے ساتھ شرکت کروں۔ ان ہی جیسے احکام سے صوفیہ نے استفادہ کیا ہے کہ خلفائے قائم کی جائیں جوں سا گھن اسی طرح بیٹے کر ذکر کر سکیں جس طرح اصحاب صفہ کیا کرتے تھے حضرت بن عباسؓ سے روایت ہے۔

”وفق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی اصحاب الصفہ
فرأی فقرهم وجهدهم وطیب قلوبهم فقال ابشروا بالصحاب
الصفہ فمن بنی من امنی علی النعت الذی انعم علیہ راضیا
بما فیہ فانه من رفقائی فی النجۃ“ (شعب المجاہد)

ایک مرتہ رسول اکرم ﷺ ایسا ہی سزا پر تشریف لائے آپ نے ان کے فقر اور شہقت کو محسوس کیا کہ
”اے اہل صفہ خوش ہو جاؤ کہ تمہیں میری صف میں سے شہرتی صفت پہ پہنچاؤں گے گا وہ جہالت میں
میرا ساتھی ہو گا۔“

خاندانوں میں رو کر انتخاب صف کی غرض یہ نہ تھی کہ ان کے لئے اس وقت تک کوئی
اللہ فیما یرفعہم وادعی سببہم“ پر عمل پیرا ہونے والے اور ”و ادکر اسم
و رکع و تسبیح اللہ سبحانہ“ کا صداق پٹے والے زائرین کے لئے سہارا بن جائے۔
وہ حقیقت یہ ہے کہ اجتماع کو اللہ جل جلالہ کی رحمت اور رفاقت کے متوجہ کرنے میں خاص
دفعہ ہے اسی وجہ سے جماعت کی مائت شروع ہوئی اور یہی بڑی وجہ ہے کہ عرفات کے میدان میں
سب تہا یک حال ایک میدان میں اللہ کی طرف متوجہ کئے جاتے ہیں اسی لئے مشائخ کو حکم دیا
گیا کہ وہ ایسے طاقین کے ساتھ بیٹھیں جن کو تمہیں نہ کریں۔ حضرت علامہ مولوی ”ابن کرم
مراد صبر نفسک“ کی تعمیر میں آئے ہیں۔

”علم شریعت اور شیخ طریقت“ لازم ہے کہ فقراء کی محبت اور مہمانت کو لغت کجے اور
اپنی مجلس کو عام رکھے۔“ (معارف القرآن جلد ۵۔ صفحہ ۴۱۶)

پس ثابت ہوا کہ خاندانوں کے قیام مقصد انہی احکام پر عمل پیرا ہونا ہے۔
”خوشا مسجد و مدرسہ خقبے کہ در دے یوز لعل دقل محمد“
احادیث سے دلائل

و لعل نمبر ۱۔ ایک حدیث پاک میں وارد ہے۔

”عن ابی ہریرۃ ز اسی سمعتہ انہما شہدا علی رسول اللہ صلی اللہ

عنه وسلم انه قال لا يقعد قوم يدذكرون الله الا حفهم الملائكة وعلمهم الرحمة ووزنت عليهم السكينة وذكروهم الله فبعض عنده والخراب اتمروا ثم اتردى

حضرت ابو ذرؓ اور حضرت ابو سعیدؓ دون حضرات اس کی گواہی دیتے ہیں۔ کہ ہم نے حضور اکرم ﷺ سے دارالشارعات تھے کہ جو سات ان کے ذکر میں مشغول فرماتے اس جنت کو اس طرف سے کھیر لیتے ہیں۔ رحمت ان کو عطا ہو جاتی ہے۔ اور عیز ان پر نازل ہوتی ہے اور اللہ بھی شکر ان کا دے الیٰی انھیں میں اتنے فرمے ہوئے۔ فرماتے ہیں

وسئل نمبر ۲: ایک حدیث پاک میں وارد ہے۔

"عن اس" عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ما من قوم احتسبوا يدذكرون الله لا يبريدون سالكة الارحمة الا ناداهم مناد من السماء ان قوموا مفطورا لكم قد بدلت ساكنكم حسنا"

رواد احمد الطبرانی

حضور کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو لوگ اللہ کے ذکر کے لئے مجتمع ہوں اور ان کا مقصد صرف اللہ کی رضا اور آسمان سے تپ فرشتہ نازل ہے کہ تم لوگ بخیر رہے گے اور تمہاری بڑیاں تیں سے مل دی گئیں۔

خلاصہ اول میں رہنے والے لوگوں کے لئے یہ حدیث عظیم ذخیرہ ہے۔

وسئل نمبر ۳: ایک حدیث پاک میں وارد ہے۔

"عن ابی الدرداء قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس على الله اقرار ما يوم تقيمة في رحوهم النور على منابر المرنوء به۔ عليهم الناس ليسوا بنساء ولا شهداء فقال اعراسي حلهم لنا نعم لهم قال هم المتحابون في الله من فاضل شئى وبلاد شئى يحسنوا۔ على ذكر الله يدكروا" (الغريب المبرر) بانوار حسن

آنحضرتؐ اور درویشوں سے روایت ہے کہ رسالت اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قسمت کے دن اللہ تعالیٰ بعض قوموں کا مشراکی طرح فرمائیں گے کہ ان کے پیروں پر نور پڑے گا اور کہ وہ سوچیں گے جنہوں پر ہوں گے لوگ ان پر رنگ کرتے ہوں گے۔ وہ انہی اور شہداء میں ہوں گے۔ کسی نے عرض کیا رسول اللہ! ان کا حال بیان کر دیجئے کہ ہم حق کو پہچان لیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ وہ لوگ ہوں گے جو (عالمین) اللہ کی محبت میں مختلف مملکتوں اور ممالکوں سے اکٹرا کر اکٹرا ہو گئے ہوں اور اللہ کے ذریعہ میں محفوظ ہوں۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریاؒ کی حدیث کے حوالے سے لکھتے ہیں۔
 ”توحید خاندانوں کے بیٹھے دلوں پر ہر غرض الزام ہے ہر طرف سے غبرے کسے جاتے ہیں۔
 توحید انہیں جتنا دے چاہے پراپنا کر لیں، کھل کر آکر کھلے گی اس وقت حقیقت معلوم ہوگی۔
 کہ یہ پوریوں پر بیٹھے والے کیا کچھ کر لے گئے۔ جب وہ ان مہربوں اور پناہ خاندانوں پر ہوں گے۔“ (فضل و ذکر صفحہ 134)

”فصوف نوری اذا انكشف الغبار“

المعبر تحت رحلتك او حمداً

یہ مثنوی بہ قدرت جائے گا تو معلوم ہو گا کہ آپ گھڑا ہے سوار تھے یا مدد ہے۔

عقلی دلیل :- اگر دنیا میں اب جسمانی کی تعلیم نہ ہو ورنہ کوئی اس کی درسگاہ ہو تو نتیجہ یہ نکلتے گا کہ وہ جسمانی بیماریوں سے پر ہو جائے گی اور کوئی عجیب اور معجز نہیں ملے گا۔ اسی طرح اگر طب روحانی کی کوئی درسگاہ نہ ہو تو دنیا روحانی مریضوں یعنی کفر، الجھوت اور مصیبت والے لوگوں سے بھر جائے گی۔ خانقاہیں ان ہی روحانی امراض کے شفاخانے ہیں۔ ان شفاخانوں سے روئے دس ملتی ہے دل کی بیماریوں کا علاج ہی تمام پرستانوں کا عمل ہے۔
 بقول شمس۔

دل مراد دل نہیں ہے اسے زخم کر دو بار

کہ دنیا ہے اسحوں کے مرض کس کا چار

دہی یہ بات کہ کوئی شخص کفر و مصیبت کو بیماری ہی نہ سمجھتا ہو تو اس سے ہمارا خطاب نہیں۔ ایسے شخص کے لئے دفتروں کے دفتر بیکار ہیں۔

ان اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمائے جنہوں نے قرآن کی عظمت و معیت کے دور میں بھی صحیح خالقین نظام کو زندہ رکھا ہوا ہے۔

”اللہم نسئلك عسی طریقتہم وارزقنا من برکتہم و احشرفنا فی زمیرہم“

[اے اللہ! ہمیں ان کے طریقہ پر جاہل قدم رکھیں۔ اور ان کی برکت سے ہمیں نوازیں۔ اور ان کو کے ساتھ امارت و شرف عطا فرمادے۔]



باب 8

اعتقادات

اعتقادات برائے مریدین

(1) — مسئلہ: — اہل اللہ کی شان گھٹانے میں نقص نکالنا اور آداب نہ بھولنا حرام ہے۔

فائدہ: — جو حضرات تقویٰ و طہارت اور ذکر و محبت کی جائز قربانی میں نہیں ملے کر کے مقبولین یا رگہ الہی میں شامل ہو جاتے ہیں وہ بظاہر حضرات ولیہ اللہ یا اہل اللہ سمجھتے ہیں۔ ان حضرات کو راستہ چھوڑنا اللہ تعالیٰ کو خوش کرنا اور ان حضرات کو ایذا پہنچانا اللہ تعالیٰ کو ایذا پہنچانے کے مترادف ہے۔ اہل اللہ کے آداب کی رعایت کرنا اور ان سے عقیدت و محبت سے پیش رفت کی تین۔ لیلیں ہی چلتی ہیں۔

(2) — مشرین نے شعائر اللہ کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا نام اللہ ہے اللہ میں شعائر اللہ ہیں شامل ہیں وہی کاملین ولیہ اللہ بھی شعائر اللہ ہوتے ہیں بلکہ ان کاملین کے ہر قدم تک جاتے ہیں وہ جلیس بھی شعائر اللہ میں شامل ہو جاتی ہیں اور شمار باری خدائی میں۔

النصحاء ص ۱۰۲ من بعد سر اللہ (۱۰۲: ۱۰۳) ثبت (157)

یہ مصادر مریدانہ فقہ اللہ میں سے ہیں۔

ملاحظہ فرمادہ کہ سنا اور مریدانہ ہوا یاں وہاں وقت سے موجود ہیں سب سے دنیاوی۔ ثمر یہ شعائر اللہ میں تب شور کی گئیں جب ایک بندہ ہزار ہا سال کے قدوم محنت لازم میں پہنچے۔ معلوم ہوا کہ کاملین مقبولین کے ہر قدم کا نام ہے جس میں وہ جلیس بھی شعائر اللہ ہیں چلتی ہیں تو خود یہ

ہمتیں تو بدرجہ اولیٰ شعار اللہ ہوتی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

”وَمَنْ يَعْظَمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَنَاهَا مِنْ تَقْوَى الْفُلُوبِ“ (الحج: آیت 32)

[اور جو شعائر اللہ کی تعظیم کرے یہ اس کے دل کے تختی کی بنا ہے]

لہذا اہل اللہ کی خلیفہ کرنا اور آداب کی رعایت کرنا حکم الہی ہے

❖ — حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو بندہ فواقل کے ذریعے قرب الہی حاصل کر لیتا ہے تو ایسی کیفیت ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں۔ ”کنت سمعہ الذی یسمع منہ وبصرہ الذی یمسره ورجلہ الذی یمشی بہا“ [میں اس کے کان میں جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ اس کی آنکھ میں جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے پاؤں میں جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے]

جن حضرات کی شہن میں اللہ رب العزت ہیں ارشاد فرماتے ہیں ان کی عزت کرنا اللہ تعالیٰ کے احکام کی عزت کرنا ہے۔

❖ — اہل اللہ کی شہن میں محض کلاما پیچندیدہ فعل ہے اور ان کو ایذا پہنچانا قبیح فعل ہے۔ حدیث قدسی میں ہے۔

”مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنَنِي بِالْحَرْبِ“

[جس نے میرے دل سے دشمنی کی اس کے ساتھ میرا اعلان جنگ ہے]

ہیں اولیاء اللہ کو ایذا پہنچانا اللہ تعالیٰ سے اعلان جنگ کرنے کے مترادف ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی سے ناراض ہوتے ہیں تو یجنیاں سر سے اتر جاتی ہیں۔ ”روپے اچھل جاتے ہیں“ انسان کھڑے ہونے لگتا ہے ذلیل و خوار ہو کر کسی کو منہ دکھانے کے قائل نہیں رہتا۔ ”الشیئہ احفظ لہما“

وہ کٹائے خشک و چھوڑا ہوا اہل مذ کو اپنے پر قیاس کرتے ہیں اور جنہیں بدگمانی اور بدظنی سے فرست نہیں ان کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ ایسی توحید کہ ادب کا رامن ہاتھ سے چھوٹ جائے یا ایسا لرب کہ توحید کا رامن چھوٹ جائے“ افراد و تقریبات میں داخل ہے۔ مسجد ہونے کے ساتھ ساتھ مودب و عوامی کمال کی دلیل ہے۔

(2) — مسئلہ ۲۔ اہل اللہ کی شانِ حد سے بڑھانے کی نداد ہے۔

فائدہ ۲۔ بعض لوگ مشائخ کے ادب و احترام میں اتنے غلو کرتے شروع کر دیتے ہیں کہ ان کو کھٹکیں چھو نہ سکتے ہیں یہ عمل حرام ہے اور شرک میں داخل ہے۔ یہاں تک کہ اور یہودیوں نے خیرِ محبت میں اپنے شیعوں کو اللہ کا بیڑا بنایا تھا جس کی قیامت و شکست پر قرآنِ پاک میں چار بار لکائی گئی ہے۔ بعض لوگ اپنے پیر کو چھوٹا سا خدا بنا لیتے ہیں اور اسے نفع نقصان کا مالک سمجھتے ہیں۔ حدیثِ پاک میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے فرمایا۔

”یا غلام اتی اعلمک کلمات۔ احفظ اللہ بحفظک۔ احفظ اللہ تجدد نجاہک اذا سئلت لاسئل اللہ واذا سمعت فاستمع باللہ واعلم ان الامۃ لو اجتمعت علی ان ینفعوک بشئ لم ینفعوک الا بشئ قد کتبہ اللہ لکم وان اجتمعوا علی ان یضروک بشئ لم یضروک الا بشئ قد کتبہ اللہ علیکم رفعت الافلام و جفت الصحف“

[اے لوگو! میں تمہیں چند کلمات سکھاتا ہوں۔ حق حق اسے حقوق کا دہلیز رکھو، حق غلطی نہ دے۔ طاقت فراہم نہ کرے۔ حق غلطی میں نہ رہیں نہ کہ بغیر وقت حق عالی نہ مانیں نہ کہ اسے اپنی بات مان کر توڑیں نہ کہ وہاں جو کچھ ہو جائے تو وہ صرف اسی چیز کا نفع پہنچا سکتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے طے کر دی ہے اور اگر وہ سارے نقصان پہ پہنچے ہو یا تمہیں تو ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکتے تمہیں قدر ہوتا تمہارے لئے ٹھیک کیا ہے ظہر کھو کر نکلے جو کچھ اور دیکھو سمیٹ دیتے ہیں]۔

اہل اللہ کی شانِ حد سے بڑھانے سے متعلق ایک مثل سے وضاحت کرنا مناسب ہے۔ ایک آدمی اپنی بیوی سے کٹ رہا ہے کہ میرے والد صاحب کی خدمت کرو، ان کا خیال رکھا کرو۔ اب وہ بیوی جس قدر والد صاحب کی خدمت کرے گی خزانہ غرض ہوگی۔ لیکن بیوی خدمت کرتے کرتے اس سے وہی معاملہ کرنے لگے جو بیوی غلام سے کرتی ہے تو یہ بات خدا کو بھی

گوارا نہ ہوگی۔ خود بخود کے اس گزار کو معاف نہیں کرتے گا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کا ادب کرنے کا حکم دیا مگر اسکی حدود و حدود ہیں۔ اگر ایک عوامی ان اولیاء کی شان حد سے بڑھائے گا تو سزا پائے گا۔ اللہ تعالیٰ بارگاہی ہوں گے۔

(3)۔ مسئلہ:۔ وہ طریقت جسے شریعت رو کرے، زندقہ اور کفار ہے۔

فائدہ:۔ شریعت اور طریقت کو جدا جدا سمجھنا جائز نہیں۔ درحقیقت طریقت شریعت کی بونڈی ہے۔ بعض جاہل پیر اپنے برے اعمال پر پردہ ڈالنے کے لئے شریعت اور طریقت کو جدا جدا ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ ذرا تو گمراہ ہوتے ہی ہیں اپنے متعلقین کو بھی گمراہ کر دیتے ہیں۔ ان میں سے بعض نماز میں پڑھتے اور کہتے ہیں "تسبیح و ثناء دلیہ سبزی برویلے"

[نمازی پنج وقت گزار ہے ہماری بروقت نماز ہے]

سیدنا حضرت حمید بخاریؒ سے کہا گیا کہ بعض جاہل صوفیوں کی جماعت کہتی ہے۔

"نحن وصلنا فلا حاجة لنا الى الصلوة والصيام"

[ہم تو اصل ہو گئے آپ ہمیں روزہ نماز کی حاجت نہیں]

حضرت بنیہ بخاریؒ نے فرمایا:

"صلوا في الوصول ولكن الى سفر"

[جائے تھے ہیں داخل ہو گئے مگر ختم میں]

(4)۔ مسئلہ:۔ اولیاء اللہ کو بعض باتیں خلاف عادت کثیف اور امام سے معلوم ہو جاتی ہیں۔

فائدہ:۔ ان کا یہ معنی نہیں ہے کہ اولیاء اللہ کو علم غیب حاصل ہوتا ہے۔ علم غیب فقط اللہ تعالیٰ کو ہے۔ "و عنده مضاف الغیب لا یعلمہا الا هو" (الانعام: 59)

[خود اس کے پاس غیب کی کھجوریں ہیں ان کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا]

البتہ "نباء الغیب" غیب کی خبریں اللہ تعالیٰ جب چاہے جسے چاہے اپنے انبیاء اور اولیاء کو معلوم کر دیتے ہیں یہ سمجھنا کہ جو کہ بروقت ہر بات کا پتہ ہوتا ہے صریح گمراہی ہے۔ آج جماعت کی انتہا ہو چکی کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے چرغلانے کی لمبیاں بھی غیب جاتی ہیں۔

مانا کہ جن حضرات کو کشف القلوب نصیب ہوتا ہے انہیں بھی ہر وقت ہر بات نہیں ظنی بلکہ اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے پردے ہٹا دیتا ہے۔ مزید برآں ضروری نہیں کہ کشف پیشہ سمجھیں ہوں من میں ظنی کا امکان بھی ہوتا ہے۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ ایک مرتبہ اپنے خادم کے ہمراہ کہیں جا رہے تھے کہ اس نے سوال پوچھا "حضرت کشف انبیاء کو بھی ہوتا ہے مگر بالکل ٹھیک کشف اولیاء کو بھی ہوتا ہے کبھی ٹھیک کبھی غلط۔ ایسا کیوں ہے؟" حضرت "جس طرف چل رہے تھے اسی طرف سامنے ایک مکان کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگے کہ وہ مکان ہم سے کتنے قدم کے فاصلے پر ہو گا؟" اس نے کہا پندرہ قدم۔ جب چلے تو فاصلہ کم درجہ تک قریب پہنچ کر حضرت نے پوچھا اب کتنا فاصلہ ہو گا؟" اس نے کہا حضرت اب تو صرف چار قدم فاصلہ ہے۔ جواب بالکل ٹھیک تھا۔ حضرت نے فرمایا "یہی فرق ہے کہ انبیاء غیث الاسلام کو بھی ایک چیز دکھائی جاتی ہے مگر قریب سے۔ اولیاء کو چیز دکھائی جاتی ہے مگر دور سے۔ اس لئے انبیاء کے کشف یقینی ٹھیک ہوتے ہیں۔ جبکہ اولیاء کے کشف ظنی ہوتے ہیں کبھی ٹھیک کبھی غلط۔"

(5)۔ مسئلہ :- غیر اللہ کی عبادت حرام ہے من سے مدد طلب کرنا جائز نہیں۔

فانہو۔ غیر اللہ کی عبادت کرنا حرام ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"لما علم انه لا اله الا الله" (سورۃ محمد ﷺ: آیت 19)

[جہاں لوگ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے]

اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں کسی کو شریک کرنا شرک کہلاتا ہے جو ناقابل معافی جرم ہے فرمایا

"کما۔ ان الله لا يفتخران بشركك به و يعصم ما دون ذلک لمن يشاء"

(قصص: آیت 48)

[اللہ اس کو عاف نہیں کرے گا جس نے شرک کیا اے اللہ جو چاہے گا عاف کر دے گا]

حضرت حسین بصریؒ فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے توحید ایک دھوئیں سے سمجھی۔ کسی نے پوچھا

حضرت؟ وہ کیسے؟ فرمایا کہ ایک دہن میں چھت پر بیٹھا عبادت میں مشغول تھا کہ ہمسائے میں رہنے والے دھویں اور دھوئیں میں بحث ہو رہی تھی۔ دھویں دو مری ٹٹولی کرنا چاہتا تھا جس کے جواب میں

دھوپن کہہ رہی تھی۔ میں نے تمہاری خاطر اس گھر میں سخی برداشت کی، سخی برداشت کی، کھانے کو ملا تو کھانے پر نہ مبرا کیا۔ ہر تکلیف میں نے برداشت کر لی اور تمہاری خاطر میں اس سے بھی زیادہ تکلیف برداشت کر سکتی ہوں لیکن اگر میری محبت میں کسی اور کو شریک کر دے تو یہ میں بھی برداشت نہیں کروں گی۔ ”حضرت حسن بصریؒ فرماتے تھے جب میں نے قرآن میں نظر ڈالی تو یہی آیت سامنے آئی، ”وَاللّٰہُ لَا یَغْفِرُ اَنۡ یُّشْرَکَ بِہٖ“

ایک بزرگ اکبر فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے توحید ایک عورت سے سیکھی کسی نے پوچھا حضرت وہ کیسے؟ فرمایا ”ایک مرتبہ ایک عورت مسند دریافت کرنے آئی اور کہنے لگی کہ مجھے لگے کہ میں کہ میرا خاوند دوسری شادی نہیں کر سکتا۔ میں نے اسے سمجھایا کہ بس شریعت نے ایک سے زیادہ کی گنجائش رکھی ہے تو میں نیسے لگے کر رہے۔ سکتا ہوں۔ وہ بڑی دیر اصرار کرتی رہی میں انکار کرتا رہا۔ بالآخر اس نے ٹھنڈی سانس لی اور کہا ”حضرت! شریعت کا غمخوار ہے۔ وہ نہ میں کو اپنا چہرہ تب کے سامنے کھولتی اور آپ میرے حسن و جمال کو دیکھتے تو کھینچے پر مجبور ہو جاتے کہ جس شخص کی بیوی اتنی خوبصورت ہو اسے دوسری بیوی کرنے کی اجازت نہیں۔“ یہ کہہ کر وہ عورت تو چلی گئی لیکن مجھے توحید نکمہ گئی۔ میں حیران ہوا کہ اگر ایک عورت کو اپنے عارضی حسن پر اتنا باز ہے کہ وہ اپنے ساتھ کسی دوسری عورت کو برداشت نہیں کر سکتی تو پھر اللہ تعالیٰ جو مالک الملک اور اعلم العالمین ہیں وہ کیسے پسند کریں گے کہ اس کی ذات و صفات میں کسی اور کو شریک کیا جائے۔

غیر سے مدد مانگنا جائز نہیں اسی لئے قرآن میں کئی مرتبہ ”ایمانکم معہدوا ایمانکم مستعین“ (تیری ہی مدد حاجت کرتے ہیں اور تمہاری مدد مدد ہمارے ہیں) الاقرار لیا نیک۔ ”الیس اللہ بکاف عبده“ (سورۃ الزمر آیت 36) کیا اللہ اپنے بندے سے نیند لاتی نہیں۔ ایمان والوں کو چاہئے کہ ڈنگے کی چوٹ کھا کریں۔

”حسبت اللہ و نعم الوکیل نعم المولیٰ و نعم النصیر“

”اللہ ہمیں کافی ہے اور کتابتقرین ہمارا ہے کئی“ ہم مولیٰ اور کتابتاجار ہمارے ہیں

(6) — مسئلہ :- قبروں کو سجدہ کرنا، ناقض نیکہات، قبروں کا طواف کرنا شرک ہے۔

فقائدہ :- اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں پر ندامت اور ندامتِ جانور کی مسامتہ ایسی بنائی ہے کہ انہیں غذا کھانے کے لئے مریضہ اپڑا ہے۔ اس کے برعکس اللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات یعنی انسان کی مسامتہ ایسی بنائی ہے کہ غذا اور خود اس کے ہاتھوں کے ذریعے منہ تک پہنچتی ہے اسے مریضانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ یہ اسلئے کیا کہ جو چٹائی میرے سامنے ٹھہنے کے لئے بالائی گئی وہ مجھ کے سامنے نہ ٹھہرے۔ اس لئے غیرانہ کو تعظیمِ سجدہ کرنا شریعتِ محمدیہ میں منع کیا گیا۔ قبول کیا کہ سجدہ کرنا مانتا چکا بھی اسی لئے منع ہے۔ بعض لوگ مزاروں کی جالوں کو بوسے ہیں یہ ناجائز ہے۔ سیدنا عمر بن الخطابؓ ایک مرتبہ طواف کرنے کے بعد حجرِ اسود کو بوسے لئے تو فرمایا کہ میں نے حجرِ اسود کو ایک حجر بنے میں تجھے بوسے دے رہا ہوں کہ نبی علیہ السلام نے تجھے بوسہ دیا۔ کسی شاعر نے اس مضمون کو اس طرح بیان کیا :-

۱۔ تیرے پاس سے کہہ دو چاہے میں اسے کبھی نہ دیکھ سکوں

دو گزہ کلم کیا تھا ہم مسئلوں کو پھر سے

(7) — مسئلہ: — ہر مومن کے واسطے دعا مانگنا جائز ہے۔

فقائدہ :- دماغ انسان سے بات کی جاتی ہے۔ مثلاً اشیاء خواب غلام حبیب کے طفیل میری نواں حالت پوری فرما۔ یوں بھی دعا کی جاسکتی ہے الٹی: حضرت خواب غلام حبیب آپ کے مقبول بندے میں مجھے ان سے محبت ہے اس محبت کے صدقے میری نواں حالت پوری فرما۔ توسل جائز ہے تعبد جائز نہیں۔ عوام الناس کا یہ حل ہے کہ شرک کو بھی توسل سمجھتے ہیں جبکہ علمائے خلف کا یہ حل کہ توسل کو بھی شرک سمجھتے ہیں حقیقت تو الہ اللہ کی محبت میں بندہ کرسی بھی آتی ہے۔

(8) — مسئلہ : — زند و یا فوت شدہ الزیاء سے دعا (مراد) مانگا جائز نہیں۔

فقائدہ :- مریوں فقط اللہ تعالیٰ ہی سے مانگی جائیں گی۔ بعض لوگ مزاروں پر جا کر بیٹھتے ہیں اور کہتے ہیں "ملائی ملائے اگے تھرا ہی رہ اگے" (ماری تمام سے ملائے اور تھرا ہی رہے)۔ بعض ایسے بے وقوفوں میں ایسے چہرے کی تصویر لگائی ہوتی ہے اور مریوں سے انھیں کہہ کر

انکے سامنے سلام کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ”یلائی تلو اھی و آکھارے آن“ | ہم آپ ہی کا یا
 کھارے ہیں | ایسے جلاء کے متعلق قرآن مجید و احادیث میں الجاہلون قالوا
 سلاما (مغزلان: آیت 63)

[خود رب ان سے جلال غالب ہوتا ہے خود کہتے ہیں سلام سلام]

(9)۔ مسئلہ:- دلی خواہ کتنی ہی بڑھ جائے کسی نبی کے رعبے کو نہیں پہنچ سکتا۔

فائدہ:- دلیت کسی چیز ہے یعنی درہشت سے حاصل کی جاسکتی ہے جبکہ نیت: وہی نور عطا
 چیز ہے۔ محبوب کی عطا یعنی کمائی سے افضل ہوتی ہے میں نیت افضل ہے دلیت سے چاہے اس
 نبی کی اپنی دلیت ہی کیوں نہ ہو۔

(10)۔ مسئلہ:- کوئی دلی شرع کے کاموں سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتا سوائے مہذب کے کہ
 اس سے عمل لے لی جاتی ہے۔

فائدہ:- دلیت کی منزلوں میں کوئی بھی ایسا مقام نہیں آتا کہ انسان بخائی ہوش و حواس شرع
 شریف کے حکموں سے مستثنیٰ قرار دیا جاسکے۔ نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا جا رہا ہے کہ
 ”واعبدوا صلیکھ حتی یاسکھ البقیس“ (الحجہ: نیت 38) [تپ رب کی مہانت بچتے تپ
 کہ موت آجائے] ان تو ایسا وقت ہے کہ آدمی اپنے آدمی پر اپنا ناپاؤں دلی کھاتا ہے۔ بعض
 جلیل برتر اپنے مریدوں کو یہ سنی پڑھاتے ہیں کہ ہم بے عملی سی مگر قیامت کے دن حسین
 بخشائیں گے اور دیکھ یہ دیتے ہیں کہ پیشاب اگرچہ ہلاک ہوتا ہے مگر آگ کو بجھا دیتا ہے یہ
 بھول جاتے ہیں کہ جب خود ہی بد عملی کی وجہ سے زنجیروں میں پاندہ کر پیش کئے جائیں گے تو
 اوروں کو کیا بخشائیں گے۔

ایک مرتبہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ جنگل میں بیٹھے مراقبہ کر رہے تھے کہ ایک روشنی
 ظاہر ہوئی۔ نواز آئی کہ ہم تمہاری مہنت سے خوش ہیں، ہم نے تمہارے اگلے پچھلے گناہوں کو
 معاف کر دیا، اب تم عمل کرو یا نہ کرو تمہارے لئے برابر ہے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے
 دل میں خود ایہ بات آئی کہ یہ علم ابھرا، ”مگر جیسے حضرات کے لئے نہ اتنا میرے لئے کیسے
 ہو سکتا ہے۔ ہرگز ہو یہ شیطان ہے چنانچہ آپ نے پڑھا۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ“ یہ

میتے ہی شیطان بھاگا مگر بہتے بہتے دوسرا وار کر گیا۔ کہنے لگا کہ: ”مہرِ انور بیٹنی!“ میں نے اس فریب سے کئی لوگوں کو بھگا مگر تو اپنے عزم کی وجہ سے نکل پڑا۔ حضرت نے فرما لاسور و لا فوہ لا ساللہ۔“ پڑھا اور گما سرور! میں اپنے علم کی وجہ سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بچا ہوں۔ جب اس نے پڑے کس بیچ میں شیطان کے ارادے اللہ کی یاد نہ تھے ہیں تو پھر کوئی کیسے دعویٰ کر سکتا ہے۔ یہ مجھ سے شریعت کی ہمنوا نہیں تھی۔ دوسری بات یہ کہ اب فی قلوب مثل دیانہ کے ہے اس سے تو قہم افعال جاری سے مکر عام، مگر کہ شریعت منع کرتی ہے کہ دہانوں اور ہنڈیوں کی اینٹ نہ کریں۔ لہذا ہنڈیوں کے پیچھے گئے والے احکامات کو سوجھ بوجھ نہ بنا داری میں کئی پانچ کے پیچھے گھبرا کر منہ پر نہیں پہنچ سکتے تو چہ آخرت والے راستے پر مہدوب کے پیچھے گھبرا کر منہ پر نہیں پہنچ سکتے۔

ع ایں خیر است • کمال است و حسن

(۱۱) — مسئلہ: — انبیاء کاہنوں سے معصوم ہوتے ہیں اور یہ کہ انہوں سے مخلوق ہوتے ہیں۔

(۱۲) — مسئلہ: — حکماء کرام است نے انہوں کو ایام سے نقصان پہنچا دیا۔

فائدہ: — یہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کی تھی، جوئی جماعت تھی جن کے بارے میں فرمایا: وَالْأَنْبِيَاءُ كَلِمَاتُ الطَّيِّبَاتِ وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا ”اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کی بات پر غور ہو اسی۔“ تھی، اسی کے ہی تھے اسی جماعت کے متعلق فرمایا: وَصَوَّبَهُمُ اللَّهُ وَوَضَعَهُمْ ”اللہ تعالیٰ ان سے اس پر غور ہو اللہ تعالیٰ سے اعلیٰ ہوئے۔“

☆ اسی جماعت کی مثالیں قرأت اور تجل میں تھیں۔ تَذَكُّرُكَ مِنْهُمْ فِي السُّورَةِ وَمِنْهُمْ فِي الْأَجْمَلِ ”آیت (۶۵) [ان کی کتابیں تھی قرأت میں اور تجل میں]

☆ اسی جماعت کو یہ عارف نصیب تھا کہ جب بھی اللَّهُ يَسْمَعُ اللَّهُ ”سبح اللہ“ کہتے تھے۔ تو وہ اس کے جواب میں تَسْمَعُ لَكَ الْحَمْدُ ”کہہ رہے تھے۔“

☆ اسی جماعت کے متعلق یہ عبارت ”سَمِعْنَا“ ”اللہ تعالیٰ نے سنا“ ”اللہ تعالیٰ نے سنا“ ”اللہ تعالیٰ نے سنا“

کیما آمن السفهاء" [کہتے ہیں کہ کیا ہم ایمان لے آئیں جیسے یہ پر قوت ایمان لائے] تو جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا "الا انهم هم السفهاء" [جن کو کہیں غریب و قوت ہیں] ⑤ — اسی جماعت کی تعریف میں اللہ رب العزت نے فرمایا۔ "وجان عندوا ما عاهدوا اللہ علیہ فمبہم من قضی نجہ و منہم من یستظرو ما بدلوا تبديلا" (الحزاب؛ آیت 23) [وہ بدلے جنہوں نے اللہ سے کیا ہو عہد کر رکھا یا ان میں سے وہ بھی ہیں جو قربانی سے بچے اور وہ بھی ہیں جو قربانی دینے کے لئے جھک رہے اور وہ خود بدلے نہیں دے لے]۔

⑥ — اسی جماعت کے بارے میں نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ "الصحابۃ کلہم عدول" [صحابہ سب کے سب سزاوارتے ہیں]۔

⑦ — اسی جماعت کے افراد کو خوشخبری ملی کہ "اصحابی کانسجود بادیہم افتدیہم اعتدیہم" [میرے صحابہ، سجدہ کی بات ہیں ان میں سے جس کی بھی اقتدار کے دانت پڑے]۔

(31) — مسئلہ:۔ مشاہیر صحابہؓ نے بارے میں یہ عقیدہ رکھے کہ ہر دو فریق حق پر تھے ان کی خطا و اصل خطائے اجتہادی تھی۔

فائدہ:۔ مشاہیر صحابہؓ کے بارے میں حضرت امام شافعیؒ سے سوال کیا گیا تو فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ فرمایا ہے ہاتھوں کو ان کے خون سے "ودہ نہیں ہونے والا تو ہم اپنی زبانوں کو اس حاکم میں کیوں آلودہ کریں۔

بقول: ملک عبدالستار نجم صاحب و امستیر کاظم:

صحابہ جوچہ باہم جنگ بھی کریں تو وہ سید ہیں

لومہ کے بھی شہید ہیں اومہ کے بھی شہید ہیں

⑧ نبی علیہ السلام کا قرآن ہر وقت پیش نظر رہتا چاہیے۔

"اللہ انہ فی اصحابی لا یخذلہم من بعدی غرضاً فعب احبہم
فحببی احبہم و من اعصہم فیہضی اعضہم"

[میرے صحابہؓ کے بارہ میں خدا سے ڈرو۔ میرے بعد ان کو ظلم نہ پہنچے۔ ان سے محبت کرنے کا وہ میری وجہ سے محبت کرے گا۔ اور ان سے بغض رکھے گا۔ وہ مجھ سے بغض رکھے گا]

(14) — مسئلہ: — بعض صوفیاء کا عقولہ ہے کہ ہر باطنی ہر جگہ ہوتا ہے۔

فائدہ: — اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہر جگہ حاضر ناظر ہوتا ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ مردہ جہاں کہیں بھی ہو چہ کی توجہات وہاں بھی اسے پہنچتی ہیں۔

(15) — مسئلہ: — کسی ولی کی کرامات اس کی فضیلت کی دلیل نہیں ہیں۔

فائدہ: — کرامت کہتے ہیں خلاف عادت ذات پیش آنے کو اور اس کی تین وجوہات ہوتی ہیں۔

۱۔ بعض اوقات کالپین سے کرامت کا صدور ہوتا ہے تاکہ عوام الناس میں ان کی قیامت زیادہ ہو۔

۲۔ بعض اوقات دل سے کرامت کا صدور کسی کو تلقی کی بنا پر ہوتا ہے تاکہ سرزنش ہو۔ جو ادیان چھپے ہوتے ہیں وہ کرامت کو اس طرح چھپاتے ہیں جس طرح عوام الناس اپنے عیب کو چھپاتے ہیں۔

۳۔ بعض اوقات کرامت ناخمس سے بھی ظاہر ہوتی ہیں اس کی تحصیل درج ذیل ہے۔

ہر ولی کو قرب الہی کے مدارج ملے کرنے کے لئے چار قدم اٹھانے پڑتے ہیں۔ ہر قدم کو سر کہتے ہیں۔

❖ — پہلا قدم: — میری اللہ یا عروج بھی کھاتا ہے۔ اس مقام میں ولی عام خلق یا عالم اسباب سے عالم امر کی طرف جاتا ہے۔

❖ — دو سرا قدم: — میری اللہ یا فاعلی کھاتا ہے۔ اس مقام میں ولی کو ذات باری تعالیٰ اور انکی صفات میں سیر نصیب ہوتی ہے۔

❖ — تیسرا قدم: — میری اللہ یا نزول بھی کھاتا ہے۔ اس مقام میں ہر ایک عالم امر سے عالم اسباب کی طرف واپس ہوتا ہے۔

❖ — چوتھا قدم: — میری اللہ یا عود کھاتا ہے۔ اس میں سالک کے قرب کی تکمیل ہوتی ہے۔ وہ عالم اسباب میں زندگی گزارتا ہے۔ اس کا ظاہر مخلوق کے ساتھ اور باطن اللہ کے

ساتھ ہوتا ہے۔

ایک بات ذہن نشین کرنے کے قابل ہے کہ جس سالک کا عروج جتنا کامل ہوگا اس کا نزول بھی اتنے ہی کامل ہوگا اور جب نزول کامل ہوگا تو ظاہری زندگی اسباب کے ماتحت ہوگی حتیٰ کہ ظاہری نظر سے عام آدمی اور اس دنیا میں فرق کرنا مشکل ہوگا اس لئے کالمین حضرات عام لوگوں میں زندگی گزارنے ہیں مگر لوگ انہیں پہچان ہی نہیں سکتے۔ انبیاء عظیم (اسلام کا نزول چوتھے کامل ترین ہوتا ہے اسی لئے ان کی ظاہری زندگی بالکل عام ہی نظر آتی ہے۔ لوگ ان کو دیکھ کر کہتے ہیں۔

”قال هذا الرسول باكمل الطعام وبسببى فى الاموات“ (الفرقان آیت 7)

[یہ کیسے رسول ہیں کہ نعمتِ اللہ ہیں اور وہ اوروں میں چلنے پڑے]

سید الانبیاء کی ظاہری زندگی اتنی سادہ تھی کہ بعض اوقات لوگوں کیلئے پہچاننا مشکل ہوتا تھا

بلکہ کفار تو یہاں تک کہتے تھے ”هذا الذى بعث الله رسولا“ (الفرقان آیت 16)

[کیا یہی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے رسول بنا کر بھیجا ہے]

ہجرت کے وقت مدینہ طیبہ کے لوگ بھی نبی علیہ السلام کو نہ پہچان سکے اور سیدنا صدیق اکبرؓ سے مصافحہ کرنے لگے۔ اسی طرح ایک مرتبہ ایک اعرابی قیامت نبی علیہ السلام صحابہ کرامؓ کے ساتھ بیٹھے تھے وہ پہچان نہ سکا حتیٰ کہ پہچاننے والا کہ تم میں سے اللہ کا نبی کون ہے۔ کالمین چوتھے کامل ظاہری طور پر اسباب میں زندگی گزارتے ہیں لہذا ”ان عندہم عسدى ہى“ [میں بندے کے ساتھ وہ معاملہ کرتا ہوں جیسے کہ وہ میرے ساتھ ملکر رہتا ہے] کے اصول کے تحت ان کے ساتھ اسباب کا معاملہ کیا جاتا ہے۔ ہاں ان سے کرامت کم صدور ہوتی ہیں۔ صحابہ کرامؓ کی جماعت اللہ تعالیٰ کی چنی ہوئی جماعت تھی مگر چوتھے سب کا عروج بھی کامل تھا۔ انوں بھی کامل تھا لہذا ان سے کرامت اتنی کم صدور ہوتی ہیں کہ اولیاء امت کے مقابلے میں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ یہ ان کے نقص کی دلیل نہیں بلکہ کمال کی دلیل ہے۔

دوسری یہ بات ذہن نشین کرنے کے قابل ہے کہ جس سالک کا عروج جتنا ناقص ہوگا اس

کا نزول بھی اتنے ناقص ہوگا کہ جب نزول ناقص ہوگا تو نبی مرتبہ عالم اسباب سے اوپر ہی معاملہ اٹکا

رہے گا۔ جب سرگب عالم امر میں ہو گا تو اس کی نظر فرق الاسباب یعنی اسباب سے اوپر ہی رہے گی۔ چنانچہ ”انا عند ظن عبدي بی“ [میں بندے کے ساتھ اس کے گنہ کے مطابق مسئلہ کرتا ہوں] کے اصول کے تحت اس سے ایسے کام سرزد ہوں گے۔ جو اسباب کے خلاف ہوں انہیں کرامت کہتے ہیں یہ نقص کی دلیل ہیں۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں تاکہ بات کی وضاحت ہو سکے۔

مثال نمبر ۱: حضرت حسن بصریؒ اسٹ کے کال لایا میں سے ہیں علم کا ہری و علم باطنی کے حامل اور اپنے ہم عصروں سے پازی لے جانے والوں میں سے ہیں۔ انہیں سید عالمیؒ سے خلافت نصیب ہوئی اٹھارہ ہجری صحابہؓ کی صحبت نصیب ہوئی۔ ان کا عروج کمال خاندان بھی کمال تھا خدا ان کی کابری زندگی اسباب کے تحت تھی۔

① — حضرت حبیب عجمیؒ حضرت حسن بصریؒ کے مرید ہیں کابری علم نہ تھا اور عروج و نزول بھی کمال نہ تھا۔ مگر دونوں حضرات کے واقعات غور طلب ہیں۔

② — ایک مرتبہ حضرت حسن بصریؒ کو پولیس تلاش کر رہی تھی تاکہ انہیں سرکاری عہدہ پیش کیا جاسکے جسے وہ قبول نہ کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ حضرت حسن بصریؒ بھاگتے بھاگتے حبیب عجمیؒ رحمت اللہ علیہ کے حجرے میں آکر پھپھ گئے اور کہا کہ حبیب! کسی کو نہ بتانا کہ میں یہاں چھپا ہوا ہوں۔ اسے میں پولیس والے آگئے انہوں نے حبیب عجمیؒ سے پوچھا کہ حسن بصریؒ کو دیکھا ہے؟ فرمایا ہاں اس حجرے میں چھپے ہوئے ہیں ان کی باتیں حضرت حسن بصریؒ سن رہے تھے ان کے تپاؤں کے پیچھے کی زمین نکل گئی۔ پولیس والے حجرے میں داخل ہوئے مگر حسن بصریؒ کو اللہ تعالیٰ نے ان کی نگاہوں سے لوجھل کر دیا۔ جب اوپر اوپر دیکھ کر پولیس والے چلے گئے تو حضرت حسن بصریؒ باہر نکلے اور فرمایا حبیب عجمیؒ! پولیس والوں کو کیوں بتا دیا تھا کہ میں اندر ہوں۔ عرض کیا حضرت! وہ آپ کو کونسا دیکھ سکے۔ اب ظاہر میں حبیب عجمیؒ کا مرتبہ بلند نظر آتا ہے درحقیقت حسن بصریؒ کی سوچ طاقت الاسباب یعنی اور حبیب عجمیؒ کی سوچ فرق الاسباب تھی۔

③ — ایک مرتبہ حضرت حسن بصریؒ عجمیؒ میں جا رہے تھے۔ ایک جگہ حبیب عجمیؒ کی ہمتیں

(جیکٹ) پڑی ہوئی دیکھی۔ حیران ہوئے کہ حبیبؑ ”جی“ ہر تین میل چھوڑ کر کہاں چلے گئے۔ چنانچہ انتظار میں کھڑے ہو گئے تھوڑی دیر بعد حبیبؑ ”جی“ واپس آگئے حسن بصریؒ نے پوچھا حبیبؑ ”جی“؟ یہ ہر تین کس کے حوالے کر گئے تھے۔ عرض کیا، ”حضرت! اس کے حوالے کر کیا قابوس نے آپ کو یہی حفاظت پر کھڑا کئے رکھا۔ اس واقعہ سے بھی ثابت ہوا کہ حبیبؑ ”جی“ کی سوجھ بوجھ انتساب تھی جبکہ حضرت حسن بصریؒ کی سوجھ بوجھ انتساب تھی۔

① ایک مرتبہ حبیبؑ ”جی“ ادب سے پار چلا چاہتے تھے جب کنارے پر پہنچے تو دیکھا کہ حسن بصریؒ بیٹھے ہیں پوچھا حضرت! کیسے بیٹھے ہیں؟ فرمایا، ”کشتی کے انتظار میں ہوں وہ آئے گی تو دریا پار کر دوں گا۔ دونوں حضرات باتیں کرنے لگے کافی دیر باتیں کرنے کے بعد حضرت حبیبؑ ”جی“ عرض کرنے لگے اچھا حضرت! اجازت دیں میں جانا ہوں۔ یہ کہا اور پانی پر چلے ہوئے دریا پار کر گئے جب کہ حضرت حسن بصریؒ بیٹھے رہے کشتی آنے پر دریا پار کیا۔

اب تینوں واقعات سے ظاہر ہوا ہے کہ حبیبؑ ”جی“ بلند مرتبہ کامل بزرگ تھے جبکہ حقیقت اس کے برعکس تھی حسن بصریؒ ”جی“ تھے حبیبؑ ”جی“ مرید تھے۔ حسن بصریؒ ”کمال تھے حبیبؑ ”جی“ ناقص تھے۔ حسن بصریؒ کی زندگی ماتحت الاسباب تھی حبیبؑ ”جی“ کی زندگی باطنی الاسباب تھی۔ حسن بصریؒ کی زندگی کو نبی اکرم ﷺ کی زندگی سے زیادہ قرب اور مشابہت نصیب تھی جبکہ حبیبؑ ”جی“ کی زندگی کو کامل مشابہت نصیب نہ تھی۔ پس ثابت ہوا کہ خلاف عادت واقعات (کرامات) کا صادر ہونا کامل کی دلیل نہیں ہوتی۔

مثال نمبر 2 :- ایک بزرگ کا بیانات ہوا۔ انہیں پوچھا ”یہ کیسی بات ہے؟“ جس کی اہمیت تھی اس نے واپس لے لی۔ ”وہ سری طرف نبی علیہ السلام کے بیٹے فوت ہوئے تو نبی علیہ السلام کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور فرما رہے ہیں۔ “القلب یحزن والعین تدمع واما یسرافک یا ابراہیم لمحزونون“ [دل غمگین ہے، آنکھ رو رہی ہے اور اسے ابراہیم! مجھے فراق میں ہم سب غمگین ہیں] سید الانبیاءؑ کی ظاہری زندگی چونکہ ماتحت الاسباب تھی لہذا آپؑ کو یہ فرما رہے تھے جبکہ اس دلی کا حلقہ ابھی رولہ کے رانی والا تھا لہذا ان پر بیٹے کی جدائی کا صدمہ نہ تھا۔

مثال نمبر 3:- اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں۔ ”واللہ یدعو الی دارالسلام“
(یونس: آیت 45)

[اللہ تعالیٰ ہمیں ملاحق والے مگر کی طرف بلاتا ہے]

فرمان الہی کی بنا پر نبی علیہ السلام نے امت کو تقسیم دی کہ اللہ تعالیٰ سے جنت مانگا کریں اور
جہنم سے پتہ مانگا کریں۔ ”اللہم انا نستکف الجنة ونعوذ بک من النار“ [اے
اللہ! ہم آپ سے جنت مانگتے ہیں جہنم سے پتہ مانگتے ہیں]

فرمان الہی اور فرمان نبویؐ تو یہ ہے جبکہ رابطہ بصری ”ایک ہاتھ میں آگ لیکر اور دوسرے
ہاتھ میں پانی لیکر نکلیں کہ میں جنت کو جلاتی ہوں، جہنم کو بجھاتی ہوں تاکہ لوگ غافل اللہ کے
لئے مہلت کریں تاکہ انہیں جنت کی طمع اور جہنم کا خوف نہ ہو۔ ایک طرف فرمان نبویؐ ہے
دوسری طرف رابطہ بصری ”کا عمل۔ اسی لئے حضرت ہمدانیؒ اپنے مکتوبات میں فرماتے
ہیں۔ کہ رابطہ ”کا زون“ پورا نہ ہوا تھا لہذا سوچا توں لاسبب تھی۔ رابطہ ”بیجاری“ اگر رات سے
دائف ہوتی تو ایک ہاتھ میں پانی اور دوسرے میں آگ لیکر نہ نکلتی۔

من تین مہلوں سے یہ بات واضح ہو گئی کہ بعض اولیاء جن کا زون کامل نہیں ہو تا ان سے
خلاف عادت و منتجات بکثرت ظاہر ہوتے ہیں۔ اس پوری تفصیل کا نتیجہ یہ لگا کہ کرامات کبھی تو
کالمیں کو عوام الناس میں قبولیت دینے کے لئے ظاہر کی جاتی ہیں، کبھی عقوبت اور سزا کے طور پر
ظاہر ہوتی ہیں اور کبھی ناقص نزول والوں سے ظاہر ہوتی ہیں۔ چونکہ فرق کرنا مشکل ہے اس لئے
انہوں نے بتا دیا کہ کسی ولی کی کرامات اس کی فضیلت کی دلیل نہیں ہیں۔

(16)۔ مسئلہ:- استقامت کرامت پر ناواقف ہے۔

فائدہ:- ہر حال میں ہر کام شریعت و سنت کے مطابق کرنا، استقامت کہلاتا ہے۔ استقامت ہی
سب سے بڑی کرامت ہے ایک شخص حضرت جینہ بغدادیؒ کی خدمت میں کئی سال رہا۔ ایک
دن عرض کرنے لگا کہ حضرت! اجازت دیں تو میں کسی اور شخص کی خدمت میں جا کر رہوں، فرمایا
وہ کیوں؟ کہنے لگا کہ میں تو کئی سال آپ کی خدمت میں رہا مگر میں نے ایک بھی کرامت نہ

دیکھی۔ حضرت نے فرمایا یہ جاذبہ اسے سالوں میں ایک عمل بھی سنت کے خلاف دیکھا ہے۔ اس نے کہا ”نہیں“ فرمایا کہ اس سے بڑی اور کرامت کو نبی ہو سکتی ہے۔

حضرت بازید بسطامیؒ کو ایک بکرا مت بزرگ کا پتہ ملا۔ آپ ملے کے لئے تشریف لے گئے ابھی دور ہی تھے کہ دیکھا اس بزرگ کو تھوکنے کی ضرورت پیش آئی تو انہوں نے قبلہ کی طرف تھوکا۔ حضرت بازید بسطامیؒ اسی وقت خیر سلام کئے والیں تشریف لائے اور کہا کہ جو شخص ایک مستحب کی پابندی نہیں کر سکتا وہ اتنا بڑا ولی کیسے بن سکتا ہے چنانچہ ولی کی پہچان یہی ہے کہ ہر حال میں اس کا ہر کام شریعت و سنت کے مطابق ہو۔

(17) — مسئلہ: — اولیاء اللہ کی نحوہ کو عام دستور سے اونچا دیکھا اور ان پر محبت و انا منع ہے۔
فائدہ: — صحیح حدیث کے مطابق بناء علی القیور جائز نہیں، لہذا قبر پر محبت و انا اور عام دستور سے اونچا دیکھا منع کیا گیا ہے۔

(18) — مسئلہ: — بعض اولیاء سے مرنے کے بعد بھی تعریقات و خوارق ظاہر ہوتے ہیں۔
فائدہ: — اہل اللہ جب اس دنیا سے رخصت ہوتے ہیں تو ان کا بغض متعلق نہیں ہوتا بلکہ روحانی سلسلہ ہمیشہ ہمیشہ باقی رہتا ہے۔ بعض کالمین سے وفات کے بعد تعریقات و خوارق کا ظاہر ہو جاتا جہد نہیں ہے۔

(19) — مسئلہ: — اگر خواب میں نبی علیہ السلام کو دیکھا اور کسی خلاف شرع کلم کے بارے میں اس کی مرضی معلوم ہوئی تو اس خواب کا اعتبار نہیں۔

فائدہ: — نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ شیطان میری صورت کو اختیار نہیں کر سکتا۔ اس کی تفصیل کرتے ہوئے حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے تاہم شیطان وہ صورت اختیار نہیں کر سکتا جس صورت میں آپؐ مدینہ میں آ رہے تھے۔ ممکن ہے شیطان خواب میں صورت تو کوئی اور دکھائے مگر دل میں اٹھائے کہ میں نبی علیہ السلام کی زیارت کر رہا ہوں تو کون تصدیق کرے گا کہ واقعی اسی صورت مہرہ کی زیارت ہوئی یا کسی غیر صورت کی۔ لہذا احتیاطاً لئے حق و باطل میں فرق کرنے کا سبب شریعت و سنت ہے۔ اگر خواب میں کوئی ولی اللہ نظر آئے اور خلاف شریعت کلم کا حکم دے تو اس کا بھی کوئی اعتبار نہیں۔ بعض لوگ

خواب میں اپنے تہجد کو ہم سے کسی کو دیکھ لیتے ہیں اور ان سے خلاف شرع کوئی بات کا حکم پاتے ہیں تو خلاف شرع حکم کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ ”استعصموا اللہ“ یہ سراسر جہالت ہے کہ دین متین کو خوابوں سے بھی کم اہمیت دی جائے۔

(20) — مسئلہ — جن اہل کا ظاہری قوتوں سے کٹنا منع ہے ان کا باطنی قوتوں سے کٹنا بھی منع ہے۔

فائدہ :- جس حکم کو شریعت میں کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ اس کا ظاہری یا باطنی قوتوں سے کٹنا ممنوع ہے مثلاً ایک آدمی کسی پر اپنی باطنی توجہ اٹال کر اسے اپنا تابع بنائے اور پھر اس سے خلاف شرع کام کر دے تو یہ ممنوع ہے یا کسی سے دشمنی ہو اور اس پر باطنی تصرف کر کے اسے پگھل دے تو یہ منع ہے۔

(21) — مسئلہ :- دلی سے اتفاق کوئی گنہ مرزد ہو چکا اس کی ولایت اور کراست میں نقص نہیں اٹھاتا بشرطیکہ اصرار نہ ہو۔

فائدہ :- اتفاق کوئی غلطی ہو جانا بشرطیکہ اتفاقاً ہے۔ تاہم کاملین ایسی غلطیوں پر اتنی تکی توبہ کرتے ہیں کہ عام لوگوں کو نیکیوں پر وہ اجر نہیں ملتا جو انہیں اس توبہ پر ملتا ہے۔ اہل اللہ سے غلطی ہو جانا ممکن ہے مگر غلطی پر اصرار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ نامتوں کی نشانی ہے۔

(22) — مسئلہ :- دلی کا بے عمل بیجا جو نہیں بن سکتا۔

فائدہ :- جس طرح ڈاکٹر کا بیٹا اس وقت تک ڈاکٹر نہیں بن سکتا جب تک کہ دو ڈاکٹری کاظم نہ پڑھے۔ اسی طرح دلی کا بیٹا دلی نہیں بن سکتا جب تک کہ وہ تقویٰ و طہارت کی زندگی گزار کر ولایت کے مقامات نہ حاصل کرے۔ جہلاء میں ولایت کا دار کھاد اور شہر پر ہوتا ہے۔ چنانچہ ہر عمل فاسق و فاجر لوگ اپنے بپ و داد کی وجہ سے لاکھوں انسانوں کے روحانی پیشوا بنے پھرتے ہیں حالانکہ وہ تو روحانیت کی ”را“ سے بھی واقف نہیں ہوتے، اور یہ لوگ ”فخلف من بعدہم“ خلف اعضاء المصلوۃ والسموا الشہوات“ (مریم: آیت 59) پر ان کے بعد (یعنی ایسے خلف پیدا ہوئے جنہوں نے نواز کو برا دیکھا اور انسانی مجازات فراموشی کی پیروی کی) کا مصداق ہوتے ہیں۔ ان کا کام تو سلاخ عرس پر چڑھنا یا میلہ شیلہ لگا کر سحرک تقسیم کرنا

ہونا ہے۔ نہ خود شریعت پر چلتے ہیں نہ دوسروں کو کئے کی تلقین نصیب ہوتی ہے۔ یہ مراسم گمراہی ہے۔ بقولِ محمدیؑ

میراث میں آئی ہے انہیں سند ارشاد

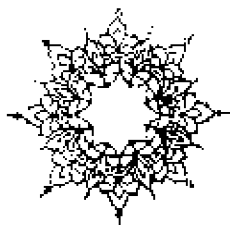
دافنوں کے تعارف میں عقوبت کے نشین

(23)۔ مسئلہ:- طریقت میں کوئی نئی بات (بدعت) کا پیدا کرنا دین کی بدعت سے کم نہیں۔

فائدہ:- طریقت کی بدعت شریعت کی بدعت ہی کی مانند ہے اگر بات کو دین میں ٹھکانا جائے تو جاہل بیروں کی بدعات سے بچنا آسان ہو جائے گا۔

(24)۔ مسئلہ:- شریعت کو عبادت کا ثواب ابرار سے زیادہ ملتا ہے۔

فائدہ:- حدیثِ پاک کا مضموم ہے کہ اگر میرے صحابہ میں سے کوئی ایک روز اللہ کے راستے میں صوفیہ کر دے تو اسے اتنا اجر ملے گا کہ بعد میں نیوالے اُمر امد ہزار کے برابر سونا بھی خرچ کر دیں تو وہ ابرار نہ پا سکیں۔ دینی قربانی جتنی ستر لیں ملے کرنا چلا جائے گا اسکو عبادت کا ثواب زیادہ ملے گا۔ اسی کے کمالیہ "حسنات الاسرار سیئات المصفرین" (ابرار کی نیکیاں شریعت کے نیکو کرتے ہیں)



بپ 9

اسباق تصوف

شریعت محمدیہ کا حسن و جمل:

سید الاولین و الآخرین عالم انیس حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ مہدیؐ، دنیا کے آخری نبیؐ، امت محمدیہؐ دنیا کی آخری امت اور دین اسلام دنیا کا آخری دین ہے۔ شریعت محمدیہ علی سامیہ اصولہ و اسلام کے احکام جو تک قیامت تک کے لئے آثارے گئے لہذا بعض احکام شریعہ کی اہمیت تو واضح کر دی گئی مگر ان کے ذرائع کو متعین نہیں کیا گیا۔ ذرائع و وسائل کے تعین نہ کرنے میں حکمت یہ تھی کہ دین اسلام قیامت تک کے لئے قابل عمل رہے۔ دُرنہ بدلتے حالات کے بدلتے تقاضوں میں ایک جلد دین نظر آتا اور عیسائیت کی مانند ناقابل عمل قرار دے کر مسجد اور صلی تک محدود کر دیا جائے۔ مقاصد کو متعین کرنا اور وسائل کو حالات کے مطابق اپنانے کی گنجائش دینا شریعت محمدیہ کے حسن و جمل کی دلیل ہے۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

مثال نمبر 1 :- ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاعْدُوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَ مِنْ رِجَالٍ مُخْلِصِينَ أَنْفُسَهُمْ لَهُ
عَدُوِّ اللَّهِ وَ عَدُوِّكُمْ (الغفل آیت نمبر 69)

[اور تیار کرو ان کی زالی کے واسطے جو کچھ جمع کر سکو قوت اور پلے ہوئے گھوڑوں سے کہ اس سے دعا کہ
ہو اللہ کے دشمنوں پر اور تمہارے دشمنوں پر]

اس آیت کریمہ میں حسب استطاعت قوت جمع کرنے کا حکم دیا گیا اور گھوڑے پانے کی
مثال دے کر سمجھا دیا گیا کہ اس سے مراد اسباب جملہ ہیں۔ مزید تفصیلات کا تعین نہیں کیا گیا البتہ

مقصود کی وضاحت و صراحت کر رہی تھی کہ اتنی قوت جمع کرو جس سے تمہارے اور اللہ کے دشمن مروجہ رہیں۔ مگر سلیم اس بات کی تائید کرے گی کہ آج کے زمانے میں فقہ گھوڑے پالنے، لکھاریں اور لیزر جمع کرنے سے دشمن نہیں ڈرے گا بلکہ ہوائی جہاز، بحری جہاز، سیزائل اور ٹانکوں، جن بم و فوج ہاتھ بول گئے۔ پس ثابت ہوا کہ مقصد تو حسین کر دیا مگر اسباب و وسائل کے اختیار کرنے میں چلک رکھی تھی، مگر وقت کے تقاضوں کی رعایت رکھی جاسکے۔

مثیل نمبر ۱۰:- ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

”اِنَّا نَحْنُ مَزْنٰتُ الْمَظٰلِمِ الَّذِیْ کَذَبُوْا عَلٰی رُسُلِنَا لِحٰقِ الْفٰسِقُوْنَ“ (الحجہ تہیت نمبر ۹)

”چھک ہم نے قرآن اُتار دیا ہے اور ہم خود اس کے ٹھیکان ہیں۔“

قرآن مجید کی حفاظت و اشاعت کتنا اہم اور متمم باطنی نرہ ہے لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس کے مطلق یہ نہیں بتایا کہ اس کیلئے تم فلاں فلاں طریقے اختیار کرنا۔ حتیٰ کہ محد صدیقیؒ میں جنگ بنامہ ہوئی اور چار سو حلفاء قرآن صحابہؓ شہید ہو گئے تو حضرت عمرؓ کو یہ خیال ہوا کہ قرآن کو سینوں کے علاوہ سینوں میں بھی محفوظ کرنا چاہیے۔ چنانچہ ایک سرکاری فصد تیار کرنے کی تجویز حضرت ابو بکر صدیقؓ کے سامنے پیش کر دی۔ ابتداً تو صدیق اکبرؓ کو اس تجویز کے مانع میں آبل ہوا۔ انہوں نے فرمایا کہ جس چیز کو رسول اللہ ﷺ نے نہ تو خود کیا اور نہ میں اس کا علم دیا اسے ہم کیوں کریں؟ حضرت عمرؓ رائل کیساتھ اپنی بات پر مصر رہے۔ حتیٰ کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ مطمئن ہو گئے۔ پھر انہوں نے حضرت زید بن ثابتؓ انصاریؓ کی نگرانی میں صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت تشکیل دی جس نے ہجروں پر، چڑے پر، کھجور کے پتوں پر لکھی ہوئی آیات کو تجزیہ کر کے قرآن پاک نسخہ کرنے کا یہ کام محد صدیقیؒ میں مکمل ہوا۔ حضرت عثمان غنیؓ نے اس سلسلے میں ایک قدم اگے بڑھایا اور اہل نگرانی میں اس مصحف کی چار نقیصں کرا کر مختلف ضروا میں روانہ کیں۔ ان میں سے ایک تاشقند میں اور دوسری اشبہل کے حویب گھر میں آج بھی محفوظ ہے۔ مزید یہ کہ صحابہ کرامؓ کے زمانے میں فتح، نصر، کسوف، تقدیر و غیب کو کھامیں جاتا تھا نہ ہی تا اور یا کے نقشے لگائے جاتے تھے مگر آج کے دور میں ضروری ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ حفاظت و اشاعت قرآن کا مقصد حسین کر دیا مگر ذرائع و وسائل کے اختیار

کرنے میں وقتی تھنوس کی رعایت رکھی گئی۔ یہ معاملہ علمائے امت کی مولود پر چھوڑا گیا۔

مجلس نمبر ۳ :- رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔

”طلب العلم فريضة على كل مسلم ومسلمة“

”علم کا حاصل کرنا ہر مسلمین مرد و عورت پر فرض ہے“

حدیث پاک میں علم و دین حاصل کرنے کی اہمیت بتا دی گئی لیکن کیسے حاصل کیا جائے؟ اس کی تحصیل نہیں بتائی گئی۔ حضرات محدثین نے اسرار الرجل لافن ترتیب دے کر احادیث کو حتم و روایت کے ساتھ جمع کیا۔ حضرات صحابہ کرام کو تو صحاح ستہ کے ناموں کا ہی پتہ نہ تھا کیونکہ اس وقت ان کتب کا نام و نشان نہ تھا۔ مگر آج ان کتب کے بغیر علم حدیث کا پڑھنا ناممکن ہے۔ آج علمائے کرام نے تحصیل علم کے لئے درس نظامی ترتیب دیا ہے اور وقتی تھنوس کی رعایت کرتے ہوئے حصول علم کے لئے حساب تجویز کیا ہے۔ آج کوئی طالب علم قرآن و حدیث پڑھنا چاہے تو اسے صرف و نحو کے خون پڑھے بغیر چارو تھیں۔ یہی ثابت ہو کر علم حاصل کرنے کی اہمیت بتا دی گئی مگر اسباب و ذرائع کو اختیار کرنے کا بوجھ علمائے امت کے کندھوں پر ڈال دیا گیا۔ ظاہر ہے کہ علمائے امت نے اس فریضہ کو ادا کرنے کا حق ادا کر دیا۔

آدم پر صر مطلب :- سدرہ جلا مشوں سے یہ بہت روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ شریعت مطہرہ نے بعض احکام کی اہمیت تو واضح کر دی مگر ذرائع و وسائل کو مستحق نہیں کیا۔ یہی شریعت مطہری کے کل کی دلیل ہے۔ اب اس خاطر میں طریقہ ذکر و سلوک کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔

”ان فی جسد بسی آدم لمصلحة اذا لمست فسد الجسد كله و اذا

صلحت صلح الجسد كله الا و هي الغلب“

”ایک ہی آدم کے جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے۔ جب وہ غلب ہو جائے تو وہ جسم خراب ہو جاتا ہے۔ اور جب وہ درست ہو جائے تو تمام جسم درست ہو جاتا ہے۔ سن لو وہ کھانا کھا کر لیا ہے۔“

علوم ہوا کہ انسان کی اصلاح اور روح اس کے قلب کی اصلاح پر ہے۔ اسی سے اللہ رب عزت کی نظر انسان کی شکل و صورت اور مال و دولت پر نہیں ہوتی بلکہ اس کے قلب اور اعمال پر ہوتی ہے۔ قرآن نبویؐ ہے۔

”إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى صُورِكُمْ وَلَا إِلَى أَمْوَالِكُمْ وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ“

| بلکہ اللہ تعالیٰ نہیں دیکھتا تمہاری صورتوں کو اور نہ تمہارے مال کو بلکہ وہ دیکھتا ہے تمہارے دلوں کو اور تمہارے اعمال کو |

اب مولیٰ یہ پیرا ہوتا ہے کہ صفائی قلب و سلامتی قلب کیسے حاصل ہو تو اس کی بھی علامت ہی فرمادی گئی۔ حدیث چاند میں حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے۔

”الْكُلُّ حَيٌّ وَصَفَالَةٌ وَصَفَالَةُ الْقُلُوبِ ذِكْرُ اللَّهِ“ (درود سیفی)

”جو چیز کو پکڑنے کے لئے ایک پالٹی ہوتی ہے اور دلوں کی پالٹی نہ دیکھ ہے |

مندرجہ بالا احادیث سے یہ ثابت واضح ہوتی ہے کہ قلب سلیم کا حاصل مذہب انسان پر لازم ہے۔ گویا مقصد تحقیق کرنا یہ کہ ذراچ و دوسائیں کی فقط غلامی ترویج تھی کہ یہ نعمت عظمیٰ ذکر و تہذیب سے نصیب ہو سکتی ہے۔ تعلیمات نہیں بنائی گئیں کہ تکیہ، رمی، بخل، برب اور سہ بیسی ملک بھی امراض سے چوگا رہا پائے کیلئے کہ کون سا ذکر نفع بخش ہے۔

ایما آئمہ یا بن ”ذکر اللہ طہر القلب“ [اللہ کا ذکر دلوں کی صفائی ہے |

تعلیمات کا جو بوجہ امت کے لئے ذکر و حضرات نے کندھوں پر رکھا وہ یہ تھا کہ وہ طاقتوں کی طبائع اور بیفتات کے تقاضوں کو مٹانے رکھتے ہوئے انہیں ذکر کی تعلیم دیں۔ اس لئے مشائخ و عظام انہیں کو آیت مبارکہ ”وَإِذْ كُنَّا مِنْكُمْ بَشَرًا لَّنَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ مَا لَمْ يَلِكْ مِنْ يَوْمٍ أَنَّ الْبَشَرَ لَافْتِنٌ“ کو حدیث مبارکہ ”اَللّٰهُ لَا يَنْظُرُ إِلَى صُورِكُمْ“ کی روشنی میں بکثرت تکرار پڑنے کی تلقین کرتے ہیں کسی کہ آیت کریمہ ”وَإِذْ كُنَّا مِنْكُمْ بَشَرًا لَّنَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ مَا لَمْ يَلِكْ مِنْ يَوْمٍ أَنَّ الْبَشَرَ لَافْتِنٌ“ کے مطابق ذکر سانی کرنا ترویج کرتے ہیں۔ پس طبیعت ہوا کہ الی ذکر کے اندر و اشغال یعنی اس وقت تھوکتا ہی سہجے رہے

نظام کی انہر مدد کو حاصل کرنے کا ذریعہ دو سہلہ ہیں۔ اس کی تائید میں سلف صالحین کی چند عبارات پیش کی جاتی ہیں۔

سلف صالحین کی عبارات :-

① — حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ تحریر فرماتے ہیں۔

”متعدد جملہ اشغالات و مطلب و مشہی جملہ مراقبات کا وہ حضور قلب بے کیف ہے جو حق

تعالیٰ نے آپ کو نصیب فرمایا ہے۔ نسبت صحابہ کرامؓ کی حضور تھا۔“

(مکاتیب رشید صفحہ 45)

② — حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ اپنی کتاب ”ایضاح الحق الصریح“ میں لکھتے ہیں۔

”موصوفیہ کے نفع بخش اشغال کی حیثیت دوا و معالجہ کی ہے کہ بوقت ضرورت ان سے کام

لے اور بعد میں پھر اپنے کام میں مشغول ہو۔“ (ایضاح الحق الصریح ص 178)

③ — امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں:

”طریقت و حقیقت کی منزلوں کو طے کرنے کا متعدد تحصیل اخلاص کے سوا کچھ نہیں

ہے۔ اخلاص ہی سے مقام رضا حاصل ہوتا ہے۔ کوئی اندیش احوال و مواجید کو تصور

اور مشاہدات و تقلبات کو مطلوب جتنے ہیں اور کمزاریت شریعت سے محروم ہیں۔ بے شہ

مقام اخلاص کا حصول اور مرتبہ رضاء تک وصول ان احوال و مواجید کو طے کرنے کے بعد

ی ہوتا ہے اس لئے ان کی حیثیت تصور حقیقی کے محلوں کی ہے۔“

(مکتوبات جلد اول مکتوب سو و عشم)

یہ حقیقت واضح ہوئی کہ مشائخ کے اعمال و اشغال صغالیٰ قلب حاصل کرنے کا ذریعہ و وسیلہ

ہیں۔ اسی لئے وقت اور زمانے کے بدلنے خاصوں کے پیش نظر مشائخ ان میں تبدیلی بھی کر دیتے

ہیں۔

④ — حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ لکھتے ہیں:

”ہر وقت اور ہر قرن کے اشغال جدا ہوتے ہیں اس لئے ہر طریق کے متحقق نجد

اشغال کی کرشمہ فرماتے رہتے ہیں۔“ (امراط مستقیم ص 7)

یہ تو کوئی بھی دعویٰ نہیں کرتا کہ مغالی قلب اور اشغال کے سوا اور کسی طرح سے نصیب نہیں ہو سکتی۔

❧ — حضرت شاد دل اللہ صہرت دہلویؒ فرماتے ہیں۔

”میرا مگن قلب ہے کہ صحابہ کرامؓ نسبت کو اور طریقوں سے بھی حاصل فرماتے تھے۔

مثلاً نماز اور مشیقات پر اپنی کی شرائط کے ساتھ سوانحیت، طہارت، پارسوت اور ہذاہو

ثواب کے خیال پر مدارست کہ ان چیزوں سے باری اللہ توں سے پہلے شوق پیدا ہوئی ہے۔“

(القول الجلیل)

اگر کسی کو حجاب اشغال و اشغال کے علاوہ کسی اور طرح سے مغالی قلب اور ”کھانکے“ صراہ کی کیفیت نصیب ہو جائے تو اسے تصور نصیب ہو گیا۔ وہ مبارکبار کے لائق ہے۔ اگر یہ کیفیت قلب اور حضورؐ نصیب نہیں ہوئی۔ نماز میں دنیا کے خیالات اپنی طرف مگن کر لیتے ہیں ہٹانے کے بلکہ فتنہ نہیں ہوتے، راستہ ملتے لگا ہیں بے اختیار غیر محرم کی طرف المتی ہیں، دل پر شوائب شیطانی خیالات هجوم کرتے ہیں، لوگوں کی تعریف سے طبیعت میں بشت پیدا ہوتی ہے جبکہ اپنی غلطیوں کو دوسروں سے چھپانے کے لئے غلط بیانی بھی ہو جاتی ہے۔ یہ سب مسئلہ باطنی امراض کی واضح نشانیاں ہیں۔ ایسے شخص کو مشائخ معظم کے زیر سایہ اپنی علمی و عملی کا علاج کرانا ضروری ہے۔ اس سے مفر ممکن نہیں چونکہ قلب سلیم ہی روز محشر نجات کا سبب بنے گا اور شاد باری تعالیٰ ہے۔ ”یوم لا یفزع حال ولا یسئون الا من اسی اللہ بغلب مسلم“ (الشعراء آیت 88، 89)

[جس دن ہم نے آئے گا کل اور نہ بچے مگر ہر کوئی تو اللہ کے پاس صرف عذر لے کر]

اسبقی تصوف کا تصور قلب سلیم اور قلب فیض کا حصول ہے تاکہ سالک کی ظاہری و باطنی

حالت، سیرت و اخلاق یعنی اعضا و جوارح کا استعمال قلمہ اہل حق اللہ کے عین مطابق ہو جائے۔

چنانچہ امام غزالیؒ اپنی کتاب ”المستطیع من الضلال“ میں لکھتے ہیں:

”مجھے جتنی غور پر مغموم ہو گیا ہے کہ سونیا، ی اللہ کے راستے کے سالک ہیں، ان کی سیرت بہترین، ان کا خرق سب سے زیادہ مستقیم اور ان کے اخلاق سب سے زیادہ تربیت یافتہ اور صحیح ہیں۔ اگر عطاء کی حلقہ، علماء کی حکمت اور شریعت کے مرمضاتوں کا اہم لی کر بھی ان کی سیرت و اخلاق سے بہتر لانا چاہے تو ممکن نہیں۔ ان کے نام نہ ہری و باطنی حرمت و سکنت، مشکوٰۃ نبوت سے ماخوذ ہیں اور نور نبوت سے جڑ کر دئے زمین پر کوئی نور نہیں جس سے روشنی حاصل کی جائے۔“

اور اور د و طائف کے دنا کل :- مشائخ طریقت نے قرآن و حدیث کا انہی میں چند اور اور و طائف ترتیب دیے ہیں جو بتدنی کیلئے، اور غنی کیلئے نفاذ کی، مند ہیں۔ کسی شخص کو اس کے زیر سایہ ان و طائف کو چند دن پابندی سے نہ جائے تو زندگی میں اسلامی، ایمانی، فرائضی انقلاب پیدا ہو جاتا ہے۔ محبت الہی اس طرح ایک تہ میں سما جاتی ہے کہ آنکھ کا دیکھنا، زبان کا بولنا اور پاؤں کا چلنا، ہونے لگتا ہے۔ سالک یوں محسوس کرتا ہے کہ میرے اور منافقت اور دو، ان کی و طائف چاہو یا نہ چاہو اتر گیا ہے اور نمود سے ایک نیا اور نچا اور نکل گیا ہے۔

جس طرح نبوت نبی علیہ السلام میں پوشیدہ تھی، سمکت نسا و آدم سے، المروج و اجسد میں نبی تھا جبکہ آدم و نوح و محمد کے اوسان تھے۔

مگر عالم ظاہر میں اظہار کیلئے ظہور و بکری ضرورت پڑتی۔ امارت کی زندگی اسکی راہنہ لیاں ہے، اسی طرح ولایت ولی میں پوشیدہ ہوتی ہے۔ مگر تقویٰ، طہارت اور پابندی و طائف کی ضرورت پڑتی ہے۔ اسی راہ کو امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ نے ان اخلاق میں بیان فرمایا کہ ”ابن ولی و متذہب نہ ہونا ہے ولی باغض بننے کیلئے اللہ کی ضرورت ہے۔“ ”کوہ برائے اس میں اتنی شہادت و راز و نیاز تھی ہے کہ اگر وہ اپنی صلاحات کو بد نہ کار لائے تو وہی بن جائے۔ شہادہ اس میں ہے۔“

میرا حکم توئی نہیں مگر وہی نصرتی نص
 میرا نصرتی نہیں مگر وہی نصرتی نص

[معاذ اللہ کوئی نہیں ہے ہر ایک کی تسویٰ میں اس و نہاد میں یہ اس کی گر، کھلا نہیں جانتے ہر کھل
بھرتے ہیں۔]

جس طرح ایک بیج میں درخت بننے کی صلاحیت موجود ہوتی ہے اور اگر اس بیج کو کسی مٹی کی
ذریعہ مگرانی چند دن زرخیز زمین میں پرورش پانے کا موقع مل جائے تو پھل پھول و لاد درخت بن
جاتا ہے۔ اسی طرح سالک چند دن کسی شیخ کمال کے زیر سایہ ان اور اور و طائف کو کرے تو اس
کی شخصیت پر حسن اخلاق کے پھول قلمتے ہیں اور اس کا شجر امید بہار و رحمت ہوتا ہے۔ انیا کے
کر دوزوں انہوں نے اب تک اس شخص کو آزمایا اور اس سے فائدہ پایا۔ جس طرح ایک ٹیسٹ
لٹا ہے کہ بیجی کھانے کے تو بھی محسوس ہوگی اسی طرح شیخ کمال جب اور اور و طائف کی تلقین
کرتا ہے تو است یقین ہوتا ہے کہ مہلک کو یقینی فائدہ ہوگا۔ اور یہ بات کرے ہوئے اس کے
پاؤں کے نیچے چلن ہوتی ہے۔ پس اگر کوئی شخص کسی شیخ مانع کے ہاتھ نہ جائے یا شیخ تو کمال
ہو مگر سالک اور اور و طائف کی پابندی نہ کرے تو وہ بحث سے خارج ہے۔ اس کی مثال ایسے
مریض کی سی ہے جو کسی مشورہ اتفاقی شعیب سے نسخہ لکھوئے مگر جب میں ڈالے پھرے استعمال
نہ کرے اور کچھ دلوں کے بعد کے ڈاکٹر صاحب! مجھے اتفاق نہیں ہوا! ڈاکٹر پوچھے گا کہ آپ نے
نسخہ استعمال کیا تو یہ کہے گا کہ میں نے تو ذیاب میں ڈالا ہوا ہے۔ ڈاکٹر کہے گا کہ بہت اسے تو جیت
میں ڈالنا تھا پھر فائدہ ہوتا۔

ان اور اور و طائف کی ایک خوبصورتی یہ بھی ہے کہ کرنے میں بہت آسان اور آہ ہے اس
سے تزکیہ و احسن۔ پس پوری کی پوری شریعت چلنا آسان نہ جاتا ہے۔ یہ بات دو اور درچار
کی مانند محسوس ہے۔ جسے نہیں نہ ہوا کے دیکھے اورہ کا اورہ پانی کا پانی ہو جائے گا۔
۵ ملائے عام ہے باران کھنہ ریل کبھی

اب ان اور اور و طائف کی تحصیل بیان کی جاتی ہے۔

ذکر (وقوف قلبی) :- ذکر کا معنی یہی ہے یاد تو بھر ذکر اللہ کا مطلب ہوا اللہ کی یاد۔ مگر اللہ کا
ذکر دلوں کی دوا اور باطنی بیماریوں کے لئے عطا ہے۔ امام ابن عسیر نے لکھا ہے کہ اللہ کا ذکر دلوں
کے لئے ایسا ہے جیسے کھلی کھلے پانی۔ اس ذکر اللہ کے ذریعے سالک کو "فاد کبرو نی اف کبر

”کم“۔ میں مجھے یاد کرو میں تم کو باتوں کا الہام ”فان ذکر می فی نفسہ ذکر نہ فی نفسی“ اگر وہ اپنے دل میں مجھے یاد کرتا ہے تو میں اپنے دل میں یاد کرتا ہوں یا کسی بشارت میں بھی نصیب ہوتی ہیں اور ”ساحلیس مع من ذکر می“ جو میرا ذکر کرتا ہے میں اس کا اجر بھی ہوتا ہوں یا کسی سعادت عظمیٰ بھی نصیب ہوتی ہے۔ مانعہ من لیم نے ”انوار الصب“ میں ذکر کر کے 100 گنا دے گئے ہیں۔ ذکر اور طرح کا ہوتا ہے:

ذکر لسانی و در ذکر قلبی۔ بقول شمس

لسانی و قلبی بفرحان بند کرھا
وما المرء الا قلبه و لسانه

[میری زبان اور میرا دل اس کے ذکر سے خوش ہے اور۔ توئی کے پاس دل اور زبان ہی نہ ہوتی۔] اعلیٰ نبوت سے ثابت ہے کہ ذکر قلبی کو ذکر لسانی پر سزا سائنمیت حاصل ہے۔ عقلی طور پر دیکھ جائے تو بھی ذکر قلبی کو لسانی ذکر پر فضیلت حاصل ہے۔ مثلاً

❖۔۔ ذکر قلبی ہمہ وقت کراہت مند ہے جبکہ ذکر لسانی ممکن نہیں۔ مثلاً جب سائب کھانا کھا رہا ہوتا ہے مقرر کر رہا ہوتا ہے یا دکان پر بیٹھا کاکہ سے سودا چل رہا ہوگا ہے تو وہ زبان سے ایک وقت میں دو کام نہیں کر سکتا۔ منتظر کرے یا ذکر نہ کرے۔ ایک وقت میں ایک کام ہی ممکن ہے۔ جب کہ ذکر قلبی نیچے نیچے چلتا۔ پھرتے پھرتے برائی میں کیا جاسکتا ہے۔

❖۔ ذکر لسانی کرتے ہوئے زبان بولی نہ ہونے حرکت کریں گے ہر وقت یہ ذکر رہے گا کہ کسی کو یہ نہ چل جائے جبکہ ذکر قلبی کا یہ باتو کرنے دے کو ہوتا ہے یا جس کا ذکر نہ ہوتا ہے اسے معلوم ہوتا ہے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ ذکر قلبی فرشتے بھی نہیں سن سکتے اور میں ایک خوشحال تھی محسوس ہوتی ہے۔ قیامت کے دن منافق اچھے کار کو یہ یاد دلائیں ان نصیب تھی۔

۔۔ میں عاشق و معشوق رحمت است
کرنا کاشن را ہم نگر نیست

آعاشق اور معشوق میں بہت انداز ہے ہوتے ہیں کہ وہ کرنا کاشن کو بھی معلوم نہیں، دانت ا
اسی کے ذکر قلبی کو ذکر لسانی۔ ملاحظہ ہو۔

❖ — در حقیقت اسرار لسانی میں یاد کا مقام قلب ہے جبکہ زبان سے اس کا اظہار ہوتا ہے۔ کبھی کسی مرنے والے سے یہ نہیں کہا کہ جیسا میری زبان تمہیں بتا رہی ہے، بلکہ پیش کی کہے گی کہ جیسا میرا دل تمہیں بتا رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ یاد کا مقام انسان کا قلب ہے۔ پس عقلی دانش سے بھی ثابت ہوا کہ ذکر حق، افضل ہے ذکر لسانی۔

بقول شیخ

لَا تَزِدُّنِي شَوْحًا وَ دُرًّا يَوْمَ يَكُونُ دُشٌّ

اِس طرح نہ بڑھانا دُش کی تر بود اندر جوں

[اندروں سے نہ اضافہ ہمارے پیچہ کی طرح، آخر ہے اور دنیا میں بہت کم ہے۔]

اسی ذکر قلبی کو مشائخ طریقت، توفیق قلبی کہتے ہیں۔ قرآن و حدیث میں جا بجا اس کے ذکر کا حکم دیا گیا ہے۔

قرآن مجید سے دلائل

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا (الحزاب: آیت ۵۱)

[اے ایمان والو! اللہ کا ذکر کثرت سے کرو]

اس آیت میں اللہ کو جامع کا صفت بھی ہے اور امر کا بھی۔ لہذا مومنین کو ذکر کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ مزید یہ کہ ذکر کرنے والوں کی ساتھ مغفرت اور رحمت کے وعدے بھی کیے جا رہے ہیں۔

وَالَّذِي كَرِهَ اللَّهُ كَثِيرًا وَالَّذِينَ كَرِهُوا أَعَادَ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا (الحزاب: آیت ۳۹)

[اللہ کا ذکر کرنے والے اور مومنین، اللہ نے ان کی مغفرت اور بڑا اجر عظیم دے رکھا ہے۔]

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ذکر کثیر کا کیا مطلب ہے؟ کیا یہ نماز کے بعد قہوڑی دیر ذکر کر لیا کریں؟ یا صبح و شام ذکر کیا کریں یا آخر ذکر کریں کہ تمک چائیں؟ آخر کیا کریں؟ اس آیت کے تحت مفسرین میں سے حضرت علامہ ”ذکر تشرینی تعریف“ یوں بیان کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

”الذی بدکروہ اللہ فیما ر فعدوا و عنی حربہ ای باللیل
والنہار فی البر والبحر والسمو والحضر والعی والفقیر والممرض
والصحة والنور والعلامة“

[وہ لوگ کھڑے بیٹھے اور لیٹے اللہ کو یاد کرتے ہیں یعنی رات میں اور دن میں۔ سنگلی میں اور جڑی میں، سفر
میں اور حضر میں، فلاح میں اور فخر میں، مرض میں اور صحت میں، غلام میں اور حریت میں، ا
لیاذا کہ تو پھر ذکر قلبی اور ذکر خفی ہی ہو سکتا ہے نہ ہر حال میں لایا جاسکے۔ پس معنوی ہر حال
قرآن پال میں ذکر کثیر کا بد حکم دیتا ہے اس کی تفسیر ذکر قلبی، ذکر خفی یا سواد فی اصطلاح میں
وقوف قلبی ہی ہے۔ اس کو کرنے کا قرآن مجید میں حکم دیا گیا ہے۔ اور مبارک تفسیر ہے۔
”واذا کوردک کتبوا و سبح بالعمی والابکان“ (آل عمران: 41)

[اور یاد کر اپنے رب کو کثرت سے اور سبح اے شاہ اس کی تسبیح کرتا۔]

پس بہت ہر اکہ وقوف قلبی کر لے کیسے قرآن مجید میں صراحت فرمایا گیا ہے۔ خوش نصیب ہیں
وہ حضرات جو اس کو سیکھنے کے لئے مشکل مقام کی سرپرستی میں وقت گزارتے ہیں۔

اماریت سے دل نکل

ارشاد نبویؐ ہے:

”عن نبی معبدہ بنہ منہل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای العباد
افضل درجۃ عند اللہ یوم القیامۃ قال لہذا کثروا اللہ کثرا۔ قیمت یا
رسول اللہ و من العباد فی سبیل اللہ قال لہ ضرب سببہ فی
الکفار والمشرکین حتی ینکسروا یختضبوا ما کان اللہ کثرون
افضل منہ درجۃ“

”میں نے از خود پیچھے سے دیکھا کہ کیا کثرت سے اللہ کا ذکر کیا جائے۔ اور یہ لوگ کثرت سے اللہ کا ذکر کیا
جوکے اللہ سے قربان رہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اور یہ لوگ جلد کرتے ہیں“ فرمایا:

کہ اگرچہ ہرگز نگار اور مشرکین پر نگار چڑھتا رہے یہاں تک کہ وہ نگار ٹوٹ جائے اور خون آلود ہو جائے پھر بھی زاہدین کا درجہ اعلیٰ ہے]

اس حدیث پاک میں ذکر کثیر کرنے والوں کی فضیلت کتنی وضاحت سے بیان کی گئی ہے۔ آئیے اب حدیث نبویؐ سے بھی اسکی دلیل ڈھونڈیں تو ایک روایت میں ہے۔

”عن عائشۃؓ کان رسول اللہؐ ینزل کبر اللہ علی کل احیاء“

[”میدادِ نوحہ“ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر لمحے اللہ آؤ کر رہتے تھے۔]

اس حدیث پاک میں کمال احیاء (ہر لمحے) کا لفظ گرامی دے رہا ہے کہ یہی ذکر قلبی، ذکر قلبی ہے۔ پس آپؐ کی عبادت مبارکہ اور سحت بیضاء بعد وقت یا رات میں مشغول رہنا حق۔ مشائخ نظام اسی کی ابتداء کیلئے سالکین طریقت کو وقف قلبی کی مشق کراتے ہیں۔ اگر انسان کا معاملہ ”دست بکار دل بزار“ [تھو کام کج میں دل اللہ کی لا مشا] کے مطابق ہو جائے۔ وقف قلبی یہ ہے کہ انسان ہر وقت اپنی توجہ دل کی طرف اور دل کی توجہ اللہ کی طرف رکھے اور اپنے سینے چلتے پھرتے ہر گھڑی ہر آن دل میں رکھے یہ وہی دل کہ میرا دل اللہ اللہ اللہ کہہ رہا ہے۔ یہی سہرہ چار نیات و احوال کا فناء ہے۔ پس ثابت ہوا کہ وقف قلبی کی تعلیم قرآن و حدیث کے عین مطابق ہے۔

2۔ فکر (مراقبہ) :- مراقبہ مانو اے رقیب سے، دُش کے معنی ہیں مخطر، تمہارا، یا سہارا جیسے لہر لگا کر لیا گیا، ان اللہ کان علیکم وقباً“ [الاحزاب: ۵۲] اور جب اللہ تم پر نگرین ہے [تصوف کی اصطلاح میں مراقبہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ سے لو لگا کر بیٹھنے کو۔ پس سالک جب مراقبہ کرتا ہے تو وہ مادی دنیا سے یک سو ہو کر، یک رو ہو کر، قلب رو ہو کر، بالخصوص کریمہ ہوتا ہے۔ سنگھوں کو بند کر لیتا ہے۔ سر کو جھکا لیتا ہے اور تھوڑی دیر کھینچے یہ سوچتا ہے کہ نہ زمین، نہ آسمان، نہ انسان، نہ حیوان، نہ شیطان کچھ بھی نہیں ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی رحمت، رحمی ہے اور میرے دل میں جاری ہے۔ میرے دل کی ظلمت، سیاہی اور ہو رہی ہے اور میرا دل اللہ اللہ اللہ کہہ رہا ہے۔ شروع شروع میں سالک کامل ذکر کی طرف متوجہ نہیں ہوتا جیسے ہی سر ہٹایا دنیا کے خیالات و دوسلوں نے بھوم کیا۔ شکل مشہور ہے ”کل اناء بستر نزع

بمعا فیہ "اگر ہر روز میرے وہی کچھ اٹھتا ہے جو میں میں اوتا ہے [دل میں دنیا بھری ہونے کی کتنی واضح دلیل ہے کہ سرتہ بھکا یا، دلہی کی خاطر کھڑے بن خیاالات نگ کرنے لگیں۔ سالک اس بات سے گھبرانے کی ضرورت نہیں بلکہ یہ سوچنے کی ضرورت ہے کہ مجھے تو بہت محنت کرنی چاہیے۔ اگر دل میں ایسی کچھ لے کر آئے گا تو میری کتنی روحانی ہوگی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: "وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُورِ" (الاحقاف: آیت 10)

[جو چیزیں دل میں مگائیں گے]

اور "یوم تسلی المسواقی" (المحارِق: آیت 9)۔ اور دن 7 بجے کھلی دیے جائیں گے]

سالک مراقبہ میں بیٹھے وقت جب یہ سوچتا ہے "اکنون کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت "ری ہے تو صیغہ پاک ۱۲ عند ظن عبدی ہی "ا میں بندے کے ساتھ اس نے کون سے مطلق سہلہ کرتا ہے ا کے مطلق رحمت دن میں آ جاتی ہے۔ بالفرض پہلے دن سارا وقت دنیا کے خیالات آنے لگا ایک لمحہ اللہ کا خیال آیا تو دوسرے دن دنیا کے خیالات فوجا کم آئیں گے۔ تیسرے دن اور کم۔ حتیٰ کہ وہ وقت آئے گا کہ جب سر ہٹائیں گے تو فقط اللہ کا دھیان رہے گا۔ دنیا کبھی دل سے نکل جائے گی۔

دل کے تپنے میں ہے تصور بار

جب زرد گردن بھٹائی دیکھ لی

مراقبہ کے دوران بعض سالکین پر لوگھ سی طاری ہو جاتی ہے۔ یہ "اف یعنیکو التسعاس" [آپ تہا سے اب اور تہا طاری کر دی تھی] کے صدائق کسب فیض کی علامت ہوتی ہے۔ گھبرانے کی ضرورت نہیں، رتی ہوئی رہتی ہے۔ سالک کی مثال مرغی کی مانند ہے جو اندرون پر چڑھ کر اڑتی ہے۔ ابتدائ میں جو اللہ سے جھڑکی کرتا ہے ہلن محسوس ہوتے ہیں ان میں جان پڑتی ہے حتیٰ کہ چوں چوں کرتے چوڑے نکل آتے ہیں۔ اسی طرح سالک کو ابتدا میں اپنا دل جھڑکی مانند نظر آتا ہے لیکن مراقبہ میں بیٹھ کر ذکر کی حرارت پہنچانے سے وہ وقت آتا ہے جب دل اللہ اللہ کرنا شروع کر دیتا ہے۔ ظاہر میں یہ عمل متناہک بھٹکا یا، سالک ہے اس کا اثر اللہ ہی زیادہ ہے۔ چند دن مراقبہ کی پابندی کرنے سے تو یہ حالت آ جاتی ہے کہ

۔ دل ڈھونڈتا ہے پھر وہی فرصت کے رات دن
 بیٹھے رہیں حضور پلٹاں کے ہوئے
 یاد کا یہ طریقہ عاشقوں کا طریقہ نہیں بلکہ محبوں کا طریقہ ہے۔ عاشق تو تہ و زاری اور غم و
 فریاد کرتے ہیں۔ بلکہ محبوب نقادوں میں یاد بناتے ہیں۔

۔ وہ جن کا حشر صلاہ ہے وہ کب فریاد کرتے ہیں
 یوں پر سر قاسمی دلوں میں یاد کرتے ہیں
 اس طریقہ ذکر کے واضح دلائل قرآن و حدیث میں موجود ہیں۔

قرآن مجید سے دلائل :- ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَاذْكُرْ بِنَفْسِكَ نَفْسُكَ تَصْرَعُ وَ خَبِثَةٌ وَ دُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ"

(الاعرافہ: آیت 205)

[پور ذکر کو اپنے رب کا اپنے نفس میں گڑ گڑاتے ہوئے خبیثہ طریقہ سے مگر کوئی آواز سے نہیں آ
 مفسرین نے "نفسی نفسک" کا مطلب "اسی نفسی لہذیکہ" کیا ہے۔ یعنی اپنے دس میں
 اپنے رب کا ذکر کرو۔ نرے کی بات یہ ہے کہ دائر امر کا صیغہ ہے گویا حکم دیا جا رہا ہے کہ ذکر کرو
 اپنے رب کا۔ اگر اس حکم کی تعمیل میں مشائخ روزانہ ذکر و مراقبہ کریں تو اسے حکم کی تعمیل کہا
 جائے گا یا یہ عت؟ ذاکرین پر اعتراض کرنے والے ذرا صنفے دل و دماغ سے سوچیں۔

۔ غم کا ہم جنوں پڑ گیا جنوں کا غم

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

ویسے بھی "نفسی نفسک" کا ترجمہ اپنے دل میں اپنے دھیان میں اپنی سوچ میں ہی کیا جا
 سکتا ہے اپنی زبان سے تو نہیں کیا جاسکتا۔ مراقبہ پر تنہی کرنے والوں کیلئے یہ نیت یہاں زمین کا
 درجہ رکھتی ہے۔ معارف القرآن میں حضرت سلتی لہ شفیع" فرماتے ہیں کہ اس آیت میں
 "تصرعاً و خبیثہ" سے ذکر قلبی اور "دُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ" سے ذکر لسانی مراد
 ہے۔ اس سے ایک تو ذکر قلبی کا ثبوت ملا اور مراد ذکر قلبی کا ذکر لسانی پر مقدم ہونا ظاہر ہوا

②۔ بعض باقدین کو یہ کہتے سنا گیا کہ ذکر قلبی قرآن سے کمال ثابت ہے؟ پہلی بات تو یہ کہ ہرچیز کا قرآن سے حجت ہونا ضروری نہیں اگر ایسا ہوتا تو حدیث کی کوئی ضرورت نہ ہوتی تھی۔ قرآن کافی قلعہ بلکہ پھر تو صاحب قرآن کے آنے کی بھی ضرورت نہ تھی۔ نہ کل علیہ السلام کتاب رلے آئے اور پس ”یعبسکم دینکم“ اور ”مظاہر ہو جائے۔ ہرچیز کو قرآن سے عطا شدہ کمال معلوم نہیں حدیث پاک کو دیا جھگڑے ہیں؟ ملتا ہے ایسی مثالوں کی، بعض اور کو انکی تفصیل قرآن پاک سے نہ ملتی ہے۔ لہذا اب صرف حقائق کی دلیل تلاش کرنا باقی رہ گئی ہے۔ فی یہ تو تھا انہی جواب۔ اب تحقیقی جواب کی طرف آئیں۔

ارشاد پروردگار تعالیٰ ہے:

”وَلَا تَطْعَم مِمَّا اسْعَفْت قَعْبَهُ عَنِ ذَا كُفْرًا“ (آیت: ۲۸)

اور اس میں دعوت، اور جس کو کفر نام لگائی ہے اس سے کھانا نہ کھاؤ

اس آیت میں ”اسعم“ دیکھیں ہے کہ اس کی لغات نہ کریں اس کے الٹا دیکھیں اس سے کھانا نہیں۔ دوسرے لغات میں اس کی دعوت کریں جس کے دل میں دوسری بات ہے۔ ذکر قلبی کے ثبوت میں اس سے اس کے دل میں کھانا نہیں دیا۔

اس آیت میں ”قَعْبَهُ“ یہ دوسری ہے گواہی بخیر

③۔ ارشاد پروردگار تعالیٰ ہے:

”وَاذْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ وَتَسْلُبْ لَكَ سَبِيلًا“ (آیت: ۱۸)

”اپنے رب کا ذکر کرو اور نام لکھو“ اس آیت میں ایک کے ہر ہوا

اس آیت مبارکہ میں دو باتیں کا حکم دیا گیا ہے۔

(۱) اپنے رب کے نام کا ذکر کرو۔ یہاں قابلِ غور بات یہ ہے کہ یہ نہیں کہ کیا رب کا ذکر کرو۔ ظاہر یہ بھی کہ دیا جائے تو اپنی خاطر رب کے نام کا ذکر کرو، مطلب یہ ہوا کہ رب تو معانی نام ہے۔ یہاں ذاتی نام ”اللہ“ کا ذکر کرنے کا حکم ہے۔ چنانچہ لفظ ”اللہ“ کا ذکر کرنا رب کے نام کا ذکر کرنا ہوا۔ پس آیت ہر ایک قرآن مجید میں لفظ ”اللہ“ کا ذکر کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(۱۱)

اس اللہ کی طرف ”قبیل“ اختیار کر۔ ”قبیل“ کہتے ہیں محبوب کی خاطر ہوا سے اختلاص اختیار کرنے کو۔ گویا چاہتے ہیں مخلوق سے توروں اور رب سے جولو۔ یہ اختلاص عن المخلوق جیسے شہنائے توفیق ہونے سے رہا، اس نیکے کچھ نہ کچھ تو کرنا چاہیے گا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا کریں؟ مشائخ عظام نے اس کا آسان حل بتا دیا کہ روزانہ کچھ وقت تلاوت کر کے یک سو ہو کر یک روز سو کر بیٹھ جاؤ۔ آنکھوں کو بند کر لو اور بند کرتے وقت یہ سوچ کہ آج تو میں اپنی مرضی سے آنکھیں بند کر رہا ہوں، ایک وقت آئے گا کہ یہ بیٹھ کھینچے بند ہو جائیں گی۔ اس سے دنیا کی بے ثباتی دل میں بیٹھنے لگی اور مخلوق سے کٹ کر خالق حقیقی سے جڑنے کا داعیہ پیدا ہو گا۔ اگر طبیعت چاہے تو سر پر کپڑا ڈال لو اور یہ سوچ کہ آج تو اپنی مرضی سے سر پر کپڑا ڈال رہا ہوں ایک وقت آئے گا کہ مجھے کفن پر بندنا چاہئے گا۔ اس سے ”قبیل“ کی کیفیت میں مزید اضافہ ہو گا۔ روزانہ دس بند رہ سنت، آدھا نعل اس طرح بیٹھنے سے یہ ستر راج ہو تا جائے گا۔ پانی کا قطرہ دیکھنے میں کتنا نرم ہوتا ہے لیکن کسی پتھر پر متاثر کرتا رہے تو ان میں بھی سوراخ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح انسان اگر روزانہ اس حالت میں بیٹھ کر اللہ اللہ کا ذکر کرے تو ایک وقت آتا ہے کہ اللہ کی یاد دل میں اپنا راستہ بنا لیتی ہے۔ یہ ساری کیفیت مراقبہ کھاتی ہے اور یہی اس آیت کریمہ کا مقصد ہے۔ اس مشق کا نام ”قبیل“ دیکھیں، مراقبہ دیکھیں، عویدہ دیکھیں مگر اس حقیقت سے غافل نہیں کہ اس کا قرآن پاک میں حکم دیا گیا ہے۔ واجب ہوا کہ مراقبہ قرآن پاک کی تعلیمات کے عین مطابق ہے۔

احادیث سے دلائل :- بخاری شریف میں کھیف کمان بلاء الوحی کے باب میں مذکور ہے کہ نبی علیہ السلام نزول وحی سے پہلے کئی کئی دن کا زانوئے کمرہ حرامیں وقت گزارتے تھے۔ اس وقت نہ تو نماز تھی، نہ قرآن تھا، نہ روزہ تھا، پھر وہاں بیٹھ کر کیا کرتے تھے؟ محدثین نے لکھا ہے کہ اگر اللہ میں ایسا وقت گزارتے تھے، مخلوق سے ہٹ کر اللہ سے ملائے کا ہم مراقبہ ہی تو ہے۔ مشائخ اسی سنت کو زہدہ کرتے ہیں۔ اگر کوئی صاحب احتیاض کریں کہ یہ تو اعلان نبوت سے پہلے کی بات ہے تو جیسے اعلان نبوت کے بعد کافر بن کر پیش کیا جاتا ہے۔

”عس اسی ہریرۃ“ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیسما
 یدکر عن ربہ تبارک و تعالیٰ اذ کرفی بعد العصر و بعد المغرب
 ساعة اکفکھما بینھما الخرج محمد کذا فی الدرر

۔ حدیث قدسی میں ہے کہ جن تعالیٰ شانہ نے حضور ﷺ کو علم فرمایا کہ عصر اور فجر کے بعد یہ دو گزراؤں
 میں دو وقتوں کے درمیان کی میں کلمت لکھی گا

مشائخ اہرام صبح و شام اسی مراقبہ ہی کا وہ محمد دیتے ہیں۔

درج ذیل میں مذکور مراقبہ نے متعلق المذہب بھی جیسے جیسے اسے سوالات کے جوابات طلبہ کئے
 جاتے ہیں۔

سوال نمبر ۱ :- ذکر کا لفظ قرآن پاک کیلئے بھی استعمال ہوا ہے تو کیا یہ ستر نہیں کہ جہاں ذکر
 کرنے کا علم ہے وہیں قرآن پاک کی تلاوت مراد لے لی جائے؟

جواب :- ”نو کہ ذکر کا لفظ قرآن پاک کیلئے بھی استعمال ہوا ہے تاہم قرآن پاک کی تلاوت اور
 ذکر اللہ دو مستقل الگ عبادتیں ہیں۔ طہائی شریف کی روایت ہے:

”فی حدیث طویل لاری در وصیك بنفوی اللہ فابہ راس الامر کلہ
 و عنیک بتلاوہ القرآن و ذکر اللہ فابہ ذکر لک فی السماء و نور
 لک فی الارض“ جامع معجم بروایت طہائی

ایک طویل حدیث میں ہے کہ ”وہی خدایا! میں نے اپنے رب سے کہا کہ میں تمہیں تعزلی کی رحمت
 کرنا چاہوں تو تم نے یہ جواب دیا ہے اور تمہارے اوپر تلاوت قرآن اور اللہ کا ذکر لازم ہے۔“ (ظہار و
 تہذیب کے اہل علم میں ذرا اور فرق میں فرق ہے۔)

اس حدیث پاک میں تلاوت قرآن اور ذکر اللہ کا حکم دیا گیا ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ دو مستقل
 الگ الگ عبادتیں ہیں لہذا جس ذکر اللہ کا علم ہے وہیں تلاوت قرآن مراد نہیں لی جاسکتی۔

سوال نمبر ۲ :- مشائخ اہرام سوالات جانتے ہیں وہ صبح و شام کرنے ہوتے ہیں کیا ان کی کوئی
 وجہ بھی ہے؟

جواب :- جی ہاں ارشاد باری تعالیٰ ہے :

”وَإِذَا كُورِكُنَا كُنْجِرًا وَمِنْجِعًا بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ“

[وہ کہہ کر اپنے رب کا نعت سے اور صبح و شام میں کی تسبیح کہے گا]

اس آیت میں دعائت کے ساتھ صبح و شام تسبیحات کرنے کا حکم موجود ہے۔

سوال نمبر 3 :- کیا لیٹ کر بھی مراقبہ کیا جاسکتا ہے؟

جواب :- جی ہاں کہ شش قوی ہی ہو کہ بالرب بیٹھ کر مراقبہ کریں۔ کوئی ضرر یا بیماری وغیرہ کا ہو تو

لیٹ کر بھی مراقبہ کر سکتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

”الَّذِينَ يَدْعُونَ إِلَهُ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ“

[آل عمران: 191]

اس آیت میں ”جنوبہم“ کا لفظ نماز ہے کہ لیٹ کر بھی اللہ کو یاد کرنا جائز ہے۔

سوال نمبر 4 :- بعض لوگ مراقبہ میں اچھلتے کودتے ہیں کیا یہ جائز ہے؟

جواب :- جذب میں آہنا قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ چنانچہ کسی آیت میں ”عَصَا“

”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کے الفاظ ہیں تو ہمیں ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کا معنی ہے۔ کسی

حدیث میں ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کا بیان اس کی دلیل پیش کرتا ہے۔ مشائخ کافرانہ ہے کہ

ساک حتی الوسع اپنی کیفیات کو ضبط کرے اور اگر بے قابو ہونے لگے اور کسی صورت قرار

آئے تو مراقبہ فسخ کر دے یہی اولیٰ ہے البصحا کو دنا محمود نہیں ہے۔

سوال نمبر 5 :- ذکر سے ترقی زیادہ ہوتی ہے یا فکر سے؟

جواب :- مالک کیلئے پہلے ترقی ذکر سے ہوتی ہے حتیٰ کہ مالک کو خائف نفس نصیب ہوتی ہے

اس سے آگے ترقی فکر سے ہوتی ہے۔ اس کے بعد وہ مرحلہ آتا ہے کہ مالک کی ترقی نہ کرے

ہوتی ہے نہ فکر سے بلکہ محض غناہت خداوندی سے ہوتی ہے۔

سوال نمبر 6 :- قلب جاری ہونے کا کیا مطلب ہے؟

جواب :- عوام الناس کے نزدیک قلب میں نبض کی مانند نرم مگر تیز حرکت کا محسوس ہونا قلب کا جاری ہونا کہلاتا ہے۔ اور خواص کے نزدیک قلب کا جاری ہونا یہ ہے کہ قلب جو ارج پر جاری ہو جائے یعنی اعتناء و اوجارح پر قلب کا کنٹرول ہو جائے اور وہ شریعت و سنت کے مطابق استعمال ہوں۔

سوال نمبر 7 :- امام ابن قیمیہؒ نے اپنی کتاب ”العبودیت“ میں لکھا ہے:
”ذکر اسم ذات“ اللہ غنہ ”بغیر دوسرے نکتہ سے مرکب کئے بدعت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی کو اسم مفرد کے ذکر کا حکم نہیں دیا۔ اور نہ ہی سلطانوں کیلئے کوئی اسم مفرد مجاز مشروع کیا ہے۔ اسم مفرد مجہود مفید اعلان نہیں ہو سکتا۔ اعلائیات نبویؐ سے جملہ مرکب کی تعلیم بدعت ہے مثلاً سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر۔ کیا یہ تحفک نہیں ہے؟

جواب :- دلیل [1 :- ”سبحان اللہ“ جملہ مرکب نہیں بلکہ مضاف، مضاف الیہ ہے۔ پناہی تفسیر بیضاوی میں ”سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا“ کے تحت لکھا ہے۔
”سبحان مصدر لا ینکاد ینعمل الا مضافاً منصوباً باضمار فعلہ“ [سبحان مصدر ہے۔ یہ ہمیشہ مضاف امر منصوب ہو کر مشتمل ہوتا ہے اور اس کا فعل ہمیشہ مقدر ہوتا ہے۔ واللہ سبحان اللہ کے ساتھ سمکت یا اس کی نفس پوشیدہ سمجھا جائے گا۔
اس قبیل کے سامنے رکھ کر ہم کہتے ہیں کہ اسم ذات منافی ہے اور اس سے حرف ندا حذف کرنا جائز ہے۔ قرآن پاک میں اس کی دلیل یوسفؑ عرض میں ہوا ہے۔ کافہ میں منافی کی تعریف اس طرح کی گئی ہے:-

”هو المطلبوب اقباله بحرف ن کب و سائب ادعوا“

[منافی وہ ہے جس کا درپردہ ہوا مطلوب ہے ایک حرف کے واسطے جو لفظ ”ادعوا“ کا آخر تمام ہے۔ میں ”اللہ“ درحقیقت ”ادعوا للہ“ میں نرا کام نام بن جاتا ہے]

دلیل 2 :- کلام عرب میں جملہ اسمیہ میں کبھی کبھی جہدا کو ذکر کر دیا جاتا ہے جہد خبر محذوف ہوتی ہے۔ یہی بھی اللہ کا لفظ مبتدا ہے اور خالق، رازق، قادر وغیرہ خبر محذوف ہے۔

گفتہ ہے کہ امام ابن عربیؒ کسی عنوان پہ لیتے ہوئے روحانی میں یہ اعتراض کر گئے ہیں ورنہ مگرچہ بالا دلائل کے بعد کسی اصول کی محجاش نہیں رہتی۔

دلیل 3 :- کئی قرآنی آیات سے ذکر اسم ذات بلا ضم ضمیمہ کا ثبوت ملتا ہے۔ مثلاً:

1- "وَإِذْ كَرَّاسِمَ رِبْكَ بَكْرَةً وَأَهْبَلًا" (الہمزمہ آیت 25)

2- "وَإِذْ كَرَّاسِمَ رِبْكَ وَنَسْتَ الْيَمِ نَسْبِلًا" (الزمرہ آیت 8)

لہذا آیات مبارکہ میں رب کے نام کا ذکر "وَإِذْ كَرَّاسِمَ رِبْكَ" کرتے کا حکم ایسا ہے۔ مگر کوئی شخص چونکہ کہ رب کا یہ کیا ہے؟ تو کہتا جائے گا۔ "اللہ"۔ علم کلام کی تمام کتب میں اللہ تعالیٰ کے اسم ذات کے بارے میں ہے:

"اللہ ... اللہ علم لذات التوحید الوجود المستجمع لجميع الصفات الكمال المنسرد عند النفس" (الذوال)

| غلط فہم ہے اس ذات کا نام 5 درجہ ضروری ہے در تمام مقامات کہی تو مہربان ہے اور نگہریوں اور میواسے ذات ہے]

مگر کیا آیات سے غلط فہم کا ذکر کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔ اسی کو ذکر اسم ذات کہا جاتا ہے۔ بالکل طریقہ اپنے پیچھے چلے جرتے پہ گزری ہر آن اسی ذرا میں مشغول رہتے ہیں۔ بقول حمید زحویؒ کی تحفہ توحید خلقی ہے۔ مگر فائز توحید سلیمان ہے کہ کوئی لوگیت کاٹنے سے کوئی میں روکتا نہ۔ اسی صفت محبوب کو محبوب کا ہم پیچھے سے کوئی نہیں روکتا۔ مزید وضاحت کیلئے محبوب و محبوب کے تعلق کا قرآن کے حوالے سے جانزداریا جاتا ہے۔

❖ — محبت ہے تو رکھ دینے والی نور شریعت ہے۔

"وَالْمُحِبِّينَ أَمَّا اللَّهُ حَبِيبًا لَهُمُ اسْمُ اللَّهِ" (سورہ ابراہیم 34)

❖ — محبوب کے حسن و جمال کی باطنی نظر محبت میں امتداد ہو۔

"إِذَا نَسَبْتَ عَلَيْهِمُ ابْنَانَهُ زَادَ فِيهِمْ اسْمًا" (سورہ ابراہیم 34)

❖ — محبوب کو محبوب کے سوا کوئی طلب نہ ہو۔

"ایس اللہ بکاف عہدہ" اس کی دلیل ہے۔

⑤ — محبوب کے ذکر سے دل کو غایت نصیب ہو۔

"لا ید کو نطہ فطمین القلوب" اس کی دلیل ہے۔

⑥ — محبوب کا ذکر کرتے ہی دل بھل اٹھے۔

"انفہیں اذا ذکر اللہ و جعلت قلوبہم" اس کی دلیل ہے۔

⑦ — جب محب کو محبوب کے ذکر سے روکا جائے تو وہ ساری دنیا کو لٹ مار کر پیچھے دھکیں

دے۔

"قل اللہ تم ذرہم لی عو ضہم بلعسوں" اس کی دلیل ہے۔

دلیل 3 :- مسلم شریف کی روایت ہے کہ نبی مایہ اسلام نے قیمت کے متعلق فرمایا:

"لا تقوم الساعة حتی یقبل اللہ الہ"

| قیمت قائم نہیں ہوگی جب تک کہ اللہ کا جہاد نہ ہو۔

اگر مغرور مجبور اسم کا ذکر جائز نہ ہو، تو نبی علیہ السلام بھی فقط ایک ہی مرتبہ اللہ کا لفظ لیتے۔

دو مرتبہ اللہ اللہ کہتا آرام نامہ کے مشرور اور سفید بھلن ہونے کی نحوں نبوی دلیل ہے۔

عقلی دلیل :- جب کسی سے محبت ہو تو اس کا نام سنتے ہی محب ٹپ اٹھتا ہے۔ عقلی مضامین

ح۔ اک دم بھی محبت چھپ نہ سکی بس ہوا کسی نے یہ لیا

جس طرح محبوب کا نام سنتے سے گلوں میں رس کھل جاتا ہے اسی طرح محبوب کا نام

سے دل کو سکون و آرام ملتا ہے۔

۔ "تغنی تہذیب" ہے، بیت تیرے نام کے ساتھ

غیدہ کاٹوں پہ بھی تجائی ہے آرام کے ساتھ

ملک بس بار بار اسم ذات کا ذکر کرتا ہے تو اس کے انگ انگ میں محبت الہی کی مستی چہر چائی

ہے۔

۔ اللہ اللہ میں چہ شیریں است یہ شیر و شکر می شود بہ نام تمام

[مذہب کٹر میں ام ہے کہ اس کو اپنے سے میرا ہن بٹے دودھ کی مانند ہو گیا]

دبا یہ اعتراض کہ قطہ اللہ اللہ کے نام کی ملا جھپٹے میں کیا فائدہ اور اس کو رٹنے کا کیا مطلب۔۔۔ تو عرض ہے کہ

۔ ام رنیں کے گرجے مطلب ہم نہ ہو

ام تو عاشق ہیں تھارے نام کے

(3) درد شریف :- یہہ لعلات اور معدن العطاات نبی کریم ﷺ کے امت پر اس قدر احسانات ہیں کہ نہ قرآن کا حق ادا ہو سکتا ہے نہ ہی شمار ہو سکتا ہے۔ لہذا اساتذہ کرام اللہ کی اور محبت و اخلاص سے درد شریف پڑھے وہ کم ہے چہ جائیکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف و کرم سے اس پر سینکڑوں اجر و ثواب عطا فرمائے۔ نبی اکرم ﷺ پر درد جبینہ لولیاے کرام کا صبح و شام کا معمول رہا ہے۔ دلائل و افشاءل کے لئے نیاات و احلیث اکثر ہیں۔ اختصار کی وجہ سے چند ایک درجہ فرمایا۔

قرآن مجید سے دنا کل :- ارشاد ہادی تعالیٰ ہے :-

”ان الله و ملتكمه بصلون على النبي۔ يا ايها الذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما“ (اعزاب: 56)

[بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں اسی علیہ ﷺ پر۔ اے ایمان والو! تم بھی آپ ﷺ پر درد بھیجا کہ اور خوب سلام بھیجا۔]

اس آیت شریفہ کو ”ان“ کے لفظ سے شروع فرمایا گیا جو نصرت و تائید کی دلیل ہے۔ مزید برآں مضارع کا صیغہ استعمال کیا گیا جو استمرار و تکرار کی دلیل ہے۔ مفہوم یہ ہوا کہ یہ فعلی چیز ہے کہ اللہ اور اس کے فرشتے بیش درد بھیجتے رہتے ہیں نبی اکرم ﷺ پر۔ اس سے بڑھ کر عزت افزائی کیا ہوگی کہ اللہ تعالیٰ نے درد جبینہ کی نسبت پہلے اپنی طرف کی ہر فرشتوں کی طرف ہر مومنوں کو حکم دیا کہ تم بھی درد بھیجو۔ احسان کا بدلہ چکانا و کلام خلاق میں سے ہے اور نبی کریم ﷺ در سے محسن اعظم ہیں پس اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کی منکات کا طریقہ بتا دیا۔ نبی کریم ﷺ کی شان نبوت کا محجب عالم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کلمہ شہادت میں آپ ﷺ کے نام کو چنے ہر کے

ساتھ ذکر فرمایا۔ آپؐ کی اطاعت کو اپنی اطاعت کے ساتھ۔ آپؐ کی محبت کو اپنی محبت کے ساتھ اور آپؐ پر درود کو اپنے درود کے ساتھ شریک فرمایا۔ حضرت شلہ عبد القادرؒ لکھتے ہیں:

”اللہ ہے رحمت مانتی اپنے ظہر پر اور لوگوں کے ساتھ ان کے گمراہ پر جی تولیت رکھتی ہے۔ ان پر ان کی شان کے کوئی رحمت اتارتی ہے اور مانگے والے پر ایک دفعہ مانگے سے دس رحمتیں اتارتی ہیں۔ اب جس کا ہمتا بھی کی ہو ہے انا حاصل کرے گا۔“

علامہ سخاویؒ نے قول بدیع میں امام ذہبؒ العابدینؒ سے نقل کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا اہل سنت و آلہ کی فضیلت ہے۔

احادیث سے دلائل

نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے۔

”عن ابی ہریرۃؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من صلی علی صلوۃ واحدة صلی اللہ علیہ عشرين مرة“ برواہ مسلم و ابوداؤد
[حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھے اللہ جل شانہ اس پر دس دفعہ صلوٰۃ بھیجتا ہے۔]

① — جبرانی کی روایت سے یہ حدیث نقل کی گئی ہے کہ جو مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ درود بھیجتا ہے اور جو مجھ پر دس دفعہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر سو دفعہ درود بھیجتا ہے اور جو مجھ پر سو دفعہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی بیشمار رحمتوں پر مشرعاۃ من النفاق و براءۃ من النار لکھ دیتے ہیں۔

② — امام مستوفیؒ نے نبی اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جو کوئی ہر روز مجھ پر سو دفعہ درود شریف بھیجے اس کی سو عزائیں پوری کی جائیں۔ میں دنیا کی باقی آخرت کی۔ مثل تفسیر اسی لئے مانگتا ہوں عقیقت کو صبح و شام سو دفعہ درود ذیل درود پاک پڑھنے کی تلقین فرماتے ہیں۔ ”اللہم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد و بارک و سلم“ یہ درود پاک نہایت مختصر اور جامع ہے۔

① — علامہ "مکاشفہ" نے حضور اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ تین آدمی قیامت کے دن عرش کے سامنے ہیں ہوں گے۔ ایک جو مصیبت زدہ کی مصیبت بتائے، دوسرے جو میری سنت کو زندہ کرے، تیسرے جو میرے اوپر کثرت سے درود بھیجے۔ کثرت درود کے ثمرات میں سے ہے خطاؤں کا کفارہ ہونا، درجہت کا بلند ہونا، اعمال کا بڑی فراز میں تکرار ہونا، ثواب کا غلاموں کے آزلو کرنے سے زیادہ ہونا، فطرات سے نجات پانا۔ نبی علیہ السلام کی شفاعت نصیب ہونا۔ آپ کا گواہ بننا، عرش کا سایہ ملنا۔ حوض کوثر پر حاضر بننا نصیب ہونا۔ قیامت کے دن کی پیاس سے بچنا۔ پنا صراط پر سہولت سے گزرنے کا واسطہ بننا۔ جہنم سے فرار ہونا۔ حوض کوثر سے پہلے مقرب ٹھکانا دیکھ لینا۔ ثواب کا میں جلدوں سے زیادہ ہونا۔ ہمارے لئے صدقہ کا قائم مقام ہونا۔ ہمارے ہر برکت ہونا۔ پڑھنے والے کے پیچھے آکر پڑھنے کا مستحق ہونا۔ دشمنوں پر غلبہ ملنا۔ غلبہ سے بری ہونا۔ دل کا رنگ دور ہونا۔ لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا ہونا۔ جو شخص ساری دعاؤں کو درود بتائے۔ اس کے دنیا و آخرت کے سارے کاموں کی تکفیل ہونا۔ خراب میں نبی علیہ السلام کی نجات نصیب ہونا۔ مگر طریقہ کو چاہئے کہ صبح و شام محبت و ادب کے ساتھ بارگاہ نبوی میں درود کا ہر دم بھیجا کریں۔

بقول مصنف

بے لایہ سعی لیکن شلیہ وہ بُلا بھیجی

بھیجی ہیں درودوں کی مکہ ہم نے بھی سوغا بھی

درود شریف کے متعلق پڑھے جانے والے چند عمومی سوالات کے جوابات درج ذیل ہیں۔

سوال نمبر ۱ :- جب اللہ اور اس کے فرشتے نبی علیہ السلام پر درود بھیجتے ہیں تو پھر ہمارے درود کی کیا ضرورت ہے؟

جواب :- اہل انبیاء اکرم ﷺ پر درود بھیجنا اس وجہ سے نہیں کہ نبی علیہ السلام کو اس کی احتیاج ہے اگر ایسا ہو، تو اللہ تعالیٰ کے درود کے بعد فرشتوں کے درود کی بھی ضرورت نہیں تھی۔ ہمارا درود تو نبی اکرم ﷺ کی عظمت کے اظہار کے لئے ہے۔ مزید برآں اہل انبیاء

شریف پڑھنا تو ضرے اپنے گناہوں کا بخارہ اور درجہات کی بلند کی کا ذریعہ ہے۔

سوال نمبر 2 :- سنا ہے کہ ایک "بگوار" یعنی کے پڑے میں نبی اکرم ﷺ جو: سا چہ زائیں تے تو پلا اجھک یا نگاہ وہ کیسے؟

جواب :- اللہ تعالیٰ کے نزدیک اعلاص کی قدر ہے جتنا خاص زیادہ ہو گا اتنی وزن زیادہ ہو گا۔ حدیث اہلحد یعنی ایک غلام کا کاندھوں پر کل شلوت لکھا ہو گا۔ زنوے، ختم گناہوں کے ہو گئے اور وہ دفتر مستائے نظر تک پھیرا ہو گا اس پر غالب آ جائے گا۔ اس کی دلیل ہے۔

سوال نمبر 3 :- کیا درود شریف میں "صلی علی محمد" یا اصلی علی محمد پڑھ سکتے ہیں۔

جواب :- نہیں پڑھ سکتے۔ نبی اکرم ﷺ کی ذات بزرگات عیب سے پاک ہے بلکہ ہم سرپا عیوب و نقائص ہیں، پس ہو سرپا عیب ہو وہ سرپا پاک کی کیا شادی کر سکتے ہیں۔

~ ہزار بار یشویم دہن دھک و گلاب
ہزار نام تو گشتن لعل بے دلی است

لہذا "اللہم صل علی محمد" میں ہم اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتے ہیں کہ رب ظاہر کی طرف سے نبی ظاہر ﷺ پر درود و سلام ہو۔

سوال نمبر 4 :- کیا خد عورت درود پڑھ سکتی ہے؟

جواب :- حائض عورت اللہ تعالیٰ اور نبی اکرم ﷺ کا نام لے سکتی ہے۔ کلمہ پڑھ سکتی ہے درود اور استغفار پڑھ سکتی ہے، صرف قرآن پاک کی تلاوت نہیں کر سکتی۔ لہذا لے لکھا ہے کہ اگر کوئی مصلحت اپنی شکر و کرم اس حالت میں مستحق دینا چاہے تو قرآن کا ایک ایک لفظ جدا جدا کر کے پڑھائے مگر قرآن پاک کو تم نہ ٹکائے۔

سوال نمبر 5 :- کیا بے وضو درود شریف پڑھنا جائز ہے؟

جواب :- جائز ہے مگر پانچوں پڑھنا "صور علی نبی" ہے۔

سوال نمبر 6 :- نبی اکرم ﷺ پر جمعہ کے دن کثرت سے درود بھیجنے میں کیا حکمت ہے؟

جواب :- بعض احادیث میں آیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ جمعہ کے دن اپنے والد کی پشت سے لہا کے پیٹ میں تشریف لائے۔ نبی اکرم ﷺ جس طرح نبیوں کے سرور ہیں جمعہ کا دن باقی دنوں کا سرور بنا۔ پس جمعہ کے دن درود کی کثرت کو مناسبت ہوئی۔

سوال نمبر 7 :- درود ابراہیمی میں "اللھم صل علی محمد" کے ساتھ "کما صلیت علی ابراہیم" کہنا ظاہر کرتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فضیلت نصیب ہے۔

جواب :- عربی دان حضرات جانتے ہیں کہ "کما" کا لفظ کبھی اعلیٰ کے لئے استعمال ہوتا ہے کبھی ادنیٰ کے لئے۔ جیسے قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے "مثل نورہ کما شکوہ فیہا مصباح" (النور: آیت 35) [اس کے نور کی مثل اس فانی کی سی ہے جس میں چراغ ہے]۔ علامہ اللہ جل شانہ کے نور کو چراغوں سے کیا نسبت؟ حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں اس سوال کے دس جواب لکھے ہیں مکتوبات امام مجدد مملکت غانی میں بھی اس کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔

(4) — استغفار

روزانہ صبح و شام ایک سو مرتبہ استغفار پڑھنا، مشائخ تصبیح ایک غلبت مختصر اور جامع استغفار پڑھتے ہیں "استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اقرب الیہ" قرآن و حدیث سے اس کے دلائل درج ذیل ہیں۔

قرآن مجید سے دلائل

وہیل نمبر ۱ :- ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"استغفروا ربکم فم توبوا الیہ" (احزاب: آیت 52) تم استغفار کرو اپنے رب کے سامنے اور توبہ کرو اس نعمت کریمہ میں استغفار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ پس مشائخ تصبیح اسی حکم کی روزانہ تعمیل کرتے ہوئے غلبت نداشت سے استغفار پڑھتے ہیں اور یہی تعلیم اپنے

سا کچھ کو بھی دیتے ہیں۔

دلیل نمبر 2 :- حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا:

"لَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا - يُرْسِلَ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا - وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ إِبْرَاهِيمًا" (سورۃ نوح: آیت 10-12)

[میں نے دعا کی ہے کہ تم اپنے پروردگار سے مغفرت طلب کرو، بیشک بخشنے والا، انکی صفت ہے۔ وہ تم پر بارش مانس فرماتے ہیں اور بارش بھی برساتا ہے اور مال و اولاد دے کر تمہیں بڑھاتے ہیں اور تمہاری خاطر غلات اور رسوں کا انتظام کر رکھا ہے]

دلیل نمبر 3 :- ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"مَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ" (الاحزاب: آیت 33)

[حق تعالیٰ آپ کی موجودگی میں ان کو عذاب میں نہیں دے گا۔ اور (ای طرح) جب وہ استغفار کر رہے ہوں تو بھی ان کو عذاب نہیں ہوگا]

اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں:

"كَانَ فِيهِمْ امْنَانٌ أُنْصِيَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْإِسْتِغْفَارُ لِمُذْهَبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَقِيَ الْإِسْتِغْفَارُ" (ابن کثیر جلد 2 صفحہ 312)

[امت میں عذاب سے بچنے کے لئے دو چیزیں تھیں: نبی اکرم ﷺ اور استغفار، نبی اکرم ﷺ تو اس دنیا سے رخصت ہوئے ابھی استغفار اب بھی باقی ہے]

دلیل نمبر 4 :- ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"كَانُوا قَدْ بَلَغُوا مِنْ الْجَهْلِ مَا يَهْجُمُونَ" (والا لاسحار هم يستغفرون)

(الذاریات: آیت 17، 18)

[یہ حضرات ان کو بہت کم سنے میں اور محروکے اوجھت میں مغفرت طلب کرتے ہیں]

احادیث سے دلائل

دلیل نمبر ۱:- بخاری شریف کی روایت ہے:

”عن ابی ہریرۃؓ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول
واللہ انی لا استغفر اللہ واثوب اللہ فی الیوم اکثر من سبعین مرۃ“
[حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے یہ حضور اکرم ﷺ نے
فرمایا۔ میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں یہ عمل دن میں ستر مرتبہ
سے بھی زیادہ جاتا ہے]

دلیل نمبر ۲:- تفسیر بیضاوی صفحہ 521 پر مرقوم ہے:

”وروی عنہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لا استغفر اللہ فی
الیوم والسبیلۃ مائۃ مرۃ“ (ازراۃ البخاری والتسلیٰ ذابن ماجہ)

[حضور ﷺ نے فرمایا: میں بعض اوقات اتنا اور رات میں سو مرتبہ بھی استغفر کرتا ہوں۔“]
محدثین نے لکھا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا روزانہ ستر مرتبہ یا سو مرتبہ استغفار پڑھنا اہم کار
عبودیت اور تقیم امت کے لئے عمدہ علاج ہے۔ آپ تو مجھے بخنائے تھے۔ ”لیعفولک اللہ
ما تقدم من ذنوبک وما تاخرا“ اس پر قوی دلیل ہے۔

دلیل نمبر ۳:- ”عن ابی سکر“ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
انہ قال: ”علیکم بلا الہ الا اللہ والاسْتَغْفَارُ لاکثر منہا فان الیس
قال اما اهلکث الناس بالذنوب واهلکونی بلا الہ الا اللہ
والاستغفار الی؟“ (تفسیر مظہری جلد 10 صفحہ 484)

”حضرت ابو بکر صدیقؓ حضور ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ”لا الہ الا
اللہ“ اور استغفار کی کثرت ضروری ہے کیونکہ اللہ نے گناہوں کو عیب سے نہ مکن کرتا ہے۔ نہ پاک کیا
ہے اور وہ مجھے ظالم اور استغفار سے پاک کر رہے ہیں۔

دلیل نمبر ۴:- علامہ ابن کثیرؒ اپنی تفسیر جلد 2 صفحہ 480 پر استغفار کے مطلق لکھتے ہیں:

"عن ابن عباسؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من لزم الاستغفار جعل الله له من كل فجرا ومن كل ضيق مخرجاً ورزقه من حيث لا يحتسب" (ابن ماجہ جلد 1 صفحہ 220)

حضرت ابن عباسؓ ہی اکرم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ جس نے استغفار پر دوام اختیار کیا حق تعالیٰ اس کو ہر غم اور تکلیف سے خلاص بنا دے گا اور اس کو ایسے طور پر رزق دیتے ہیں جس کا شمار کون بھی نہیں ہو سکتا۔

ویل نمبر 55 :- حضرت غلامیہ بن عبیدہ مفسر و اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"العبد آمن من عذاب الله ما استغفر الله عز وجل"

(ابن کثیر جلد 2 صفحہ 312)

یہ وہ جب تک استغفار کرتا رہتا ہے۔ عذاب خداوندی سے محفوظ رہتا ہے۔

پس سالک کو چاہئے کہ روزانہ استغفار پڑھتا اور اپنے گناہوں سے توبہ ناپ ہو تا ماضی کیجئے۔ "اكتفائي الشيم" میں لکھا ہے۔ اے دوست! تیرا توبہ کی امید پر گناہ کرتے رہنا اور زندگی کی امید پر توبہ کو سونپ کر دینا تیری عقل کا چراغ گل ہونے کی دلیل ہے۔

لہذا رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

"يا ايها الذين آمنوا تسوا الى الله توبة نصوحا" (التحریر: آیت 8)

[اے ایمان والو! حق تعالیٰ کی طرف کی جی توبہ اختیار کرو]

دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ:

"و توبوا الى الله جميعاً ايها المؤمنون لعلكم تفلحون"

(التور: آیت 33)

اے ایمان والو! حق تعالیٰ کی طرف رجوع کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

ائمہ کرام کا اجماع ہے توبہ کے واجب ہونے پر اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے لئے توبہ کے دروازوں کو کھلا رکھا ہے۔ حتیٰ کہ غرقہ موت آجائے یا پھر سورج مغرب کی طرف سے طلوع ہو

ہے۔

⑤ — ترمذی شریف کی روایت ہے:

”ان اللہ عزوجل یقبل توبة العبد ما لم یغفر“

[ان توبوں پر اللہ کے سرگرمی سے کلمے میں جہاں سے لکھی گئی توبہ کی توبہ قبول فرماتا ہے۔]

⑥ — مسلم شریف کی روایت ہے:

”من قات قبل ان یطلع الشمس من مغربها نأب اللہ علیہ“

[جو شخص کسی طرف سے توبہ کرے وہ نیک ہے جب تک سورج مغرب سے طلوع نہیں کرتا۔]

⑦ — پناہی توبہ کرنے والے کے گناہوں کو اپنی طرح بخش دیتا ہے کہ جیسے اس نے گناہ کیا ہی

نہیں۔

”الغائب من الذنب کمن لا ذنب له“

[گناہوں سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جس نے کوئی گناہ نہ کیا ہو]

⑧ — اگر اللہ تعالیٰ کو بار آورے تو نہ صرف گناہوں کو بخشتے ہیں بلکہ گناہوں کو نیکیوں میں

تبدیل کر دیتا ہے۔

”قلوبکم بیدل اللہ مہم حسنات“ [الفرقان: ۱۷۶]

[ہم تمہارے دل میں جن کی برائیوں کو حق تعالیٰ نیکیوں میں بدل دیتے ہیں۔]

⑨ — حضرت ابراہیم بن حصینؒ سے مسلم شریف میں روایت ہے کہ ایک مسکین نے اپنی گئی

توبہ کی کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”لقد نأب توبة نور قسمت بین سبعین من أهل المدينة لو سمعتم“

[اس شخص نے اپنی گئی توبہ کی ہے کہ اگر ستر آدمی جو مدینہ ہی کے رہنے والے ہیں۔ نصیم کر دیتے تو

نہیں کافی رہتا۔]

⑩ — روایت ہے کہ ایک آدمی صحرا میں سفر کر رہا تھا کہ ایک جگہ تک کر رہا تھا۔ جب جاگتا تو

دیکھا کہ اونٹنی کہیں چلی گئی ہے۔ غاش اسرار کے باوجود نہ ہی اتنی کہ اسے پیچھے ہو گیا کہ مجھے اس

صحرا میں شدت جو کہ وہاں سے سوت اُبلانے لگی۔ میں اس آدمی کے علم میں اونٹنی آگئی تو وہ

محض کہنے لگے "اللہم استعبدی وانا ربک" [یا اللہ تو میرا بندہ میں تیرا رب]۔
 "انخطاء من شدۃ الفرح" [وہ محض شدید خوشی کی وجہ سے غلہ کہہ بیٹھا۔ یعنی خوشی اس
 مسافر کو ہوئی اس سے زود خوشی اللہ تعالیٰ کو ہوتی ہے جب کوئی بندہ تو بہ تکب ہو آتا ہے۔

⑤ — بعض مشائخ سے منقول ہے کہ جب شیطان کو مرود بنا دیا گیا تو اس نے ملت، انجی
 "رب فانظر سی الی یوم یبعثون" [یا اللہ مجھے قیامت تک ملت دے دے] اللہ تعالیٰ
 نے فرمایا "فانک من المنظر سی الی یوم الوقت المعلوم" [یا تجھے وقت سیر
 تک ملت دی گئی] پس سوچنے کی بات ہے کہ اگر شیطان ملعون کو ملت مل گئی ہے تو امت
 محمدیہ کے جہنمگروں کو کیوں نہیں مل گئی۔

⑥ — تفسیر ابن کثیر جلد 4 صفحہ 178 میں لکھا ہے۔

"وفی رواية قال ابليس وعزتك وجلالك لا ازال اعونهم مادامت
 ارواحهم فی اجسادهم فقال الله عز وجل عزنی وجلالی لا ازال
 اغفر لهم ما استغفروا" سی

شیطان نے قسم کھا کر کہا کہ اے اللہ! میں تیرے بندوں کو بھلاؤں گا۔ "ولا تجدنا کنوهم
 شکوہ" (الاعراف: آیت 17) [اور آپ ان میں سے انہوں کو ممان اے والا نہ پاکیں گے]۔
 جب شیطان نے بکائے کی قسمیں کھائیں تو رمت خداوندی جوش میں آئی۔ فرمایا "شیطان! تو
 میرے بندوں کو درغلنے کی قسمیں کھاتا ہے اب میری بات بھی من لے۔ میرے بندے
 مستحکمائے بشریت گناہ کرتے رہیں گے کرتے رہیں گے۔ اگر موت سے پہلے پہلے تو بہ کریں گے تو
 "طبع عزی و جلالی" [مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم میں من لے گا میںں کو حلف کروں گا]۔

⑦ — ایک بوڑھے میاں کہیں جا رہے تھے کہ راستے میں چند نوجوان آپس میں بحث مباحثہ کرتے
 نظر آئے۔ قریب سے گزرنے لگے تو ایک نوجوان نے کہا بابا جی! میں ایک مسکے بتاؤ۔ ایک محض
 جس نے کوئی گناہ نہ کیا ہو وہ اللہ کے نزدیک افضل ہے یا وہ محض جو بڑا گناہگار ہو مگر اس نے سچی توبہ
 کر لی ہو۔ دونوں میں سے کس کے دل پر اللہ تعالیٰ کی خاص نظر ہوتی ہے۔ بوڑھے میاں نے کہا ہاں!

میں کپڑا بناتا ہوں میرے لیے بے دھامکے ہوتے ہیں، بے کوئی ٹوٹے تو میں اس کو گرہ لگاتا ہوں۔ تاہم اس پر نظر رکھتا ہوں کہ دو دربارہ نہ ٹوٹ جائے۔ ممکن ہے کہ جس جنگی رائے لکھا ہوں کی وجہ سے اللہ سے رشتہ ٹوٹنے کے بعد جی تو بہ سے گلاظہ پندھی اس کے دن پر اللہ کی خاص نظر رہتی ہو، کہ یہ بندہ کہیں پھر نہ ٹوٹ جائے۔ "سبحان اللہ"

❖ — فرمایا گیا کہ اے میرے بندے! اگرچہ تجھے گناہ آسمان کے ستاروں کے برابر ہیں، اگرچہ تجھے گناہ ساری دنیا کے درختوں کے پتوں کے برابر ہیں، اگرچہ تجھے گناہ ساری دنیا کی ریت کے ذرات کے برابر ہیں یا سارے سمندروں کی جھاگ کے برابر ہیں پھر بھی تجھے گناہ تھوڑے ہیں میری رحمت زیادہ ہے تو آقا تو بہ کر لے میں تیری توبہ کو قبول کر لوں گا۔ بلکہ یہاں تک فرمایا کہ اے میرے بندے! اگر تو نے توبہ کی پھر توڑ بیٹھا، پھر توبہ کی پھر توڑ بیٹھا، پھر توبہ کی پھر توڑ بیٹھا، صد بار اگر توبہ شکستی باز۔ اے میرے بندے تو نے سو دفعہ توبہ کی اور سو دفعہ توڑ بیٹھا، میرا در اب بھی کھلا ہے آقا توبہ کر لے میں تیری توبہ کو قبول کر دوں گا۔ سچ کہا گیا۔

"امعة مدنیة و دم عفوز" استغفر ہے اور رب کریم غفار ہے۔

(5) — تفاوت قرآن مجید

دو زبان ایک پارہ یا نصف پارہ قرآن پاک کی تلاوت کرنا۔

قرآن مجید سے دلائل

دلیل نمبر ۱:- ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"لَا تَقْرَءُوا الْقُرْآنَ حَتَّىٰ تَتْلُوهُ" (قرآن پاک کی تلاوت نہ کرو، جتن قدر تم سے ہو سکتی)

اس آیت کریمہ میں قرآن پاک کو پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اسی کی تعمیل میں مشائخ حضرات سالکین طریقت کو تلاوت قرآن پاک کی تلقین کرتے ہیں۔

دلیل نمبر ۲:- ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"الَّذِينَ آمَنُوا هُمْ أَكْثَرُ عِلْمًا" (القرآن آیت 121)

۔ جن لوگوں کو ہم نے کتاب عطا فرمائی ہے۔ وہ اسکی تلاوت کا حق لہا کر رہے ہیں آ

احادیث سے وائاکل

دلیل نمبر ۱:- طبرانی نے جامع الصغیر میں روایت نقل کی ہے کہ نبی علیہ السلام نے ایک صحابی کو نصیحت کی۔

”اوصیک بفقوی اللہ فانه راس الامرک وعلیک بتلاوة القرآن و ذکر اللہ فان ذکرک فی السماء و نورک فی الارض“

”میں تجھے خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں“ کیونکہ یہ قوم امور کی مڑ ہے۔ اور تلاوت قرآن نور دہک اللہ کو لازم رکھ۔ کیونکہ یہ آسمان میں نور دہک رکھتا ہے اور زمین میں تجھ کی ہدایت کا

دلیل نمبر ۲:- ایک حدیث حضرت ابو ذرؓ سے منقول ہے:

”عن ابی ذرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیک بتلاوة القرآن فانه سرور لک فی الارض و ذکرک فی السماء“

”قرآن دہک اللہ ﷺ سے“ تم پر تلاوت قرآن ضروری ہے۔ کیونکہ یہ تمہارے دل میں ہدایت کا سبب ہے اور آسمان میں یہ تجھ کو اللہ تعالیٰ سے ملانے کا سبب ہے۔

دلیل نمبر ۳:- عائشہؓ نے شعب النہج میں نقل کیا ہے:

”عن امیر عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان هذه المقلوب تصدء کما تصدء النجدۃ اذا اصابہ الماء قبل یارسول اللہ یجیہ وما جلاء ما قال کثرة ذکر السموات وتلاوة القرآن“

[قرآن نبی اکرم ﷺ نے ان لوگوں پر رحم فرما دیا ہے۔ جس طرح پانی گنے سے لہا دھک اور ہو جاتا ہے۔ عرض کیا کیا یا رسول اللہ ﷺ! تو تو مناف کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ آپ ﷺ نے فراموشی کا ذکر کثرت سے کیا اور تلاوت قرآن پاک عزت سے کروا

دلیل نمبر ۴:- امام ابو داؤد نے یہ حدیث نقل کی ہے:

”عن عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قام بمشور آیات لم یکن من العاقلین ومن قام بمذہبہ کتب من الضالین ومن قام بالعلم آتہ کتب من السقطین“ (ابوداؤد جلد 1 صفحہ 205)

[حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا اس آدمی نے انہوں میں احمق اور اس آیات پر جس کا ایسا عمل غنیمت میں شمار نہیں ہوگا اور جس شخص نے سو آیات پر جس میں ایسا شخص جہت گزار لوگوں میں شمار ہوگا اور اس سے ایک ہزار نیابتیں ہیں اور میرے راست کو حق سمجھو اور اس سے بڑھ کر

دلیل نمبر 5۔ امام بخاریؒ نے یہ حدیث نقل کی ہے:

”عن عبد اللہ بن عمروؓ رواۃ عنی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال قال عبد اللہ بن عمروؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قام بمشور آیات لم یکن من العاقلین ومن قام بمذہبہ کتب من الضالین ومن قام بالعلم آتہ کتب من السقطین“

(بخاری جلد 1 صفحہ 755) (ابوداؤد جلد 1 صفحہ 205)

[حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے ایک ہی روایت ہے اور اس میں حضور ﷺ نے فرمایا ”مذہب“ ایک ماہ میں قرآن مآخیز ختم ضرور آئے گا۔

(6)۔ رابطہ شیخ

تمام معذرت کا اصل اس رابطہ شیخ ہے۔ دین سنی کے لئے شیخ سے رابطہ رکھنا سنی کا ہے نہ کہ خاصہ مذہب ہو کر یا خاصہ مذہب نہ ہو بلکہ سنی فہم و عقیدہ کے ذریعے اپنے حالات سے شیخ کا باخبر و کھانا، دین کی ہدایت کے مطابق اپنی زندگی بسر کرنا۔

قرآن مجید سے دلیل

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”وَاتَّبِعْ مَسَلَّ مِنَ انبَاءِ الٰہِ“ (التحریم: آیت 13)

[ان آدمیوں کے ساتھ چلو جو میری طرف دعوت کر رہے ہوں۔]

پھر ارشاد میں چونکہ انبیاؑ ان اللہ کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے انھما ان کی پیروی کرنا

آیات بالا کے مطابق عمر الہی کی قیل ہے۔ ایہ کے لئے اطلاع ضروری ہوتی ہے اور اسی کو رابطہ شیخ کہتے ہیں۔

احادیث سے دلائل

دلیل نمبر ۱:- حدیث پاک میں یہ:

”عن ابی ہریرۃؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الرجل علی دین خلیلہ فلینظر احدکم من ینخالل“ (ابوداؤد ترمذی)
[ہر مومن اپنے دوست کے طریقہ پر ہونا ہے پس اس کو دیکھ لینا چاہیے کہ وہ کس شخص سے دوستی کر رہا ہے]

حدیث بالا کے مطابق انسان اپنے خلیل کے دین پر ہوتا ہے پس سالک کو چاہئے کہ وہ شیخ کی محبت کو لازم نکلائے ان کو اپنا خلیل اور اپنا رہبر و رہنما جانے لگے ان کی مانند دین کے رنگ میں رنگ چنا آسان ہو۔ ترمذی شریف کی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: ”لا تصاحب الا مؤمناً“ [ایماندار کے علاوہ کسی اور کو دوست مت بناؤ] یہی محبت شیخ اور رابطہ شیخ ہے۔

دلیل نمبر ۲:- حدیث پاک میں ہے:

”المرء مع من احب“ (بخاری و مسلم)

[ہر شخص کا شر و خیر اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا]

یہ حدیث مبارکہ سادگی طریقت کی نقل کے لئے کافی کافی ثبوتی ہے۔ سالک اپنے شیخ سے رابطہ اگر مضبوط سے مضبوط بنائے گا تو محبت بھی شدید پائے گی یہی علامت ہے قیامت کے دن ”المرء مع من احب“ کا ثر و جانرا بننے کی۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ”انت مع من احببت“ [تو اس کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ تو نے محبت کی] یہی رابطہ شیخ ہی تمام معمولات کا خلاصہ اور نچر و نصرا اور یہی ”صراط الذین انعمت علیہم“ کی تفسیر

دلیل نمبر 3 :- حدیث پاک میں ہے:

"علیکم بمعانسة العلماء واستماع کلام الحکماء فان الله تعالى یحبی القلب المین بتدرر الحکمة کما تحب الارض المین بماء المطر" (الترغیب والترہیب)

[علماء کی مجلس میں بیٹھا کر اور دانا لوگوں کی باتیں سنا کر، یہ تاکہ اللہ تعالیٰ محبت کے نور کیساتھ مردہ دلوں کو زندہ فرماتے ہیں۔ جس طرح غریب زمین کو بارش کے پانی سے زندہ کرتے ہیں]
صحبت شیخ میں وقت گزارنا اسی فرمانِ نبوی ﷺ پر عمل پیرا ہونا ہے۔

دلیل نمبر 4 :- حضرت ابو سعیدؓ سے ایک حدیث پاک میں نبی اسرائیل کے ایک توبل کا قصہ منقول ہے جس سے 100 قتل کئے پھر عجز و شرم سے ہوا تو کسی نے اسے صلحاء کی ہستی میں جانے کے لئے یوں کہا۔

"انطلق الی ارض کذا و کذا فان بها اناسا یعبدون الله تعالى فاعبد الله معهم" (ریاض المسالین)

[اٹھان لانا ملات میں جاؤ، ان میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے لوگ ہوں گے، تم بھی ان کے ساتھ عبادت میں شریک ہو جاؤ]

سالک جب اپنے شیخ کی خانقاہ میں حاضر ہوتا ہے تو وہیں مریدین کا مجمع "اناسا یعبدون الله تعالى" کا صدق بن کر موجود ہوتا ہے پس اسے "فاعبد الله معهم" پر عمل پیرا ہونے کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔

عقلی دلیل :- جب کوئی مریض ہاکڑ کے پاس جاتا ہے تو ہاکڑ مرض تشخیص کرنے کے بعد نسخہ لکھ کر دیتا ہے اور کہتا ہے کہ کہ آپ گھر جائیں اور اتنے اتنے دن یہ دوائی استعمال کریں۔ پھر مجھے آکر حقیقت سے آگاہ کریں۔ اسی طرح مرشد اپنے مرید کو نصیحت کرنے کے بعد معمولات کا روحانی نسخہ پہنچاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مگر جا کر معمولات کی پابندی کریں اور گھبراہٹ سے اپنے محنت سے مطلع کر کے رہیں اسی کا ہم رابطہ شیخ ہے۔

اشعار سے دلائل :- شعراء امت نے رابطہ شیخ کی اہمیت میں جو اشعار کہے ہیں ان میں سے

اس دعا کا مقصود توبہ و استغفار ہے تاکہ ظاہری و غیبی امور کے ساتھ باطنی طہارت بھی نصیب ہو
اس سے نماز میں "ان تعبد اللہ کما نکتہ نمرادہ غنان لم تکن نمرادہ فانہ بمرآئکے"
کی کیفیات نصیب ہونے میں آسانی ہوتی ہے۔ صوفیہ کامنائے مقدمہ یہی ہے۔

② — ہر مرتبہ وضو کرنے کے بعد دو رکعت صلوٰۃ تھیت الوضو پڑھا کرے۔ منقول ہے کہ
معراج کے وقت نبی علیہ السلام نے جنت میں حضرت بلالؓ کے چٹھے کی آواز سنی۔ واجب پر
اور ناکہ کیا تو پہنچا کہ تھیت الوضو پابندی سے پڑھتے ہیں۔ پہلی رکعت میں سورۃ الکافرون اور
دوسری رکعت میں سورۃ الاخلاص پڑھے۔

③ — نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ چار رکعت "آٹھ رکعت یا بارہ رکعت تہجد لو کرے۔
حضرت خواجہ ابو یوسف بدائیؒ کا معمول تھا کہ پہلے دو گانے میں آیت الکرسی والا رکوع اور سورہ
بقرہ کا آخری رکوع پڑھتے۔ پھر آٹھ رکعت میں دس دس آیات پڑھ کر سورۃ یسین مکمل کرتے۔
آخری دو رکعت میں تین تین بار سورۃ الاخلاص پڑھتے۔ (حضرت خواجہ ابو یوسف بدائیؒ کی
صحبت میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمریؒ نے فیضان
پایا۔ آپ ان دونوں حضرات کے پیروں سے تعلیم کھاتے ہیں)۔

حضرت خواجہ مہربان علی راسخانیؒ فرمایا کرتے تھے "تہجد کی نماز میں سورۃ یسین پڑھنے پر عین دل
ملنے ہیں۔

"رات کا دل یعنی آخری پورا قرآن کا دل جتنی سورۃ یسین انسان کا دل، ان عین دلوں کا
اجتماع تہجد دعا کا سبب بنتا ہے۔"

④ — حضرت خواجہ عبد اللہ احرارؒ کا قول ہے "اگر کبھی تہجد ترک ہو جائے تو دوسرے دن
نصف النہار سے پہلے غسل پڑھے۔ جس مغف کو اچھے کا یقین نہ ہو دو نوافل پڑھ کر سوئے۔"

⑤ — حضرت خواجہ بہاء الدین مستبک بغدادیؒ تہجد کی دعائیں درج ذیل اشعار بھی پڑھا کرتے
تھے۔

پس پردہ گاہ تو خود را در پناہ آورده ام یا اللہ لا یخین ہر گنہ آورده ام
بر درت زیں بار خود پشت دو ماہ آورده ام جز و زاری بر در عالم پناہ آورده ام

”پیش از صبح بسبق بہمن مشغول باشی“

[صبح سے پہلے بہمنی سنی میں مشغول ہو جایا کریں]

❖ — نماز فجر کی ۱۰ سنتیں گھر پر ادا کرے کہ یہ بھی سنت ہے پھر فرض نماز اجتماعت بحیرہ اولیٰ سے ادا کرنے کیلئے مسجد جائے۔ فرض نمازوں میں بحیرہ اولیٰ کی حفاظت کرنا اپنے اوپر لازم ہے کہ علماء کا شعار ہے۔ ہمارے سلسلہ عالیہ کے مشائخ کی بحیرہ اولیٰ تک کئی مہلک فوت نہیں ہوتی تھی۔

❖ — مسجد میں مسنون دعائیں پڑھ کر داخل ہو۔ احکام کی نیت کر لیا کرے۔ مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا سخت برا سمجھے۔ ہر نماز کو زندگی کی آخری نماز سمجھ کر پڑھے تاکہ کمال یکسوئی نصیب ہو۔

❖ — ہر نماز: کہ بعد صیغہات: فاتحہ، تیسرا کلمہ، ایک مرتبہ، آیت الکرسی، پھر اہل مغرب کے بعد سات مرتبہ ”اللھم اجبرنی من النار“ دس مرتبہ ”اللھم اغفر لی و لعمومہن و المؤمنات و المسلمین و المسلمات“ حضرت مرشد عالم اس معمول کی پابندی فرماتے تھے۔

❖ — اس کے بعد ایک پارہ قرآن پاک کی تلاوت کرے۔ عطا الہی منزل کے حساب سے پڑھیں۔ سورۃ یحییٰ روزانہ پڑھنے کا معمول تھا۔

❖ — جب سورج ایک یا دو نیزے کی قدر بلند ہو جائے تو چار رکعت نماز اشراق ادا کرے۔ اس پر ایک بیج اور ایک محراب کا ثوب ملتا ہے۔ حضرت مولانا محمد یعقوب چشتیؒ فرماتے تھے۔ اشراق کے بعد دس مرتبہ ”لا الہ الا اللہ و وحدہ لا شریک لہ لہ الملک و لہ الحمد و هو علی کل شئی قدير“ پڑھیں۔ یہ وصیت انہیں حضرت سیف الدین باغزیؒ نے کی تھی۔ (رسالہ النبیہ ص ۱۳۳)

❖ — مشائخ عظام کا معمول ہے کہ اشراق کے نوافل میں استغفرہ کی نیت بھی شامل کرتے ہیں۔ بعد میں تھوڑی دیر خیر کرتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ پورے دن کے معاملات کو واضح فرمائے۔ مزید برآں ہر نماز کے بعد سورۃ فاتحہ، آیت الکرسی، چاروں قل پڑھ کر ٹی ملیہ والسلام اور جمیع

مومنین و مومنات کو ایساں ثواب کرتے ہیں۔

❖ — اس کے بعد جو شخص علم پڑھنے یا پڑھانے کا شغل رکھتا ہو، اس میں مشغول ہو جائے۔ اگر تاجر یا ملازم ہو تو شرعی مسائل کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنے کاروبار میں مشغول ہو جائے۔ حق تعالیٰ کی یاد کو لازم پکڑے تاکہ "رجال لا تلہیہم نجارة و لا بیع عس ذکر اللہ" پر عمل نصیب ہو۔ اس کو وقف قلبی کہتے ہیں۔ یعنی ہاتھ کھرکان میں مشغول دن بھر خدا میں مشغول۔

❖ — سب سورن خوب اونچا ہو جائے و چار رکعت نوافل چاشت ادا کرے۔ حضرت خواجہ عید اللہ اعجاز کا فرما ہے۔

"چاشت کی پہلی رکعت میں والشمس و حبیبھا۔ دوسری میں والہیل ادا بغشی تیسری میں والصحیٰ اور چوتھی میں الم نشرح پڑھے۔"

(رسالہ انخاص غیبیہ ص ۵۶)

❖ — جو حضرات دنیاوی مشاغل کی وجہ سے یا دلہری پابندی کی وجہ سے باہر مجبوری نماز چاشت نہ پڑھ سکتے ہوں وہ اشراق کے وقت دو رکعت نماز اشراق اور چار رکعت نماز چاشت کی نیت سے پڑھیں۔ فی زمانہ یہی معمول بہتر ہے۔

❖ — دوسرے کا کھانا کھانے کے بعد گنجائش ہو تو قیلو کرے کیونکہ سنت رسول مقبول ﷺ ہے۔ اس سے تہجد کی پابندی آسان ہو جاتی ہے۔ جب آفتاب ڈھل جائے تو تہجد نماز پڑھیں۔ اس صبر پڑھے جلد فرض پابعدامت ادا کرے۔

❖ — حضرت خواجہ عید اللہ اعجاز کا فرمان ہے کہ تہجد کے بعد تین مرتبہ تہجد پڑھنا چاہیے۔ "خدا او، انصوا من توفی و رخصائے تو۔ مراحت و معرفت ذوق و شوق خود ہوا"

(رسالہ انخاص غیبیہ ص ۵۷)

❖ — تہجد کے بعد پھر کلام کلن میں مشغول ہو جائے۔ فرمت ہو تو حسب اہانت شیخ اراکل الخیرات یا حزب المحرو فیہ پڑھ کر ایک مرتبہ شہد شریف پڑھ لے۔ وقت میں گنجائش ہو تو حدیث و فقہ کی کتب یا تصوف کی کتابیں خصوصاً مکتوبات الامام ربانی اور مکتوبات مسعودیہ و علامات مشائخ

سلسلہ متنبہ یہ وغیرہ پڑھے۔ نصف مشاک کا معمول ظہر کے بعد سورۃ فتح پڑھنے کو بھی ہے۔

⑤ — نماز عصر کے بعد اور دو رکعت میں مشغول ہو جائے۔ حضرت خواجه دوت محمد دہلویؒ کا فرما ہے کہ ایک اپنے طائف پر حسب اہل تہذیب سے مراقبہ کرے۔

"لطیف قلب پر اسم آخہ 5000 مرتبہ۔ لطیف زبان پر 1000 مرتبہ۔ لطیف سر پر 1000

مرتبہ۔ لطیف خلق پر 7000 مرتبہ۔ لطیف غنی پر 1000 مرتبہ۔ لطیف نفس پر 2000

مرتبہ۔ لطیف قالب 1000 مرتبہ یعنی کس 12000 مرتبہ ذکر اسماءات کرے۔"

⑥ — نماز مغرب پڑھنا وقت ادا کر کے پھر سے بارہ رکعت نماز توائف کی نیت سے پڑھے۔ اس کے بعد سورۃ فاتحہ اور سورۃ المائدہ اور سورۃ وطن کی تلاوت کرے۔

⑦ — پھر کھانے پینے سے باز رہ کر عشا کی نماز پانچ رکعت ادا کرے۔ 100 مرتبہ استغفار اور 100 مرتبہ درود شریف پڑھے۔ پھر سورۃ قلب پڑھے۔

⑧ — حضرت مرشد عالم کاموس خاکا ایک مرتبہ درود شریف ایک مرتبہ فاتحہ ایک مرتبہ آیت انوری، ایک ایک مرتبہ چاروں قل پھر ایک مرتبہ درود شریف پڑھ کر اپنے گرو صاحب جاتے پھر رات کو سو یا کرتے تھے یہ اہکالت کیلئے بہت مفید ہے۔

⑨ — مالک کو چاہیے کہ ہر فرض نماز کے بعد آیت انوری، سورۃ یحییٰ اور صیغات زکریا کا اہتمام کرے۔ جو تین دن سلسلہ تاسبیح پڑھے۔ اخیر مشہور مغنی میں اشکاف کی کوشش کرے۔ نصف شعبان، ایلت اللہ، عید الغطر اور عید الاضحیٰ کی راتوں کا قیام کرنے کی کوشش کرے۔

⑩ — ایام بیس (12-14-15) قمری حساب سے روزہ رکھنا خواہ گنے چو روزے رکھے۔ ذوالحجہ کی نویں تک نو روزے، یوم عاشورہ، پندرہویں شعبان، آٹھ روزے اولیٰ ماہ و حسب و شعبان کے رکھنے کی کوشش کرے۔ مجہود ہو تو پہلی روزت خوب رکھے۔ ایک دن روزہ ایک دن اظہار محزون عمل ہے۔ ہمیشہ روزہ رکھنا مکروہ ہے۔

⑪ — اگر قضاء لازمی اور روزے وغیرہ نہ باقی ہو تو پیسے ادا کرنے لازمی ہیں۔ تلفیق سوانح کی مستون دعا میں یاد کرنے موقع بہ موقع پڑھنا ہے۔

- ❖ — اپنی روحانی صحت کے ساتھ ساتھ جسمانی صحت کا خیال رکھئے۔ عویٹ پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کو قوی سو من، کمزور سو من سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ ہمارے مشائخ صبح یا شام جو وقت مناسب ہو نماز پل قدمی کیا کرتے ہیں۔
- ❖ — اگر معمولات میں کمی بیشی چاہے تو اپنے شیخ کی اجازت سے کرے۔



باب ۱۱

معارف و حقائق

نوٹ :- سائنس طریقت کی لطافت کیلئے حروف کی مستیز کتابوں سے استفادہ، معارف و حقائق عقیدہ کے گئے ہیں۔

دنیائے -

☆ ایک شخص نے راجہ ہمرے کے پاس دنیا کی برائی کا تذکرہ کیا، فرمایا، آنکھ میرے پاس نہ تھامیں دنیا سے بہت محبت ہے۔

☆ جو ملکہ دنیا کا سفر کرے اس کے پاؤں پہ آبلے اور جو روحانی دنیا کا سفر کرے اس کے دل پہ آبلے۔

☆ دنیا سے متعلق رکھو جتنا بیت اٹھلا سے حاجت کے وقت رکھنا جاتا ہے۔

☆ طالب دنیا سمندر کا پانی پیئے والے کی مانند ہے جتنا پیئے اتنی عیاریاں بڑھتی ہے۔

☆ آپ باریشہ نے کہا اے فقیر! مانگ کیا مانگا ہے؟ فقیر نے کہا ”میں اپنے غلام کے غلام سے کیا مانگوں؟“ باریشہ نے پوچھا ”کیا مطلب؟“ کہا ”دنیا میری غلام اور آپ دنیا کے غلام۔“

☆ بعض لوگوں نے فرودالتون مصری سے کہا فلاں جماعت شغل و طرب میں مشغول ہے، بد دعا کریں۔ فرمایا اللہ! جیسے انہیں دنیا میں خوشیاں دیں آخرت میں بھی خوشیاں معا فرما۔

☆ دنیا کی حقیقت ایسے ہے جیسے پاناہ کو چاندی کا ورق لگا دیں، بڑھیا کو ذرق برق کپڑے پہنا دیں۔

☆ اگر کوئی ال دنیا کی تعظیم کرے تو کوئی عجیب بات ہے لوگ تو سانپ اور بچھو کو دیکھ کر

بھی گھر۔ ہو جاتے ہیں۔

② — اگر کسی قانون دیکھ ہو تو اس کی دنیا دیکھو اور دنیا ٹھیک ہوئی تو وہیں بھی ٹھیک ہو گا۔

دل :-

① — دل نیر سے خالی اور عین حرام سے خالی ہو تو یہ "ام" اسم الکفر" ہوتا ہے۔

② — عثمان شکرؓ نے فرمایا "میں چند اور سورتوں کی روشنی میں پروردگار پاتا ہوں، مگر دل کی روشنی سے بڑھ کر کسی کو دوا مند نہ پایا۔"

③ — دل سیاہ ہو تو چھلکی، گھٹکیں، بچھو، فائدہ نہیں دیتی۔

④ — جس گھر میں آرائش نہ ہو مجرب تائبہ ہی طرح بس اس میں غم نہ ہو وہ مجرب ہے۔

⑤ — مجلیٰ بن سلاز نے فرمایا "اگر ہڈیاں مائل ہو جاتے ہیں تو ان کی جگہ پر بھی جگہ کی جگہ پر بھی جگہ ہے جو بندہ میں ہو گا ہے۔"

⑥ — حضرت علیؓ نے پوچھا کیا اھل بیت لیا ہے؟ فرمایا "نعم" "نعم" یعنی بن علیؓ ہوتا ہے۔

⑦ — قیامت کے بازار میں کسی سوارے کی اتنی قیمت نہ ہوگی جتنی وہاں کا سر خوش کرنے۔

عبادت :-

① — اور چیزیں پسے عبادت نہیں ب عبادت بن گئی ہیں۔ ایک عالم اور مراد عالم۔

② — ملازمین بن گئے کی جگہ ایسے ہے جیسے بڑے کے ہاتھ سے میں دم کرنے والا معمری دین پر جائے تو اس دم لئے لگتا ہے۔

③ — اول مسواری نماز کی یہ ہے کہ مسائی کہہ کر نماز پڑھے۔

④ — ایک بھائی نے ۲۳ سال روزے رکھے مگر اگلے بھائی نے ۲۳ سال روزے رکھے مگر اگلے بھائی نے ۲۳ سال روزے رکھے مگر اگلے بھائی نے ۲۳ سال روزے رکھے۔

⑤ — یہ عبادت دنیا میں موزوں ہے کی اور آخرت میں کیا پڑتا ہے۔

❖ — چار ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے لئے مسجد میں آجائے پہلی نماز کے قیام ہونے کی علامت ہے۔

❖ — خیالات محمود مثلاً عظمت الہی، قہر، شہر اور دولت وغیرہ کا خیال نماز میں آنے تو فحش و فحاشی کے معنی نہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز میں جہاں کی مصلحتیں درست کرتے تھے۔

❖ — حضرت نانوتوی فرماتے تھے کہ جہاں سود کوئی ہے۔ حج و عمرہ کے بعد نیکی غالب ہو تو غیر اگر شر غالب ہو تو جہنم ہے۔

❖ — نماز میں اللہ اشرف الامضاء (حیرے) کو انھیں الاشیاء (زمین) پر ٹیٹ رہا ہے۔ اسی لئے نماز کو معراج مومن کہتے ہیں۔

توبہ :-

❖ — گناہ کا آغاز کفر کے جانے کی طرح اور انجام جہنم کے نکلنے کی طرح ہوتا ہے۔

❖ — جو گناہ پر پھنسنے سے واپس نہ آئے۔ جو پرانے گناہ پر نیا گناہ لگے۔ جو گناہ پر نیا گناہ لگے۔ جو گناہ پر نیا گناہ لگے۔

❖ — گناہ کو نہ دیکھو کہ کتنا بڑا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی عظمت کو سامنے رکھو کہ کس کی مغفرتی کیا جاتی ہے۔

❖ — اگر قائلین کو چھپانے کے لئے دروازے بند کر دیے تو چھپنے والے باہر سے رو جائے گا۔

❖ — حیات الہی کی دو صورتیں ہیں اس معصیت سے پہلے معصیت و اسرا معصیت کے بعد میں توبہ نصیب ہو۔

❖ — اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں راہی جو توبہ نہیں دیکھ کرے اس نیکی سے بہتر ہے جو توبہ نہیں دیکھ کرے۔

❖ — صدق الہ سے توبہ کی علامت یہ ہے کہ اس جرم میں شرم نہیں کیا جاتا۔

❖ — کوئی شخص ایسا نہیں کہ جس نے کبھی گناہ نہ کیا ہو اور اسے شریف چیز نہ ہو۔

❖ — حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا "اللہ میں یہ ہے کہ اپنی نیکیوں کو اس طرح چھپائے جس

ظن اپنی برائے کو پھپھاتا ہے۔

❖ — اس نیت سے ہمارا لڑاکہ دوج رو رہے کہ جو دوسں کا بہت بڑی قتل ہے۔

❖ — جس طرح درخت کو اپنے چل چل بھری نہیں گتے اسی طرح انسان کو اپنی زبانیں دانی معلوم نہیں دہنیں۔

❖ — واسطہ کو چاہیے کہ لوگوں کو اللہ کی بخشش دلائے تاکہ شکر ریں، اپنے کلام دلائے تاکہ قہہ کریں۔ نفس و شیطان کی مروت دلائے تاکہ بیخ نکلیں۔

❖ — نفس میں دیا سلطان کی طرف سارے خورشید چھید رہے ہیں۔ اگر نکلنے کی دہر ہوتی ہے تہذیبوں کی آگ بجھ جاتی ہے۔

شیخ اور مرید :-

❖ — مرید صادق اور مرشد کی خاموشی سے زیادہ فائدہ دیتا ہے۔ نعت گفتار ہے۔

❖ — بعض مرید مشائخ پر عاشق وار ہو جاتے تو برا تو ہو دیتے ہیں مگر بعد پانچیں تو ہوش دیتے دن ایک کو نہ جانتا ہے کہ اس میں قوت پیدا ہوئی ہے انداز تو حیک ورنہ قوت کم ہو جاتی ہے۔

❖ — ایک شیخ نے مرید زیادہ دوسرے کے علم، عقل جیسے ہی ہے جیسے درویشوں ان ایک صاحب ارادہ اور دوسرا، کچھ غرور و لیت اوقات مروی، دونوں میں ایک تھی۔

❖ — مرید میرے نیلے فیض حاصل کرنا ہے جیسے لوگ شہر کی کھسی سے شہر نکلتے ہیں۔

❖ — شیخ کو چاہیے کہ روایت کی تحقیق کرے، نہ انفاق کی سر قتل اور بقدر ضرورت علم۔

❖ — بد نظری کرتے رہتے سوچے کہ اگر شیخ، خیر رہے ہوتے تو پھر نہ کرتا، اسی طرح اللہ کا غلط کرے۔

❖ — ایک مافق نے کسی شیخ سے کہا کہ آپ کا مرید بروی ذکر کرتا ہے۔ فرمایا اس کے پاس کھانا نہ لے رہے لہذا کچھ عقل کی امید ہے۔ آپ کے پاس تو یہ بھی نہیں۔

❖ — جس نے معصومات میں پادری برص کر لیں پر رحمت ہو گئی۔ قرآن سے قلب اس کی

لوندی ہے جو خود بخود دل ہائے گی۔

⑤ — سالک کو چاہیے کہ ضرورت پوری کرے لذت کے پیچھے نہ پڑے۔ جیسے کسی نے خوبصورت عورت دیکھی تو حکم ہے کہ بیوی سے مہستری کرنا ضرورت پوری ہوگی اللہ اللہ خیر ملے۔

⑥ — بھڑبھڑ کو مقبول محرم کامل نہیں ہوتا۔

⑦ — نبی علیہ السلام کا فریضہ ہے کہ میں تمہارے لیے بمنزلہ والدہ کے ہوں فلا شیخ روحانی باپ اور انکی بیوی ماں کی مانند ہوتی ہے۔

⑧ — حضرت عائشہ امیرہ اللہ سے جرح کی فرماتے تھے کہ جو شخص بیعت کی تمنا ظاہر کرے میں اسکو ان کے مرید کر لیتا ہوں کہ پھر کو فطرت کے دن جنم جائے تو یہ کہ مرید اس کھائے گا۔ شاید اسی برکت سے بخش جاؤں۔

⑨ — ایک شخص نے کسی بزرگ کو ہدیہ دے کر دعا کی درخواست کی فرمایا "ہدیہ واپس لے جاؤ" یہ وہی دلیل نہیں ہے۔

⑩ — شیخ کی سخی چانی کرتے ہوئے سنت کی نیت کی جائے کیونکہ عبادت سے ثابت ہے جبکہ سر پر نعل لگانا روایات سے ثابت نہیں لہذا بدن کی ضرورت کی نیت کئی بہتر ہے۔

⑪ — شیخ عینار مرید کو یوں سمجھے کہ کسی حسینہ نے چہرے پر سیاہی لگائی ہے اگر دھوئے تو چاند سا چہرہ نکل آئے گا۔

⑫ — عارف حق تخلیق کی شیون و تعلیمات کی پوری رعایت کرتا ہے۔ نبی ﷺ نے تخلیق محبوبیت کا غلبہ دیکھا کہ حق تخلیق چاہتے ہیں میں ناز کروں تو فرمایا اللہم ان تہلک ہذہ العصایہ لم تعبد بعد الیوم [اے اللہ! اگر تُو نے اس جماعت کو ہلاک کر دیا تو تجھ کے بعد تیری عبادت نہیں کی جائے گی]

⑬ — حضرت ارباب علیہ السلام نے دیکھا کہ حق تخلیق مبرا دیکھا چاہتے ہیں شفاء کی دعا کی۔ جب مشکف ہوا کہ دیکھا عبادت چاہتے ہیں خود اگلا۔ اسی معنی الشیطان بنصب و عذاب [شیطان نے تم کو روکے اور تمہارا بچاؤ ہے]

❖ شیخ کو زبان دینا چاہیے اور مرید کو کان۔ مثل کچھ چاہیے کہ عام مریدوں کو خانگی احکامات سے مطلع نہ کریں لغوی کی بجائے نقصان ہوتا ہے۔

❖ — الغسانی لا یرد آفتی دایں نہیں نوحا کی مثل ایسے ہے جیسے بلخ آوی بلبلخ نہیں ہو سکا اور پکا ہوا چل کچا نہیں ہو سکا۔

تقویٰ :-

❖ — تقویٰ یہ ہے کہ روزِ محشر کوئی تہمتا مگر بہن نہ پکڑے۔

❖ — تقویٰ یہ ہے کہ دل کی تمنائوں کو مجسم کر کے طشتری میں رکھیں اور سر بازار پھرائیں تو برامت نہ ہو۔

❖ — ہم ایسے زمانے میں پیدا ہوئے ہیں کہ منف مہینے نے اپنے علم و تقویٰ کے باوجود اس سے ہٹا دیا تھا۔

❖ — مولوں کا آثارِ امت ہے طلاقِ تقویٰ نہیں ہے حکمت یہ ہے کہ عجب کی جڑ نکلتی ہے۔
ذلک صریح الایمان

❖ — ولایت کا تعلق ایمان و تقویٰ سے اور انوس کا تعلق دس سے ہے۔

❖ — تقویٰ کے بغیر ترقی کا ہونا بے روح جسم پھولنے کی مانند ہے لاش پھول کر بھٹی ہے تو پوری ہستی کو بدوار مار دیتی ہے۔

ذکر و مراقبہ :-

❖ — سالک کو مراقبہ میں اس طرح سکون ملتا ہے جیسے بچے کو ماں کی گود میں بیٹھ کر رہنا ہے۔

❖ — کنواں کھو دیں تو سیلے مٹی ریت نکلتی ہے بعد میں پانی۔ اسی طرح مبتدی کو مراقبہ میں پہلے مولوں آتے ہیں پھر کیسویٰ حاصل ہوتی ہے۔

❖ — سالک کا دل خواہید، شخص کی مانند ہوتا ہے جسے جانے پر پتہ چلتا ہے کہ محبوب حقیقی پاس ہی تھا۔

❖ — ذکر کی سستی خیالِ ہستی کو کم کر دیتی ہے۔

☆ — اذان کے وقت ذکر سے ہٹ کر اذان کے کلمات کا جواب دینا افضل ہے۔

☆ — اگر مراقبہ میں جی نہ لگے تو ایک دن مراقبہ اور ایک دن نائے کرے۔

دعا:-

☆ — حقیقی دعا وہ ہے جو جسم کے ایک انگ سے لگے۔

☆ — شیخ عثمان خیر اہلبی "کاہکوں کو کھوٹے سکوں کے بدلے میں بھی مال دے دیتے تھے۔

مرنے وقت دعا مانگی کہ میں نے تو گنوں کے کھوٹے سکے قبول کئے۔ اے اللہ! تو میرے کھوٹے سکوں کو قبول فرما۔ پس دعا قبول ہوئی۔

☆ — شیخ شہاب الدین "خطیب دعا مانگتے تھے کہ یا اللہ مرتے وقت کوئی پاس نہ ہو، نہ اپنا نہ پرانا نہ ہی ملک الموت۔ پس میں اور تو۔

☆ — مناسب وقت پر دعا مانگنا اتنی ہی چیز ہے زہد کے بعد معیشت ختم نہیں ہونی کم ہوتی ہے۔

☆ — اگر تو جذبہ کامل کے ساتھ سمندر کے کنارے دعا کرے گا تو موجیں تیرے سامنے موجوں بھری ہوئی صدف بنائیں گی۔

☆ — ابو الحسن نوری "کی دعا۔ "اے اللہ! اگر میری مغفرت نہیں کرنی تو جہنم کو مجھ سے بھر دے اور باقی سب انسانوں کی مغفرت فرما دے۔"

☆ — دعا کا ایک ناکارہ یہ بھی ہے کہ قیامت کے دن کہے گا اے اللہ! میں نے تو دعا کی تھی مجھے نیک بنا، پس معذور سمجھا جائے گا۔

☆ — جس سے حسد ہو اس کے لیے ہندی درجہ کی دعا کرنا حسد کا بہترین علاج ہے۔

علم و عمل :-

☆ — انکس یہ ہے کہ انسان اعمال کا بدلہ نہ لے۔

☆ — بے عمل عالم پارس کی طرح ہے جو اوروں کو سوتا جاتا ہے خود پتھری رہتا ہے۔

☆ — بے عمل عالم کی مثال اس مریض کی مانند ہے جس کے پاس دوا ہو استعمال نہ کرے۔

☆ — جس طرح چراغ بجائے بغیر روشنی نہیں دیتا علم بھی عمل کے بغیر فائدہ نہیں دیتا۔

❖ — عالم بے عمل حج کی مانند ہے جو رنگ برنگے کھانوں میں رہے مگر فائدہ سے محروم رہتا ہے۔

❖ — علم کا پڑھنا اور اس کا پڑھنا بے فائدہ ہے جب تک خوف خدا ابھی نہ آئے۔

❖ — سنت ہمارے ہاتھ میں ہے نصیب خدا کے ہاتھ میں۔ ہمیں ای سے کام لینا چاہیے جو ہمارے ہاتھ میں ہے۔

❖ — بے کار انسان مردے سے بھی بدتر ہے کیونکہ مردہ کم جگہ روکتا ہے۔

❖ — حضرت ہزیدؓ مطلقاً "کا قول ہے کہ میں نے تین سال کاہنہ کیا مگر علم پر عمل سے فائدہ سخت کوئی چیز نہیں دیکھی۔

❖ — تاشی بیضادیؒ نے شیرازیؒ کی لٹنا کے لئے کسی بزرگ سے سفارش کروائی انہوں نے سفارشی رشتہ میں لکھا یہ مرد صالح عالم ناضل ہے۔ جہنم میں ایک مصلے کی جگہ چاہتا ہے۔

❖ — جس طرح مخلوق کیلئے عمل کرنا رہا ہے اسی طرح قتل کیلئے عمل ترک کرنا بھی رہا ہے۔

❖ — عالم بد عمل پر اعتراض کا حق نہیں، اس لئے کہ وہ علم کا مدعی ہے عمل کا نہیں۔

❖ — حضرت عمرؓ فرمایا "ہمارے بازاروں میں خرید و فروخت وہ کرے جو فقیر ہو، سہل اللہ، سارے ملک کو درگاہ بنا دیا۔

برائے علمائے کرام :-

❖ — نفس کی سرکشی کو توڑنا مصلحتہ الاذی عن الطریق میں داخل ہے۔

❖ — آج کا عالم روحانی مرض ہے یہ حالت لانا مثل مائوسی قارون انہ لندو حفظ عظیم۔

❖ — البدایہ و النہایہ میں ہے کہ لوگ صحابہ کرامؓ کی بڑی کرامت اسے سمجھتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا لشکر دریا کے وسط عبور کر گیا۔ محققین کے نزدیک صحابہ کرامؓ کی بڑی کرامت یہ ہے کہ جب ان کے سامنے قیصر و سہمی کی دولت کے دریا بنے تو وہ اس میں سے ایلان کو بچا کر گزر گئے۔

❶ — تختہ دنیٰ پیش و غیر نسبت کرنے میں حرج نہیں ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا والیہب منہ آسانی ابراہیم واسحاق و یعقوب ملائکہ و تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یحییٰ اولیٰ شریعت کے قہر تھے۔

❷ — قل ان مکان اباؤکم کی تعبیر یہ ہے کہ جب اعلیٰ مائے آئے تو اپنی تہ قہر بہت جاتی ہے۔

❸ — جس سے محبت ہو اس کا ہم آئے تو بغض تیز ہو جاتی ہے۔ یہی معنی وحشت قلوبہم کا ہے۔

❹ — ومن یعمل من المصالحات وهو صوم فلاح کفران لسمیہ وادالہ کتابوں اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نیکیاں کرنے کی نسبت اپنی طرف کی۔ قرآن جائیں اس عزت الہی پر۔

❺ — بغیر معصیت کے کوئی نعت پھن جائے تو بستر ملتی ہے۔ مانتخ من آہہ او قسہات مخیر منہا از مطلب انکی دلیل ہے۔

❻ — کسی نے حضرت نواب یزدی، صفائی سے کہا آپ بھوک کی اتنی تعریف کیوں کرتے ہیں فرمایا "اگر فروں بھوکا ہو تا تو انا ویکم الاعلیٰ نہ کرتا۔"

❼ — علماء کا درس تقاضا کا انصاف اٹھو سدا ہوتا ہے۔ شہید ہے کہ حضرت شعیبؑ کی خدمت میں حضرت موسیٰؑ کے رہنے کا عمدہ آٹھ سدا ہے لیکن قمقمے کے لیے اجمعت عشراً لمس عند کے۔

❽ — ttکی طرف اراد کی نسبت جائز ہے۔ ومن ذریعہ داود و سلیمان وایوب و یوسف و موسیٰ و ہارون و کذا لکے نجمزی المحسنین و رکوب و یحییٰ و عیسیٰ و الباقی کل من الصالحین

❾ — بعض اصناف کے چراغ کے نکل کا خرچہ زیادہ ہوتا تھا اور کائنات کا فریہ کم ہوتا تھا۔

❿ — بے عمل علماء کے لئے عجیب تنبیہ ہے فرمایا سید فریق من الدین او نو

الکتاب کذاب اللہ و راء ظہورہم۔

❖ — اہم بات — جس ہیکر بنا نضاعت و یومس بالیہ کی تفسیر پر بھی مکی کہا کل میں شمعنک میں مطالعہ الحق یہو غناعو نک۔

❖ — حضرت حبیب مکی "کافر" ہے۔ "خدا ان" خدائے دین میں ہے جس لیے عباد اللعاق۔ [اس میں غلطی اور بھی ہے]]

❖ — حضرت عبداللہ بن مبارک نے فرمایا المسکون حرام علی قلوب الاولیاء۔

❖ — حدیث: من کثر صلواتہ سابل حسن و حوہ بالنہار۔ (روزانہ صحت کے لئے نماز پڑھ کر میں اس کے چہرے پر روز بھی زیارت ہو)

❖ — عبودیت کی شان ہے۔ اسی طلب نفسی اور "موت" کی شان ہے یا عباد لا حروف علیکم الیوم۔

❖ — خواجہ باغیر سلطانی نے فرمایا "حکمت یہ ہے کہ جو کچھ محبوب الہ سے تھوڑا ہائے اور جو کچھ محبوب الہ سے زیادہ ہائے مثلاً اللہ تعالیٰ نے دنیا کو معاصی الدنبا قلیل کہا اور اللہ اکبر میں اللہ کثیر ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق سے محبت کی دیکھیں ہے۔"

❖ — [یزید فی الخلیف ما یشاء سے مراد خوش آوازی ہے۔

❖ — شہ مینا شریع و قادی پڑھتے تھے وہ کتاب الزکوٰۃ پڑھتے تھے تو پھوڑ دیا۔ اسکو نے پوچھا کیوں؟ کہ علم کا متعدد عمل ہے۔ سونہ و مسودہ فرض ہیں جس میں ان دھم ضروری ہے۔ وہ زکوٰۃ فرض دہمی تو مسائل یکہ ہوں گے۔ جتان انہ پئے وگے جتنا پڑھتے ہائے تھے اتنا عمل بھی کرتے جاتے تھے۔

❖ — ایک مرتبہ شیخ الاعلام عز الدین ابن عبداللہ اسم سے کسی نے کہہ کر کہ پادشاہ کے ہاتھ پر ہیں۔ حضرت نے فرمایا "خدا کی قسم" اس پر بھی راضی نہیں ہوں۔ وہ میرا ہاتھ چوسے چہ ہائیک میں اس کے ہاتھ چوسوں۔"

❖ — حضرت مرزا مظہر جان جانی "کو پادشاہ وقت نے بڑی بگیر پیش کی فرمایا "اللہ تعالیٰ نے

ساری دنیا کو معاد الدب قبلہ نمازی قلیل میں سے تمہارا ساتھ سپ کو ہے۔ اب اس میں سے بھی تمہارا ساتھ سپ مجھے دین گے تو اتنا تمہارا لینے ہوئے مجھے شرم آتی ہے۔"

☆ — ایک بزرگ کسی امیر کے سامنے پاؤں پھیلا کر بیٹھے تھے۔ امیر نے کہا انہیں دیکھ بھری تھیلی دے دو۔ فرمایا جو پاؤں پھیلاتا ہے وہ ہاتھ سمیٹ لیا کرتا ہے۔

☆ — عطر نکاتے ہوئے یہ میٹ کئی جا ہیے کہ اللہ تعالیٰ خوش ہو فرمایا میرے من تطيب لله فله اجر [اللہ اپنے خوشبو گانے انکے لئے اجر ہے]

☆ — ان الذين انقوا اذا مسحهم طنت من الشيطان لئلا يكونوا اذا هم مبصرون في اهل ملوک کے لئے بڑی قسمی ہے۔

☆ — ایک گلری بیچنے والے نے آواز نکالی الحیاہ العشرہ بدائق۔ حضرت ثعلبیؒ نے سچ ماری کہ سب دس خیاری کی یہ قیمت ہے تو ہم اشرار کی کیا قیمت ہوگی۔

☆ — احزان و مہاجر کے متعلق حضرت جبریلؑ کا قول ہے فلنکد خیالاتہ لیسرہا اطفال الطریفة۔

☆ — ایک صحابی رضی اللہ عنہ کی زبان سے نکلا ماشاء اللہ و شئت۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا جعلتہی للہ بعد اہل ماشاء اللہ و حلو۔

☆ — فلنکد آیات الکتب و قرآن میں۔ پہلے حصے میں کتاب کی حفاظت اور دوسرے میں سمجھ کر پڑھنے کی تلقین۔ یہ کہ قلم ہے کہ بد زبان مجھے پڑھنا ہے فائدہ ہے۔

☆ — اللہ تعالیٰ کو برے کامیر مطلوب ہے اور یہود اللہ بکرم البسرا کا ہی مطلب ہے۔

☆ — بدعون رہم نموا و طمعا میں عجیب تعلیم دی یعنی عبادت کو لیا کال نہ سمجھو کہ باز کرنے تمہارا ایمان تھا کہ بے کار سمجھئے تمہارا۔

☆ — انسان کو کلمہ کی خبر نہ دنا حق تعالیٰ کی رحمت ہے و ثواب الحق اھوا، ہم لفست السموات والارض۔

❖ — ایک شعر میں کہ حضرت ابوالحسن نوریؒ پر علیؑ پر الوہیوں نے حضرت جبریلؑ سے کہا آپ پر علیؑ کیوں نہ ہوا فرمایا تو نوریؒ الحاصل تھیں یہاں جبریلؑ

❖ — انزل من السماء ماء لیسالت اودہ بقدر دھار اس نے آسمان سے پانی
نہیں لرایا۔ چنانچہ اس کے مطابق راویانہ رہے تھیں آ
اس آیت میں چاروں سلاسل کے لئے تمثیل ہے۔

❖ — صمات میں ایک روکا مشہور کائنات ہے۔ ان تقوموا للہ منکم ، غواذی لم
تشفکروا ما یصاحبکم من جہ۔

❖ — ولئن شئنا لذهبن بالنہدی او حیثا البکۃ میں علم پر ناز فخر اور
رنو لا ان نستعاضک لقد کنت نمرکس الیہم میں عمل پر ناز کی بڑا کھاڑی اس
آیت کو سمجھنے والا نہ علم پر ناز کر سکتا ہے نہ عمل پر۔

❖ — اخبار پڑھنے کی ضرورت پر دلیل دی جاسکتی ہے کہ ان رسول اللہ ﷺ ہنفسد
اصبح بد۔

❖ — اذا حضر العشاء والعشاء فاستدرا ما العشاء [جب عشاء نور کھنا ایک
وقت پیش ہوں تو پہلے کھانا کھا پھر نماز پڑھو]

❖ — کسب دنیا جائز جب دنیا مع بلکہ مکمل رحمت یہ کہ احببت شیخ ہے۔ قل ان کان
اماو کم وامنار کم میں بھی بتایا گیا۔

❖ — سو من ملی صراط سے گزریں گے تو جنم کے گی یا مومن اسرع فان نور کے
الغناء تباری۔

❖ — اہل دنیا روز محشر فریاد کو ابرہہ رکھیں گے تو کہیں گے یا ایہ ارجو دن قرصیت
بالمغنا بعض فاعطی مثل ما او تو

❖ — ایک دن آواز آئے انکے من اہل المحذوہ سرے دن آواز آئے نکلا من
اہل النار تو بھی عذاب میں فرق نہ تھا۔

- ❖ — بڑا انوں کی بات پر تحمل و تحمل کی ذکاوت ہے۔
- ❖ — بہت زیادہ کھا کر چار ہو بیوانوں کی خداوندانہ کشتی سے چار ہونے والوں سے زیادہ ہے۔
- ❖ — ہر بچے کی پیدائش اس بات کی علامت ہے کہ خدا تعالیٰ بندے سے مایوس نہیں ہوا۔
- ❖ — بچ پر چلنے والوں کا ہر قدم شیطان کے سینے پر ہوتا ہے۔
- ❖ — حیرت ہے کہ انسان ہاتھ تو دنیا کے آگے بھیلانا ہے مگر خدا سے کرنا ہے۔
- ❖ — بری عادات کی طاقت کا اندازہ اس وقت ہوتا ہے جب انہیں چھوڑنے کی کوشش کی جاتی ہے۔
- ❖ — جتنی محنت سے لوگ جہنم خریدتے ہیں اس سے آدمی محنت میں ہمت لیتی ہے۔
- ❖ — کسی سے کنارہ کشی کے لئے بھی عذرت ضروری ہے ولا تسوا الفضل بفسادکم۔
- ❖ — ترکِ تلخی کے لئے غائب کی ناگواری بذرِ غمیں۔ انصرب عنکم الذکر صفحاں کسبتم قوم مسرفین۔
- ❖ — الاثم معاصی صدر کے۔ [مگر وہ ہے بد دل میں ٹھک پیدا کرے]
- ❖ — مکہ کی حقیقت تجلی الوہیت، مدینہ کی حقیقت تجلیِ مہدیت، عرفات کی حقیقت "ماضی" کی اہمیت۔
- ❖ — مسلم شریف کی حدیث ہے اما تہم اللہ اما تہم [مومنوں کو جہنم میں ایک قسم کی موت دی جائے گی۔ جس سے تکلیف کم ہو جائے گی]
- متفرقات :-**
- ❖ — جنت میں حوریں، شراب اور قربِ خداوندی جمع ہو گا چونکہ حکمِ الہی ہو گا۔
- ❖ — ایک محلِ فیکہ وقتِ ناچ کر اور دوسرے وقتِ جائز ہو سکتا ہے۔ جیسے نکاح سے پہلے لڑکی کو دیکھنا حرام بعد میں دیکھنا ثواب، چونکہ بیوی بن چکی ہے۔
- ❖ — نیچی دائرہ میں سے زیادہ تاکید اور نیچے پانچا کے کی ہے۔

❖ — نیچی، نرمی سے زیادہ تاکید اور نچے پا جائے کی ہے۔

❖ — زبان سے اُتر نہ ہونے کی مثال ایسے ہے جیسے ایک عام آدمی پولیس والے کو کہے کہ تم برطرف ہو۔ سو دفعہ بھی کہے تو کیا اثر۔ الا پولیس والا گردن مٹا پے گا جبکہ وزیر ایک دفعہ کہے تو برطرف۔ خدا پہلے عند اللہ مثلاً پادشاہِ برزبان سے جو نکلے گا اسکا اثر ہوگا۔

❖ — حضرت شہ ابو سعیدؒ نے ملاسل اربع کی مثال اربع انہار میں عیسیٰ دی ہے۔ پانی کی نہر نسبت سرودیدہ دودھ کی نہر نسبت تھپندیدہ شراب کی نہر نسبت چشتیہ شد کی نہر نسبت قرار ہے۔

❖ — طب بہ ملتی میں معدے اور صوب روحانی میں دماغ کی اہمیت ہوتی ہے۔

❖ — انگریزی پرچہ کریدار بننا عہنی پرچہ کر بے دین بننے سے بہتر ہے۔

❖ — صبر کی حقیقت یہ ہے کہ بڑے آرام کیسے پھوٹی تکلیف برداشت کرنا تسکین ہوتی ہے۔

❖ — شریعت میں اعضاء ربوہ ارج کو آٹھ کرنا پڑتا ہے طریقت میں اعضاء وجود ارج اولیٰ کو آٹھ کرتے ہیں۔

❖ — جس نے اپنی زندگی میں اپنی ذات کو مشغول کیا وہ مرنے کے بعد گنہگار۔ جس نے زندگی میں گناہ کی کو مشغول کی وہ مرنے کے بعد شہر۔

❖ — حیض کے درمیان طہر کا ایک دن بھی حیض سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح بھونے آدمی کا حج بھی جھوٹ سمجھا جاتا ہے۔

❖ — یہ تجربہ شدہ بات ہے کہ جو بچہ سورۃ یوسف پہلے یاد کرے اسے قرنِ جلدی یاد ہو جاتا ہے۔

❖ — مرشد کی رہ کا اثر بہت زیادہ ہوتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ وفات نبویؐ سے تین سال پہلے ایمان لائے مگر حافظہ اتنا کہ روایات سب سے زیادہ۔ چونکہ نبی علیہ السلام نے دعا دی تھی۔

❖ — جس طرح شہوت بغیر محل حرام ہے اسی طرح نفس بھی بغیر محل حرام ہے۔

❖ — شیخ ابو سعید ابوالخیرؒ کے ایک مخالف نے تھمہ داراءؒ آپ نے اس کی طرف دیکھا تو اس نے کہا و اسقدر خبیثہ و شرہ من اللہ تعالیٰ آپ نے فرمایا دیکھنا چاہتا، اس کی

کے چہرے پر سیاہی لگی ہے۔

❖ — بزرگوں کا کام نقل کرنے سے کیا ہونا ہے؟ دیکھو طوطا کیسے ہو ہو آدمی کی طرح بولا ہے کیا وہ آدمی ہو جاتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

❖ — حقیقی صبر یہ ہے کہ بلا آنے کو ایسا سمجھے جیسے بلا جانے کو سمجھتا ہے۔

❖ — عقلمند وہ ہے جو مصیبت نازن ہونے کے پہلے ان ہی کرے جو تیرے دل کرے گا۔

❖ — اگر سارے جہاں کا غم بنا کر مسلمان کے منہ میں رکھ دو تو بھی حق مہمانی لوگ ہو گا۔

❖ — بچائی کی مشعل جہاں جلتی دیکھو فائدہ افزاؤ یہ نہ دیکھو کہ مشعل ہوا کون ہے۔

❖ — ہر بچے کی پیدائش اس بات کی علامت ہے کہ خدا ابھی بندے سے مایوس نہیں ہوا۔

❖ — مسلمان کو فائدہ نہ پہنچا سکو تو نقصان نہ دے۔ خوش نہ کر سکو تو رنجیدہ نہ کرے۔ شریف نہ کر سکو تو غیبت نہ کرے۔

❖ — صرف ریاضی ہی میں نہیں اخلاقیات میں بھی خدا مستقیم کا ناسلہ سب سے کم ہوتا ہے۔

❖ — رسول کی عمر میں ایک لمحے کی غلطی انسان کا رخ مشرق سے مغرب کی طرف بدل دیتی ہے۔

❖ — غلطی کے بعد چہرے کو بہانے کی چادر سے نہ چھپاؤ کیونکہ چادر چہرے سے زیادہ چلی ہے۔

❖ — کینے آدمی سے دوستی نہ کرنا کیونکہ گرم کو ٹھک ہاتھ جلاتا ہے اور ٹھنڈا کو ٹھک ہاتھ کالے کرتا ہے۔

❖ — جب جسم سیر ہو جاتا ہے تو تمام اعضاء شہوت کے بھوکے ہو جاتے ہیں۔

❖ — حیرانیت میں کبھی سب سے زیادہ حرمیں اور کھڑکی سب سے زیادہ قامت پسند پس اللہ تعالیٰ نے کبھی کو کھڑکی کی غذا بنا دیا۔

❖ — اگر انسان کے خیالات شرعی گواہ ہوتے تو کئی پارہ سا بہ معاش ہوتے۔

❖ — نعر اس وقت تک پاک ہے جب تک اٹھائی نہ جائے۔

❖ — حضرت سید الفہم بن مبارکؒ نے نصیحت فرمائی۔ ”یری نظر چو زود منشوع کی توفیق ملے

گی۔ یہودی کوئی بھڑور وراثتی مٹا ہوئی۔

✽ — بخش کاہی کرنے پر ایک نوہرہن کو کسی بزرگ نے کہا: ”کیچہ تو خدا تعالیٰ کے نام کیسہ خط بھیج رہا ہے۔“

✽ — اتر غورہ کوئی ختم ہو تو اس کے کئی خند یافتہ ہوتے۔

✽ — اتر تو حق تعالیٰ سے راضی ہے تو یہ نشانی ہے اس بات کی کہ وہ حق سے راضی ہے۔

✽ — جو شخص کسی دوسرے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے غلو یہ ادا کرتا ہے وہ قرآن کی پہلی آیت ادا کرتا ہے۔

✽ — انکساری کا سارا لے کر چلو رو نہ ٹھوکر کھا کر گر پڑو گے۔

✽ — عیاری بھو نہ کہل کی طرح ہے اس سے سر چھپاؤ گے تو پاؤں نیچے ہو جائیں گے۔

✽ — حضرت موسیٰ نے دعا کی: ”خدا یا! مخلوق کی زبان مجھ سے روک دے“ فرمایا: اگر میں ایسا نہ کرتا تو اپنے نئے کرتا۔

✽ — گواہ شہرہا نیک تر کھانا کھو غلط ہے۔

✽ — بیٹ کا وندون ہونا تو کوئی بے نور جاں میں نہ بھٹتا۔

✽ — منہ دل کا درخت اس غلاڑی کے منہ کو بھی خوشیور بنا دیتا ہے جو اسے کھاتا ہے۔

✽ — ایک مرتبہ نبی کریم نے صحابہ سے فرمایا: ”میں تمہیں عبادت کرتے دیکھتا ہوں مگر

حدوث میں کمی پاتا ہوں۔“ صحابہ ہنسنے پر پچھا علت کیا ہوتی ہے؟ فرمایا: ”انکساری۔“

✽ — حضرت مجدد الف ثانیؒ نے فرمایا: ”اب سوائے اتباع سنت کے کوئی آدمہ باقی نہیں رہی۔“

✽ — اشراف نفس کے بغیر جوہر ملے اس میں برکت ہوتی ہے۔

✽ — لبس کے نہیں درجے ہیں ایک لباس کا جو ضروری ہے اور اس لباس کا جو جائز ہے

تیسرا لباس کا جو منع ہے۔

✽ — مودہ ہوتے ہوئے مودہ ہو گا اور مودہ ہوتے ہوئے مودہ ہو گا یہی معاشرت ہے۔

✽ — شاہ شجاع کھانیؒ نے ۴۴ سال رات کو جاگ کر عبادت کرنے کا معمول رکھا۔ ایک رات

سو گئے تو اللہ تعالیٰ کی زیارت نصیب ہوئی۔ عرض کی ”یا اللہ! میں نے جاگنے میں آپ کو ڈھونڈا مگر آپ سونے میں ملے۔“ فرمایا ”جاگنے کی حرکت سے سونے میں ملے۔“

❶ — اگر مرنے کے لیے پنج انگڑا رکھ دیں تو پچھ مرنے کا ہی کھانے کا اگرچہ مرنے سے بڑا ہوگا۔ اسی طرح مرید کتنا ہی ترقی کر جائے روحانی چنانچہ مرشد ہی کا رہیگا۔

❷ — غلطی ہونے پر نفس کو سزا دی جاسکتی ہے۔ جیسے حالت خض میں جملہ کرے تو صدقہ کھانے کا حکم ہے۔

❸ — دوس کی حقیقت یہ ہے کہ دعا مانگے ”اے اللہ! فلاں شخص آپ کا قبول ہے اور مجھے اس سے محبت ہے پس اس محبت کے مدد سے رحمت فرما۔“

❹ — افضل عمل کی امت نہ ہو تو جائز عمل کر لینا بہتر۔ مظلوم ہو کہ تہجد میں انھیں کی امت نہ ہو تو پڑھ کر سونے۔

❺ — اے دوست تو اپنے اصل مکان کی طرف جا رہا ہے لیکن ست رفتار کی کے ساتھ ’اصل مکان کی طرف تو جانور بھی خیر چلتے ہیں۔

❻ — شیطان کے دلوں کی مثل بجلی کے تار کی طرح ہے۔ قریب یا دور کرنے کے لیے پکڑ پھینٹ جائے گی۔

❼ — بیوی کی محبت اگر غفلت عن الدین کا حجب نہ بنے تو محمود بلکہ مطلوب ہے۔

❽ — امام ابو حنیفہؒ نے امام یوسفؒ کو نصیحت کی کہ کوئی پشت سے پکارے تو جواب نہ دے۔ پشت سے پکاروں کو پکارتے ہیں۔

❾ — حضور اکرم ﷺ سے نبی حقیقت کے ایک وفد نے عرض کیا کہ ہم اسلام لانے کو تیار ہیں مگر زکوٰۃ دیں گے نہ جملہ کریں گے۔ فرمایا ’منھور‘ جب اسلام دے تو سب اللہ کے۔ یہ نبی علیہ السلام کی حکمت تھی۔

❿ — نبی اکرم ﷺ نے ایک نبی بی بی کو خود سے توبہ کرائی۔ کہنے لگی ”ایک نوحہ کا ظرف ہے اندر کر توبہ سوچی“ فرمایا ”نیک ہے۔ اللہ کریم راستے سے لوٹ چکی“ حکمت یہ ہے۔

⓫ — ایسی بات نہ کہو جس سے دوسروں کو تکلیف پہنچے یہ نصف سلوک ہے۔

① — منصور ماریج کو سولی چڑھانے سے پہلے مریدین نے پوچھا: "تو رے نور پھر مارنے والوں کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟" فرمایا "تمہیں ایک ثواب ایسی دو ثواب۔ تمہیں مجھ سے حسن ظن ہے انہیں شریعت کا خیال۔ حسن ظن فرع ہے، بلکہ شریعت اصل ہے۔

② — محبت شیخ خیاں غیر میں شامل نہیں ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے چاند دیکھ کر مآخذ رسی۔ یہ ظاہر تو شرک ہے لیکن حقیقت میں شرک کا ابطال ہے۔

③ — امام باقرؑ کا فہم ہے کہ مریدوں کی نفسانی خواہشات سے پیدا ہوتی ہے۔ زندہ انسان ہی غور سے سنتے ہیں۔

④ — جو قوت کی قدر نہیں کرنا قوت معلوم طریقے سے چھین لی جاتی ہے۔

⑤ — دنیا کوئی سے عجب پیدا ہو تو لکھ کر دیکھا کرے اس طرح لوگ نہیں تے پھر وہ دیکھ دیکھ کر ہوں رہا ہے۔

⑥ — اپنے اختیار و قصد سے کسی کی برائی دل میں رکھنا اور اسے ایذا پہنچانے کی تدبیر کرنا کینہ ہے۔ اگر کسی سے رنج کی بات چیں آئے اور طبیعت خفے کو نہ چاہے تو یہ انتہا میں ہے اور ہونے کی دعا کرے۔

⑦ — مال دنیا کی کمی پر غور بہت حسب دنیا کی علامت ہے۔

⑧ — اہل اللہ کے نزدیک مال پر غور کرنے و احوال کی مثال ایسے ہے جیسے بھتی جس میں کھدکی کے نوکوں پر غور کریں۔

⑨ — حضرت ابراہیمؑ ارجم سے کوئی قافے کی شکایت کرتا فرماتے "تم قافے کی قدر کیا جانو؟" ہم نے سلطنت دہ کر خریدے ہیں، ہم سے پوچھو۔"

⑩ — عورت کے لئے زیور و لباس کی محبت کم تر۔ لہذا حریق یہ ہے کہ گھر میں ہتھ کپڑے پہنے، دوسری جگہ جاتے تو ہتھوں کپڑے پہنے۔

⑪ — ابن عطاء سندریؒ کو امام ہوا کہ میں ایسا رزاق ہوں اگر تو دعا کرنے کے روزانہ ملے تو پھر بھی میں گناہگار دورہ کرنا گئے تو تو لیں نہ ہوں گا۔

⑫ — امام مالکؒ کے پاس امام شافعیؒ مسلمان ہوئے۔ امام مالکؒ نے پہلے خود ہاتھ دھوئے اور کھانا

شروع کیا تاکہ مسلمان بے تکلف ہو جائے۔

① — دریا کے پانی اور آنکھوں کے پانی میں صرف جذبات کا فرق ہوتا ہے۔

② — ہماری مشرقی عورتیں عام طور پر (عاشقت لا ذرا) امور قاصرات اطراف (دوسروں کی طرف نہ دیکھنے والیاں) ہوتی ہیں۔ عورتیں فطرتاً موسکے تھیں، مگر مروت کی وجہ سے عورت کا نکاح ہوتا ہے۔

③ — بوزھا آدمی چراغ عربی تو جوان آدمی چراغ شام ہے۔

④ — حقوق العباد کو حقوق اللہ پر ترجیح دینے میں ایمان کی تعلیم تنصود ہے۔

⑤ — اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ہمارے جذبات کا لحاظ فرمایا ہے سات زمینیں سات آسمان مگر سات مسکن کا تو تک بار بار سات زمین کا ایک ہی بار۔

⑥ — حضور اکرم ﷺ کو جب اختیار دیا جاتا تو ہاتھوں میں "آپ ﷺ آسمان مثل کو اختیار فرماتے۔ اس میں عاجزی و کمال مبدیت ہے۔

⑦ — ایک صاحب نے حضرت عائشہ اور ادا اللہ صاحبہؓ سے کہہ کے قیام کی اجازت طلب کی۔ فرمایا "تم ہندوستان رہو دل کہ میں یہ بہتر ہے جس سے کہ تم کہ میں رہو اور دل ہندوستان میں۔"

⑧ — شہادت اور تدبیر انہی ہو سکتی ہیں شیر استیا بلور مگر بھپ کر شکار کرتا ہے۔

⑨ — عوام کا یہ حال کہ شرک کو بھی تو سل سمجھتے ہیں غلامے تنگ کا یہ حال کہ تو سل کو بھی شرک سمجھتے ہیں۔

⑩ — حرم شریف کی خاصیت دم کی سی ہوتی ہے بچہ بڑا ہوتا ہے تو دم بھی بڑا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح حلاج کے زیادہ ہونے پر حرم میں وسعت ہوتی ہے۔

⑪ — الہی میں اگرچہ تیری باقرینی کموں مگر تجھ سے امیدیں تو منتقل نہیں ہوتیں۔ دنیا کی بے وفائی نے تیری طرف، تھکیل دیا اور تیرے لطف و کرم کے علم نے تیرے دروازے پر جمادیا۔

⑫ — ابھی تو نے اپنا اسلمن کم نہیں کیا تو پھر کس طرح تیرے "واسعی" دوسرے کی امید کی جاوے اور تو نے اپنی بندہ نوازی کی عادت کو نہیں بدل تو تیرے غیر سے کیونکر سوال کیا جاوے۔

- ❖ — اُلی جس نے تجھ کو پایا اس نے کیا نہ پایا اور جس نے تجھ کو نہ پایا اس نے کیا پایا۔
- ❖ — اُلی ہوائے نفسانی نے قسمت کی مضبوط رسیوں میں مجھ کو جکڑ لیا تو میرا مددگار ہو کر میری بھی مدد فرما اور میرے حلقین کی بھی مدد فرما۔
- ❖ — اُلی قبر میں اترنے سے پہلے ہمیں شک سے دور عشق سے بری فرما۔ اے اللہ میں ہوائے نفسانی اور دماغِ شیطانی پر تیری مدد چاہتا ہوں۔
- ❖ — اُلی تو جانتا ہے کہ جتنا مجھ سے حالت کی بجا آوری پر دوست نہیں ہوئی تاہم طاعت کی محبت دل سے کبھی نہیں نکلے۔
- ❖ — اُلی میں بہت سی طاعتیں بجالایا اور بہت سی حالتوں کو میں نے چلتے اور رات کی عمر تیرے عدل نے سن پر میرے اعزاز کو ڈھ دیا۔ نہیں بلکہ تیرے فضل نے مجھ کو ان پر اعزاز کرنے سے بچھڑ دیا۔
- ❖ — اُلی جس کی نیکیاں بھی برائیاں ہیں تو بھلا اس کی برائیاں کیونکر برائیاں نہ ہوں گی اور جس کے ظلم و خدائیں بھی محض دعوے ہیں تو بھلا اس کے دعوے کیونکر دعوے نہ ہوں گے۔
- ❖ — اُلی جب کبھی میری بدی نے میری زبان بند کی تیرے کرم نے مجھ کو گویا کر دیا اور جب کبھی میرے برے اصناف نے مجھے باؤس کیا تیرے احسان نے میری امید بندھادی۔
- ❖ — اُلی بلوہو میری ناصحت امتیازی کے تو مجھ پر کس قدر مہربان ہے اور بلوہو میرے فعل کی قیادت کے تو مجھ پر کس قدر رحم کرنے والا ہے۔
- ❖ — اُلی جب میرا حال تجھ سے نفی نہیں تو میں تجھ سے اس کا شکوہ کیوں نہ کروں۔ اُلی جب تو میرا کفیل ہے تو مجھے نفس و شیطان کے حوالے نہ فرما اور جب تو میرا مددگار ہے تو مجھے ذلیل و مہمان نہ فرما اور جب تو مجھ پر مہربان ہے تو روزِ محشر کی ناکامی سے بچا۔
- ❖ — اُلی تو نے میری نافرمانی کے وجود سے پہلے اپنے آپ کو میرے ساتھ لطف و مہربانی سے شغف فرمایا تو کیا میری نافرمانی کے وجود کے بعد مجھ کو اپنے لطف و مہربانی سے محروم نہ فرمایا۔
- ❖ — اُلی مجھ سے وہ ہے جو میری بدی اور کمینگی کے لائق ہے اور تجھ سے وہ ہے جو تیرے کرم کو سزاوار ہے۔

- ① — الہی جب میں اپنے غنا کی حالت میں بھی محتاج ہوں تو اپنے فقر کی حالت میں کیا کر فقیر و محتاج نہ ہو گا۔
- ② — جس نے نعمتوں کی قدر لین کی موجودگی میں نہ پہچانی وہ اس کے اقدار کے بعد اس کی قدر پہچانے گا۔
- ③ — جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی مہربانیوں اور احسانات سے متوجہ نہ ہو تو وہ آزمائش کی دنجیوں میں اس کی طرف کھینچا جائے گا۔
- ④ — جو کلام کسی مشکل سے ظاہر ہوتا ہے ضرور اس پر اس قلب کا نورانی یا تاریک لباس ہوتا ہے جس سے وہ پیدا ہوا۔
- ⑤ — طاعت کے فقدان پر غم نہ ہونا اور اس کے ساتھ طاعت کی طرف نہ اٹھنا و حرکت میں پڑنے کی علامت ہے۔
- ⑥ — جب تو اپنی قدر اس کے نزدیک معلوم کرنا چاہے تو یہ دیکھ کہ اس نے تجھ کو کس حکم میں نگاہ رکھا ہے۔
- ⑦ — جس نے اپنے عمل کا ثمر و لذت و ملاذت کی شکل میں دنیا میں ڈالیا تو یہ اس کے آخرت میں قبول ہونے کی دلیل ہے۔
- ⑧ — جس کے سلوک کی ابتداء اور او کے التزام سے متور ہوگی اس کے ملوک کی امتنا و توار اور معارف کے ساتھ روشن ہوگی۔
- ⑨ — جس کو تو ہر سوال کا جواب اپنے والا۔ ہر مشلوہ کا ظاہر کرنے والا اور ہر علم کا بیان کرنے والا دیکھے تو اس سے اس کا جس سمجھ لے۔
- ⑩ — عارف وہ ہے کہ جس کی مقدراتی کبھی رائیں نہ ہو اور ماموائے اللہ تعالیٰ کے اس کو کبھی قرار نہ آوے۔
- ⑪ — غیر کے بھائی طرف تیرا نظر اٹھانا اور ماموا کے اقدار سے تیرا دھشت ناک ہونا تیرے اس تک نہ پہنچنے کی دلیل ہے۔
- ⑫ — جب تک تو مخلوقات میں خالق کا مشاہدہ نہ کرے ان کا تابع ہے اور جب تو اس کا مشاہدہ

کرے تو مخلوقات تمہارے تابع ہیں۔

⑤۔ بڑا سخت ثجب ہے کہ جس سے کسی طرح جدا نہیں ہو سکتا اس سے بھاگتا ہے اور جس کے ساتھ کسی طرح نہیں رہ سکتا اس کو طلب کرتا ہے فی الحقیقت آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔

⑥۔ تو اپنی مہودیت کے اوصاف میں پختہ ہو۔ وہ اپنے اوصاف کے ساتھ تیری لہو اور فہائے کا تو اپنی اہمیت میں پختہ ہو وہ اپنی عزت سے تیری اعانت کرے گا۔ تو اپنے بکریں پختہ ہو وہ اپنی قدرت سے تیری مدد کرے گا تو اپنی ناتوانی میں پختہ ہو وہ اپنی طاقات قوت کے ساتھ اچھیری فرما پئے۔

⑦۔ جو چیز تیری نہیں وہ سرے کی ہے اس کا دعویٰ تیرے لئے حرام کر دیا تو کیا اپنے وصف کا دعویٰ تیرے لئے مباح کر دے گا حالانکہ وہ تمام عالم کا پروردگار ہے۔

⑧۔ تو اپنے اس کو انبیاء سے خالی کر اللہ تعالیٰ اسے معارف و اسرار سے پر کرے گا۔

⑨۔ بن اوقات قبض کی تاریک رات میں وہ علوم و معارف تجھ کو دے دے جو واسطہ کے روز روشن میں نہیں پاسکتا۔

⑩۔ ابتداءئے سارک اس کی لکھا کا آئینہ اور تجلی کلمہ ہے جس کی ہدایت اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوگی اس کی نہایت بھی امن تک ہوگی۔

⑪۔ جس کی سر میں برکت دی جاتی ہے وہ تھوڑے زمانہ میں اس قدر اللہ تعالیٰ کے احاطہ و احسانات پالیتا ہے جو نہ عبارت اور دلائل کے احاطہ میں آسکیں نہ اشارہ و بار اشارہ پہنچ سکے۔

⑫۔ پردہ پوشی کی دو قسمیں ہیں ایک تو گناہ کے حدود سے پردہ پوشی دو سنی گناہ ہونے کے بعد ظن سے پردہ پوشی۔

⑬۔ علوم و خائنات تجلی کے وقت عمل وارد ہوتے ہیں پھر حفظ و تکرار کے بعد تفصیل ہوتی ہے۔ "لا تحرکک بہ لسانک لتعجل بہ۔"

⑭۔ اہل واپس کا ورود بقدر قابلیت اور استعداد کے ہوتا ہے اور انوار کی روشنی بقدر صفائی اسرار باطنی کے ہوتی ہے۔

❖ — درد کا تو تیرا مولیٰ تجھ سے طبعاً ہے اور واردا کا تو اس سے خواہی ہے تو بھلا تیرے مطلب کو اس کے مطلب سے کیا نسبت ہو سکتی ہے۔

❖ — مولیٰ تعالیٰ کے اسان اور اپنے صباں سے فارک بہاویہ تیرے لئے اسٹہ راج ہو چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم درجہ بدرجہ ان کو آدمی کے ایسی طرح کہ وہ نہ جانیں گے۔
”سندد جہم من حیث لا بعلمون“

❖ — حقیقت میں موضوع وہ نہیں ہے کہ جب کوئی واضح کلام کرے تو اپنے آپ کو اس سے بلند اور بالترجیح بلکہ متواضع رہے کہ جب تواضع کرے تو اپنے آپ کو اس سے کمتر اور پست خیال کرے۔

❖ — جس چیز سے تواضع ہے اس سے آزاد ہے اور جس کا طالع ہے اسکا بندہ ہے۔
❖ — درحقیقت تیرا ہمیشہ وہ ہے جو تیرا عیب نہن کر بھی تیرا ساتھی رہا اور مجز تیرے مولیٰ کریم کے ایسا اور کوئی نہیں ہے۔

❖ — کاتبِ توحید کار ہوتا ہے لیکن تجھ کو تجھ سے بدتر کی صحبت ٹھیکہ دہا کھاتی ہے۔
❖ — ایسے شخص کی محبت نہ کر کہ نہ جس کا حال تجھ کو اللہ تعالیٰ کی طرف برانگیختہ کرے اور نہ اس کا کام تجھ کو اللہ تعالیٰ کی طرف رجعتی کرے۔

❖ — جب توجہ جان ہے کہ شیطانی تجھ سے غافل نہیں ہونا تو بھی اپنے ایسے مولیٰ سے کہ تیری پیشانی اس کے قبضہ قدرت میں رہے غافل نہ ہو۔

❖ — نہ تیری طاعت اس کو کچھ نفع بخشتی ہے اور نہ تیری معصیت اسکو کوئی نقصان پہنچتی ہے تجھ کو حالتِ کا حکم کیا اور معصیت سے روکا کہ اس کا نفع تیری طرف ہو کرے۔

❖ — اپنی عبادتِ خاصہ اور توجہ کے بعید کے حضور کی طرف اپنے بندوں کو مگر اس بلا تو فرمایا اللہ تعالیٰ جس کو چاہے اپنی رحمت کے ساتھ مخصوص کرے اور جب دیکھا کہ آدمی کو اسی کے ساتھ بھڑکایا جائے گا کہ سرِ رحمت وہی ہے تو اللہ عزوجل پر اعتماد کر کے قفل کرنا چھوڑ دیں گے تب فرمایا اللہ کی رحمت نیم کاروں کے قریب ہے۔

- ❖ — جس نے تیری تعلیم کی اس نے درحقیقت تیرے پردہ گھر کی ستوری کی تفریق کی۔
- ❖ — جب اپنا فعل و احسان تھہ پر ظاہر کرنا چاہتے ہیں افعال صراط تھہ میں پیدا کر کے دماغ کے موقع میں تیری طرف نسبت کرنا ہے۔
- ❖ — جب تھہ کو ہوا سے متوحش اور دماغ برداشتہ کر دیا تو تو مجھ لے کہ وہ تھہ لے لئے اپنے ساتھ دماغی اور انسانی کا دروازہ کھولنا چاہتا ہے۔
- ❖ — اول تھہ پر ایچلو کی نعمت مبدول فرمائی اور دوسرے ہر لحظہ پہ درپے نکاہری و باطنی بھاء کی نعمت پہنچائی۔
- ❖ — جب مہ سے تجھے فراخ دل ہو اور مہ سے دماغی ہو تو مجھ لے کہ تو عیونیت میں بچا نہیں۔
- ❖ — غلط کار تھہ لے لئے حمان ہے اور اہل تھہ تھہ کا نہ دینا بھی احسان ہے۔
- ❖ — نہ دینا صرف اسی وجہ سے تھہ کو تکلیف دہا ہے کہ تھہ کو نہ دینے میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و لطف کی فہم نہیں۔
- ❖ — جب تھہ کو دیا تو اپنا جود و کرم دکھلایا اور جب نہ دیا تو اپنا قہر و طلبہ مشاہدہ کرایا پس وہ ہر حال معرفت سے تھہ کو بہر دور فرماتا ہے نور اپنے لطف و احسان کے ساتھ تھہ کی طرف متوجہ ہے۔
- ❖ — صرف دار آخرت ہی کو اپنے مومن بندوں کے افعال کیلئے محل ۱۲ مقرر کیا ایک تو اس وجہ سے کہ جو کچھ دینا چاہتا ہے دار دنیا اسکو سانس سکتی دوسرے یہ کہ دار بھاس بدلہ دینے سے امن کی قدر کو برتر اور بالا ٹھہرلا۔
- ❖ — جس نے یہ ممکن کیا کہ معیبت اور تکالیف میں اس کا لطف و صبرانی جدا رہے تو یہ اس کی نعر عشق کا قصور ہے۔
- ❖ — جب تک تو اس دار دنیا میں ہے کہ درقرن کے پیش آنے کو عجیب نہ خیال کر کہو کہ دنیا نے اسی چیز کو ظاہر کیا جس کا، صف ضروری اور نعمت لازمی ہے۔
- ❖ — جب صبح ہوتی ہے تو غافل فکر کرنا ہے کہ آنے میں کیا کام کرو گا اور دانشور انتظار کرتا

- ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ کیا عہد فرمائے گا۔
- ❖ — اس میں تیری کوشش جس کا وہ تیرے لئے کفیل ہو چکا اور اس میں تیری کوتاہی جس کا وہ تجھ سے طالب ہو، تیری عقل کا چراغ گل ہونے کی دلیل ہے۔ پیش قدمی کرنے والی ہستیں تقدیر کی دیواروں کو نہیں پھاڑ سکتیں۔
- ❖ — اللہ تعالیٰ ہے یہ طلب نہ کر کہ تجھ کو تیری موجودہ حالت مثل دینی یا لدنی سے نکل کر اس کے سوا کسی دوسری حالت کے کام میں لگا دے کیونکہ اگر وہ چاہتا تو بغیر نکالے کے کام میں نکالتا۔
- ❖ — دعا و عبادت سے تیرا مطلوب حصول بخشش و عطا نہ ہونا چاہیے بلکہ اپنی ربوبیت کے اظہار اور اس کی ربوبیت کے حقوق کو قائم کرنا ہونا چاہیے۔
- ❖ — اکثر اوقات عارف اپنے مولیٰ کی مشیت پر اکتفا کر کے اس کی طرف اپنی عبادت پیش کرنے سے حیا کرتا ہے تو بھلا وہ اسکی حقوق کی طرف عبادت لے جانے میں حیا کیوں نہیں کرے گا۔
- ❖ — سوال کے ساتھ یاد تو اس کو دلایا جائے جس پر غفلت و سہو جاز ہو اور طلب کے ساتھ مستحب اس کو کریں جس کو سائل سے بے پروائی ممکن ہو۔
- ❖ — اپنے مولیٰ سے دعا سواں کرنا کچھ عہد و امور معتبر محال نہیں۔ پسندیدہ حال یہ ہے کہ تجھ کو حسن اوسب عطا ہو جائے۔
- ❖ — اے سائل! اپنی ہمت کو اپنے مولیٰ کریم کے غیر کی طرف نہ بڑھا کیونکہ کریم سے امیدیں تباہ نہیں کرتیں۔
- ❖ — بلوچہ گز گز آنے کے دعا میں عطا کے وقت میں تاخیر کا ہونا تجھ کو قبولیت دعا سے ماہم نہ کرے کیونکہ وہ تیری اہلیت کا کفیل اس امر میں ہوا ہے جس کا وہ تیرے لئے پسند فرماتا ہے۔
- ❖ — شہوت نفسانیہ کو دن میں سے بجز روکنے والے خوف کے یا سترار کرنے والے شوق کے کوئی چیز نہیں نکل سکتی۔
- ❖ — جب تو یہ چاہے کہ امید کا درد نہ تیرے لئے متوج ہو تو اپنی طرف اپنے مولیٰ حقیقی کے

احسانت کا مظاہرہ کر اور جب چاہے کہ خوف کا دروازہ تجھ پر کھلے تو جو کچھ غفرانیاں اور بے ادبیاں اس کی جناب میں صادر ہوئی ہیں ان کا مظاہرہ کرے۔

②۔ اگر تجھ کو میرے نفس کی طرف لوٹا دیا تو تیری مذمتوں کی نسبت نہیں اور اگر اپنا وجود کرم تجھ پر ظاہر فرمایا تو تیری خویرں کی انتہا نہیں۔

③۔ غرض اور معصیت صلہ ہونے کے وقت غلو کی امید میں نقصان کا ہونا اپنے اعمال پسندیدہ پر اتحد کی علامت ہے۔

④۔ جب تجھ پر دو امر مشتبہ ہو جائیں کہ کون کوئی ہے ان میں نفس پر جو زیادہ شاق ہو اسکو رکھ اور اس کی پیروی کر کیونکہ نفس پہ وہی شوق ہوتا ہے جو حق ہوتا ہے۔

⑤۔ معصیت میں خطا نفسانی حکم کلمہ ہے اور طاعت میں خطا نفسانی پوشیدہ ہے پس جو پیروی پوشیدہ ہو اس کا علاج غفلت ہوتا ہے۔

⑥۔ جب تیرا مولیٰ تیری ایسی تعریف میں غفلت کی زبان کو گویا کر دے جس کے تو لائق نہیں تو اپنے مولیٰ کی تعریف میں جو اس کے لائق ہے ترک کر دینا ہو۔

⑦۔ سب سے زیادہ جاہل وہ شخص ہے جو اپنی نسبت لوگوں کے خیال اوصاف گنل کرنے پر اپنے بھنی عیوب کا خیال چھوڑ دے۔

⑧۔ سو من حقیقی کی جب مدح ہوتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس پر شربت ہے کہ اس کی ایسے وصف میں تعریف ہوتی ہے جس کا مظاہرہ اپنے نفس میں نہیں کرتا۔

⑨۔ لوگ بسبب ان اوصاف میدہ کے جو تجھ میں گننا کرتے ہیں تیری توصیف کرتے ہیں تو بسبب ان بری خصلتوں کے جو اپنے اندر پانا ہے اپنے نفس کی مذمت نہ۔

⑩۔ خواہش نفسانی کی علامات و لذت کا قسب میں مستحکم ہو جانا سخت اعجاز پاداری ہے۔

⑪۔ تجھ سے خواہش خداوت کیونکر ظاہر ہوں ابھی تک تو اپنے نظریں ملکوتی کو توڑ کر کیا ہی نہیں۔

⑫۔ ہر ایک معصیت اور غفلت اور نقصانی شہوت کی جڑ اپنے نفس سے روت بندی ہے۔

⑬۔ اپنے عیوب بالہی کی طرف تیرا نگاہ کرنا ان اشیاء کے حصول کی طرف تشر رہے۔

تھ سے پوشیدہ اور غائب ہیں زیادہ تر ہے۔

①۔ حلق سے لینے کی طرف ہاتھ نہ بھیلنا مگر جب ان میں بھی سلی حقیقی کو ہی دینے والا مشاہدہ کرے۔

②۔ حیرے اوقات میں ہنر اور کھ دقت وہ ہے جس میں تو اپنی ماحتمدی کا مشاہدہ کرے اور اپنی ذمت و غماری کی طرف لوٹے۔

③۔ اگر وہاں الٹی کانٹوں اپنے اوپر چاہتا ہے تو غمزدہ لڑکے کو اپنے اوپر راست کرے کیونکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے صدقے فقراء ہی کے واسطے ہیں۔

④۔ ناقص کا نازل ہونا عیدوں کی عید ہے۔

⑤۔ اگر تو دائمی عزت کا خواہش ہے تو غنی عزت کو اختیار نہ کر۔

⑥۔ اگر یقین کا نور تجھ پر روشن ہو جائے تو دنیا کے محسن پر فنا کے کمن کو خارجہ دیکھ لینا۔

⑦۔ اللہ تعالیٰ پرین حاکم تو صرف نصیحت قبول نہ کرے گا تو اس لئے دنیا کے مصائب کی چاشنی کا ایسا ذائقہ چھایا جو تجھ پر دنیا کی مفارقت سہل کر دے۔

⑧۔ اگر تو چاہے کہ معذرت کے غم سے محفوظ رہے تو بے جا اور بے نیاں دانت دنیا کی اختیار نہ کر۔

⑨۔ جو عمل تبارک الدنیا کے قلب سے ہو وہ تھوڑا نہیں اور جو عمل دنیا کے حریص اور اللہ تعالیٰ سے غافل کے قلب سے ہو وہ زیادہ نہیں۔

⑩۔ فکر قلب اگر اچانک ہے جب وہ نہ دیکھتا تو قلب کی روشنی بھی جاتی رہے گی۔

⑪۔ ذکر میں حضور نہ ہونے کے سبب ذکر کو نہ چھوڑو کیونکہ انکے ذکر میں غفلت ہونے کے بہ نسبت نفس ذکر سے غفلت کا ہونا زیادہ سخت ہے اور کچھ عید نہیں کہ تجھ کو اللہ تعالیٰ ذکر

غفلت سے ذکر بیداری تک اور ذکر بیداری سے ذکر حضور تک اور ذکر حضور سے اس ذکر تک جہاں میں اللہ کے سوا سب سے نجات ہو جائے بلند فرما دے اور اللہ تعالیٰ پر کچھ دشوار نہیں ہے۔

⑫۔ عمر گزشتہ کا عوض نہیں اور عمر موجود ہے بہا ہے۔

- ① — تیرا اعلیٰ کی بجا توری کو خارج وقت پر چلنا تیرے نفس کی حماقتوں سے ہے۔
- ② — اخیام سے خالی ہونے والے وقت کا انتظار نہ کر کیونکہ یہ تجھ کو اس کے حواظہ اور نگہداشت سے جس محل میں تجھ کو ٹھہرا رکھا ہے جدا کر دے گا۔
- ③ — بقدر ایک سانس کے بھی تیرا وقت نہیں گزر تا مگر اس میں تیرے لئے خدا کا امر مقدر کیا ہوا ظاہر ہوتا ہے۔
- ④ — حزیق ہے اس ذات پاک کے واسطے جس نے اپنے اولیام کی طرف راہ اپنی کا وہی طریقہ رکھا جو اپنی طرف راہ اپنی کا طریقہ ٹھہرایا اور اپنے اولیام تک اسی کو پہنچایا مگر کس طرف پہنچا۔
- ⑤ — کسکی کی زمین میں اپنے وجود کو وطن کر دے کیونکہ جو دائرہ زمین میں دفن نہیں ہوتا اس کا نشوونما کامل نہیں ہوتا۔
- ⑥ — قلب کے لئے کوئی چیز اس گوشہ فطری کے برابر نافع نہیں جس کے ساتھ مغلت الحیاد نغمہ شناسی کے میدان میں داخل ہو۔
- ⑦ — تجھ پر اپنی خدمت و طاعت کو واجب فرمایا اور حقیقت میں اس کی وجہ سے تیرے جنت میں داخل ہونے کو واجب فرمایا۔
- ⑧ — جب حق جل و علا نے اپنے بندوں کی کوتاہی و عکالت عیونیت کی بجا آوری کی طرف اٹھنے میں معلوم فرمایا تو اپنی طاعت و عبادت کو ان پر واجب فرما کر گویا ان کو اپنے اہلباب کی زنجیروں کے ساتھ اپنی طاعت کی طرف ہلکا کر دیا اور وہاں جو گمراہیوں پر تھج رہا ہے کہ جو زنجیروں میں بندہ کر جنت میں بھیجے جاتے ہیں۔
- ⑨ — تیرے لئے طاعات کو لوقات معینہ کے ساتھ اس لئے مقید کر دیا تاکہ کسل اور لیت و سستی ملنے نہ ہو اور وقت فراغ رکھا تاکہ کچھ حصہ اختیار کا بھی تیرے لئے باقی رہے۔
- ⑩ — میرا ضعف و ناتوانی معلوم کر کے نماز کی تعداد گھٹا دی اور فضل خداوندی کا محتاج جان کر اہل لوٹاوب بیعادی۔
- ⑪ — نماز حقیق دلوں کو اخیام کے سیل کچیل سے پاک کر دیتی اور پوشیدہ اسرار کا دروازہ

کھولنے والی ہے نماز سرگوشی کا عمل اور محبت و اخلاص کی جگہ ہے۔ اس میں خوب کے میدان اسراروں کیلئے فراغ ہوتے ہیں اور اس میں انوار کے ستارے چمکتے ہیں۔

⑤۔ اس کے صدقہ کئے ہوئے عمل پر تو کیونکر عوض کا طالب ہو سکتا ہے یا اس کی تہذیب بھی ہوئی راستی پر کس طرح جزا کا طالب ہو سکتا ہے۔

⑥۔ محب وہ نہیں ہے جو اپنے محبوب سے عوض کا امیدوار ہو یا حصول غرض کا طلبگار ہو۔

⑦۔ جس چیز کو تو محبوب بنائے گا اس کا بندہ ہو گا اور خدا تعالیٰ اسکو پسند نہیں کرنا کہ اس کے سوا تو کسی کا بندہ ہیں۔

⑧۔ حق جل و علا جس طرح عمل مشترک کو پسند نہیں فرماتا، اسی طرح قلب مشترک کو بھی پسند نہیں فرماتا۔

⑨۔ تیرا خواہش کرنا کہ لوگ تیرے اعمال اور باطنی احوال کی خصوصیت چن لیں میوہت کے اندر تیرا سچا ہونے کی دلیل ہے۔

⑩۔ گناہ اور نافرمانی کرنے کے وقت جس قدر تو علم خداوندی کا محتاج ہے۔ بے نیکی اور طاعت کرنے کے وقت اس سے زیادہ اس کے علم کا محتاج ہے۔

⑪۔ اپنے کسی عمل پر جس کا تو فاعل حقیقی نہیں ہے عوض کا طلبگار مت ہو۔ ایسے عمل پر تجھ کو یہی عوض کافی ہے کہ اس کو قبول فرمایا اور اس پر مواخذہ نہیں کیا۔

⑫۔ جب تو کسی عمل پر عوض کا خواہاں ہو گا تو تجھ سے اس میں صدق اور اخلاص کا مطالبہ ہو گا۔

⑬۔ عمل کرنے والوں کے لئے جزاء عمل ہی کافی ہے جو ان کے طاعت میں ان کے خوب پر اہمیت اور نڈت مناجات کے دروازے کھولتا ہے۔

⑭۔ جہاں پروردگار اس سے برتر اور بالاتر ہے کہ بندہ تو اس کے ساتھ اپنی طاقتوں سے نقد کا مقابلہ کرے اور وہ اس کا بدلہ قیامت کے اوجہار پہ چھوڑ دے۔

⑮۔ کوئی عمل بارگاہ خداوندی میں اس عمل سے زیادہ قبولیت کے لائق نہیں جیسا مشاہدہ تیری نظر سے غائب ہو اور تیرے خیال میں اس کا وجود حقیر ہو۔

- ❖ — جلی نے گدھے کی پیر کی اندھا اور پیر کی اندھا فیل ہوتی ہے تو حلقوں سے حلقوں کی طرف سفر کر بلکہ حلقوں سے خالق کی طرف جا۔
- ❖ — طاہات و مہلات کے فوت ہو جانے پر غم نہ ہو تا اور معاصی و سبکات کے رافع ہونے پر پشیمانی نہ ہو تا موت آتے کی علامت ہے۔
- ❖ — جب تجھ سے کوئی گناہ صادر ہو جائے تو تجھ کو تیرے پروردگار سے ساتھ حصول استقامت سے دیوں نہ کر دے کیونکہ شاید یہ اثری گناہ جو جو تجھ پر مقدر ہوا ہے۔
- ❖ — اگر اس کے بدن و انصاف سے لہر بھیز ہو مٹی و کوئی کلمہ صغیرہ نہیں ہو اگر اس کے فضل کا سامنا ہوا تو کوئی کلمہ کبیرہ نہیں۔
- ❖ — جب تنہا قلب غالباً حرکتوں سے باز نہ آئے اس میں حقائق و اسرار کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا نہیں ہوتی۔
- ❖ — عم فائدہ بخش دے ہی ہے بس کی شعائیں سینہ اور دل میں پھیل جائیں اور دہی پر سے خلوک و اولیاء کے پرے چلوے۔



باب 12

اخلاق حمیدہ

سید الاولیاء، آخرین حضرت محمد مصطفیٰ اور نبی ﷺ کے اخلاق حمیدہ کی گواہی رب کعبہ نے ان الفاظ میں دی۔ "وَاَنْتَ لَعَلَّی خَلَقَ عَظِیْمٌ" (المعارج: آیت 5) [اور جب آپ اعلیٰ اخلاق پر فائز ہیں] امت محمدیہ ﷺ کو عمرود کیا کہ "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" (الاحزاب: آیت 21) [خبر دے لے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں اس مشہور ہے]

ان آیات مبارکہ کے پیش نظر سالک کو اخلاقِ رذیلہ سے چمکار دہانے اور اخلاقِ حمیدہ سے شغف ہونے کے بغیر چارہ نہیں۔ یکن بیابان حدیث پاک میں اس طرح بیان کیا: "تَخْلُقُوا بِاخْلَاقِ اللَّهِ تَعَالَى" [اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے مزیں کرو] اسلام میں اخلاقِ حمیدہ کو ایمان لانے کے بعد تمام اخلاق پر تعلیمات دی گئی ہے اور شاہ نبویؒ فرماتا ہے: "اکمّل المؤمنین ایحساناً احسنهم خلقاً" [ایمان والوں میں سب سے کامل وہ ہے جو احسان میں اعلیٰ ہے] ان بات میں حیران کن بات تو یہ ہے کہ مکرم اخلاق کی تعلیم کو بہت نبویؒ کا مقصد بتایا اور ثمرہ کرائی ہے "سَعَدْتُ لَا اَسْمِعُ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ" [میں مکرم اخلاق کی تکمیل کے لئے مسرت ہو رہا ہوں]

ایک روایت میں ہے "الْمَدِينُ النَّصِيحَةُ" [دین سراسر نیر خواہی ہے] فقہا و مفسرین کسی کو بد خوئی نہیں ہو سکتا۔ سالک کو چاہئے کہ جہاں تک ہو سکے دوسروں کو ناکام پہنچائے دین کا ہو یا دنیا کا۔ ایمان لانے کے بعد افضل ترین نیکی مخلوق کو تمام پہنچانا ہے۔ بد اخلاق آدمی سے نہ تو عاقبت خوش ہو سکتا ہے نہ ہی مخلوق۔ ایک روایت میں ہے کہ جس کے دس میں مومن کا قدم نہیں

وہ میری امت میں سے نہیں۔ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا "یا اللہ! تیرے مخلوق میں سب سے بہترین کون ہے؟" فرمایا "کسی دوسرے کو کاٹا چبے تو یہ غمگین ہو" "اُن بادشاہ رویت میں کمرہ حیرت ہی سب سے بڑی سفارش ہے۔"

مکارم اخلاق :- سیدہ عائشہؓ صوفیہ سے مروی ہے کہ مکارم اخلاق دس ہیں۔

- (1) بچ بولنا: (2) اچے کام سیکھ کر: (3) مسائل کو حل کرنا: (4) احسان کا بدلہ دینا: (5) صلہ رحمی کرنا: (6) امانت کی حفاظت کرنا: (7) چوری کو حق ادا کرنا: (8) سامعنی کا حق ادا کرنا: (9) صلہ کا حق ادا کرنا: (10) ان سب کی جزا اور اصل اصول دیا ہے۔

ایک بزرگ کا قول ہے "روشن دل وہ ہے جس میں غلط نہ ہو" اور سیاہ دل وہ ہے جس میں غلط نہ ہو۔" مثلاً خیرام نے درج ذیل دن باتوں کو خوش خستی کی علامت قرار دیا ہے:

- (1) دو گوں سے کھد، پیشانی سے لہنا: (2) لوگوں کی نزاری کرنا: (3) عادت مندوں کے غم آنا: (4) دو گوں کے اجتماع کا: (5) غلطی نہ کرنا: (5) عیب جوئی و عیب گوئی سے بچنا: (6) اپنے عیوب پر غور نہ کرنا: (7) کوئی مذمت کرے تو نیک تاویل کرنا: (8) غمگینوں کی معذرت قبول کرنا: (9) ایمان روی اختیار کرنا: (10) اللہ تعالیٰ سے پرہیز کرنا۔

سائل کو چاہئے کہ حتی الوسع کسی کی دس گزارشیں نہ کرے۔ بیماریوں میں سب سے بری دل کی بیماری ہے اور دل کی بیماریوں میں سب سے بری دل بیماری ہے۔

سبب ذہا دے دہر ذہا دے ذہا دے جو سمجھ ذہیندا

پر کے دا دل نہ ذہلیرا رب دلاں دینج رہندا

اخلاق اصالحین :- حضرت غوث ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے "میں نے کوئی رات اور دن سوچن کو تکلیف دینے بغیر گزارا۔ اس نے وہ رات ہی علیہ السلام کے ساتھ بسر کی" سائل کو چاہئے کہ برائی کے جواب میں حتی المقدور اچائی کا معاملہ کرے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے۔ "ادفع بالنسی ہی احسن" (المائدہ: آیت 64)

[اپنی جگہ برائی سے ہٹ کر اچائی دیا کیجئے]

تھوں فطرت بھی یہی ہے کہ سیدل کادریست اس کھلاڑے کے سہ کو بھی خوشبودار بنا دیتا ہے جو اسے کاٹتا ہے۔ پھر کئی بیاں ان ہاتھوں کو بھی خوشبودار بنا دیتی ہیں جو ہاتھ انہیں سس دیتے ہیں۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ ”اے دوست! اگر کوئی حیرت و رستے میں کانٹے بچھائے تو تو اس کے راستے میں کانٹے نہ بچھاؤ ورنہ ساری دنیا میں کانٹے ہی کانٹے ہو جائیں گے۔“

حسن خلق کے فضائل :- حضرت خواجہ محمد معصومؒ اپنے نقابات میں حسن خلق کے متعلق فرماتے ہیں۔

اے شفقت کے خورشید والے! دنیوی زندگی نہایت قیص ہے وراہی و دانہ کی مصلحتات اس کے ساتھ وابستہ ہیں، سعادت و مصیبت جو اس تھوڑی فرصت کو قیمت دینا اس میں سخت کے کام پڑے اور طویل سفر کا آتش مہیا کرے اور چونکہ حق تعالیٰ نے آپ کو لوگوں کی ایک جماعت کی ضروریات کا مریض بنا دیا ہے۔ (اس لئے) اللہ تعالیٰ جل سلطان کا شکر بولا کر مخلوق خدا کی حاجت روائی میں اچھی طرح کمر بستہ ہو جائیں اور اپنے مالک اللہ تعالیٰ کے بندوں اور بندوں کی خدمت گاری کو دنیا و آخرت کے درجات و سہولت کرنے کا وسیلہ تصور فرمائیں اور مخلوق کے ساتھ نیک سلوک اور احسان کرنے اور ان کے ساتھ کشتارہ روئی و خوش خلقی سے پیش آنے اور ان کے مصلحتات میں نری اسوۃ اختیار کرنے کو مہمائے حقیقی حل سلطانہ کی رضا مندی کا درپچہ (طاہر کی) جانیں اور ثنات کا سبب اور نری درجہ تازہ رکھیں۔ حدیث شریف میں یہ ہے کہ مخلوق اللہ تعالیٰ کا کلبہ ہے پس اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے محبوب وہ شخص ہے جو اس کے کلبہ کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ مسلمانوں کی ضروریات پوری کرنے، ان کو خوش کرنے، حسن خلق، نری کرنے، مسرت دینے اور بردباری کی فضیلت کے بارے میں چند حدیثیں تحریر کی جاتی ہیں اچھی طرح غور فرمائیں اور اگر کسی حدیث کے معنی سمجھنے میں کوئی پریشانی ہو جائے تو کسی پندار طلب علم سے اس کا حل طلب کریں۔

بخیر خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ مسلمان مسلمان کا (دوئی) بھائی ہے، اس پر ظلم نہیں کرتا اور اس کو کسی دشمن یا بلاکٹ کے سپرد نہیں کرتا اور جو شخص اپنے بھائی کی حالت روائی

میں رہتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی میں رہتا ہے اور جس شخص نے کسی مسلمان کا کوئی غم دور کیا اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے غنوں میں سے کوئی غم دور کر دے گا اور جس شخص نے کسی کے (بدن یا عیب) کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ اس کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے اور مسلم کی روایت ہے کہ جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرنے میں رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس بندہ کی عود میں رہے گا اور نیز حدیث شریف میں ہے کہ بھیک اللہ تعالیٰ کی کچھ حقوق ہے جن کو لوگوں کی حاجات (چوری کرنے) کے لئے ہی پیدا کیا گیا ہے لوگ اپنی حاجت میں ان کی طرف رجوع کرتے ہیں یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے مبرا ہیں۔ اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔ اور نیز حدیث شریف میں آیا ہے کہ بھیک اللہ تعالیٰ کی کچھ قومیں (لوگ) ہیں جن کو اس نے بندوں کے کاموں کے لئے نعمتوں کے ساتھ مخصوص کیا ہے اور جب تک وہ ان نعمتوں کو (اللہ کے بندوں پر) خرچ کرتے رہیں گے اللہ تعالیٰ ان کو نعمتوں میں برقرار رکھے گا لیکن جب وہ ان نعمتوں کو (خرچ کرنے سے) روک لیں گے تو اللہ تعالیٰ ان نعمتوں کو ان لوگوں سے چھین لے گا اور دوسروں کی طرف منتقل کر دے گا۔ اس کو ابن ابی الدنیا و طبرانی نے روایت کیا ہے۔ نیز حدیث شریف میں ہے جو شخص اپنے بھائی کی حاجت چوری کرنے کے لئے چلا (یعنی کوشش کی) تو یہ عمل اس کے لئے اس سال کے احکام سے بتر ہے۔ اور جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی خشتوری حاصل کرنے کے لئے ایک دن کا احتکاف کیا اللہ تعالیٰ اس کے لئے دو روز کے درمیان تین خندق کا فاصلہ کر دے گا۔ ہر خندق دوسری خندق سے اتنے فاصلہ پر ہوگی جتنا کہ زمین کے ایک کترے سے دوسرے کنارے تک (شرقی سے مغرب تک) فاصلہ ہے۔ اس کو طبرانی اور حاکم نے روایت کیا اور کہا ہے کہ اس کی سنبلہ صحیح ہیں۔ اور نیز حدیث شریف میں ہے کہ جس شخص نے اپنے (مسلمان) بھائی کی ضرورت (چوری کرنے) میں کوشش کی میں تک کہ اس کو اس کے لئے پورا کر دیا اللہ عزوجل اس کے لئے پچتر ہزار خشتوں کا سایہ کرے گا جو اس پر اگر وہ صبح کا وقت ہو گا تو شام تک اور شام کا وقت ہو گا تو صبح تک رحمت طلب کرتے اور اس کے لئے دعا کرتے رہیں گے اور نہ کوئی قدم نہیں اٹھائے گا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ اس کا ایک گناہ مٹا دے گا اور اس کے ساتھ ایک درجہ بلند کر دے گا۔ اس کو ابن

جین و غیمو لے روایت کیا ہے۔ اور نیز حدیث شریف میں ہے کہ جس شخص نے اپنے کسی مسکن عائی کی حالت (پوری کر کے) اس کی خوشی کی اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم پر ستر نیلیاں لکھے گا اور اس کے ستر گنا دے گا۔ یہاں تک کہ یہاں سے وہ چلا تھا وہاں وہی بجائے پس اگر اس بھائی کی حالت اس کے ہاتھ پر پوری ہو گئی تو وہ دو خوش کرنے والا شخص اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہو گیا جیسا کہ اس بن پاک تھا اب اس کی ماں نے اس کو جانا تھا اور فرما اس کو خوشی کے درد ان ہلاک ہو گیا تو وہ بہت میں خیر حساب داخل ہو جائے گا۔ اس کو ابن ابی الدنیا نے روایت کیا ہے۔ اور نیز حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص اپنے مسکن بھائی کے لئے کسی نیک مقصد کو حاصل کرنے اور کسی نیک کو مسکن کرنے کے بارے میں کسی صاحب اقتدار کی طرف پہنچا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز پہل سزاہ سے گزارنے کے وقت اس کی دعا فرمائے گا جبکہ لوگوں کے قدم نہ کھڑا رہے ہوں گے۔ اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔ اور نیز حدیث شریف میں ہے کہ سب سے افضل میں کسی مومن کو خوش کرنا ہے یعنی تو اس کی ستر پوشی کرے یا اس کی بھوک کو دور کرے۔ اس کی حالت پوری کرے اس کو طبرانی اور ابوالشیخ نے روایت کیا ہے۔ اور نیز حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک فراخی (کی ادائیگی) کے بعد سب سے پسندیدہ عمل کسی مسکن کو خوش کرنا ہے۔ اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔ اور نیز حدیث شریف میں ہے کہ سب کوئی آدمی کسی مومن کو خوش کرنا ہے تو اللہ تعالیٰ اس خوشی سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو کہ اللہ عزوجل کی عبادت کرتا ہے اور اس کی توحید بیان کرتا ہے (یعنی لا الہ الا اللہ کہتا ہے) اس جب بد اپنی قبر میں داخل ہو جاتا ہے تو وہ خوشی اس کے پاس ملتی ہے اور کہتی ہے کہ کیا تجھے کو نہیں پہونچا تو وہ اس کو کہتا ہے کہ تو کون ہے پس وہ کہتی ہے کہ میں وہ خوشی ہوں کہ تو نے مجھے فلاں شخص پر داخل کیا تھا جس میں تیری وحشت کو افس میں تہذیب کروں گی۔ اور تجھ کو جنت (وہیل) کی تلقین کروں گی اور تجھ کو قبر ثابت (ظلمت) پر ثابت رکھوں گی اور پھر قیامت کی ساضری کے مقامات میں تیرے ساتھ حاضر ہوں گی اور تیرے لئے تیرے رب کی طرف شفاعت نہاں گی اور تجھ کو جنت میں تیری مہین دکھائی گی۔ اس کو ابن ابی الدنیا اور ابوالشیخ نے روایت کیا ہے اور نیز حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ

ﷺ سے اس چیز کے متعلق دریافت کیا گیا جس کے ذریعہ اکثر لوگ جنت میں داخل ہوں گے تو آپ نے فرمایا: "وہ چیز اللہ تعالیٰ سے ڈرنا، اتقائی اور اپنے اخلاق میں اور تپ سے اس چیز کے متعلق دریافت کیا گیا جس کی وجہ سے اکثر لوگ دوزخ میں داخل ہوں گے تو آپ نے فرمایا وہ حد اور شرمگاہ ہے۔" اسی کو ترمذی، ابن حبان اور بیہقی نے روایت کیا۔ اور نیز حدیث شریف میں ہے کہ ایمان کے اعتبار سے سب سے کامل مومن وہ ہے جو اخلاق میں سب سے اچھا ہو اور اپنے اہل و عیال کے ساتھ سب سے زیادہ مہربان ہو، اس کو ترمذی اور حاکم نے روایت کیا ہے۔ اور نیز حدیث شریف میں ہے کہ جنگ، بدمذہب ضرور اپنے حسن خلق کا دھ سے آخرت کے بہت بڑے درجے اور بہت بلند منزل پر پہنچے گا اور جنگ یا اس کی عبادت بڑے ثواب کو لے کر آتی ہے۔ اور جنگ اور ضرور اپنی بد اخلاقی کی وجہ سے جہنم میں سب سے نیچے کے درجے میں پہنچے گا۔ اس کو ہیرانی نے روایت کیا ہے۔ اور نیز حدیث شریف میں ہے کہ کیا تم کو ایسی عبادت کی خبر نہ دوں جو کہ آسان ہو اور بدن پر بکلی ہو، اور خاموشی اور حسن خلق ہے۔ اس کو ابن ابی الدیاء نے روایت کیا اور نیز حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آپ ﷺ کے چہرہ مبارک کی جانب سے آیا اور فرمایا رسول اللہ ﷺ کو کونسا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا حسن خلق پھر وہ شخص آپ کی دائیں جانب سے آیا اور عرض کیا کونسا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا حسن خلق اور پھر وہ آپ ﷺ کی بائیں جانب سے آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کونسا عمل افضل ہے؟ میں رسول اللہ ﷺ اس شخص کی طرف حڑے اور فرمایا تجھ کو کیا ہو رہا ہے کہ تو سمجھ نہیں رہا، وہ عمل حسن خلق ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر تجھ سے جو کچھ تو غصہ نہ کیا کر اس کو محمد بن نصر المروزی نے روایت کیا ہے۔ اور نیز حدیث شریف میں ہے کہ میں اس شخص کے لئے جنت کے احاطہ میں گھر دلانے کا ماسم ہوں جو بظنہ کہنا ترک کر دے اگرچہ وہ حق پر ہی نہیں نہ ہو اور اس شخص کے لئے جنت کے وسط میں گھر دلانے کا ماسم ہوں، جو بھٹ بھٹا ترک کر دے اگرچہ بھٹ بھٹا مزاج کے طور پر ہی ہو، اور اس شخص کے لئے جنت کے اعلیٰ درجے میں گھر دلانے کا ماسم ہوں جو اپنے اخلاق کو اچھا جانے اس کو ابو داؤد، ابن ماجہ اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور نیز حدیث ترمذی میں آیا ہے جنگ

یہ روایت ہے جس کو میں نے اپنے لئے پسند کیا ہے اور سمجھتوں و حسن ظن کے سوا اور کوئی چیز اس کے لئے سزاوار نہیں، میں جب تک تم اس روایت پر قائم رہو، ان دونوں اوصاف سے اس (روایت) کا اکرام کرو، اس کو طہرائی اور بڑھانے کی روایت کیا۔ اور نیز حدیث شریف میں ہے حسن ظن مکتاہوں کو اس طرح بکھلا (منہ) دیتا ہے جس طرح کہ پانی برک کو پھیلاتا ہے اور بد اخلاقی عمل کو اس طرح ناسد کر دیتی ہے جس طرح کہ سرکہ شہد کو ذہد کر دیتا ہے۔ اس کو طہرائی نے روایت کیا ہے۔ اور نیز حدیث شریف میں ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ غری کرنے والا ہے اور تمام اہلوس میں غری کرنے کو پسند کرتا ہے۔ اس کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔ اور نیز حدیث شریف میں ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ غری کو پسند کرتا ہے اور غری کرنے والے سے راضی ہوتا ہے اور غری پر ایسا دے کرتا ہے جو وہ حق پر نہیں کرتا۔ اس کو طہرائی نے روایت کیا ہے۔ اور نیز حدیث شریف میں ہے کہ کیا میں تم کو اس شخص سے بارے میں خبر نہ دوں جو دوزخ کی آگ پر حرام کر دیا جاتا ہے یا میں فرمایا جس پر دوزخ کی آگ حرام کدی باقی ہے (سنو) یہ ہر اس شخص پر حرام کر دی جاتی ہے جو آسمانی، غری اور سولت والا ہے۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔ اور نیز حدیث شریف میں ہے کہ ڈھیل رو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور جلدی کرنا شیطان کی طرف سے ہے اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ عذوقوں کرنے والا کوئی نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک علم (بربادی) سے زیادہ پسندیدہ کوئی چیز نہیں ہے۔ اس کو ابو حلی نے روایت کیا ہے۔ اور نیز حدیث شریف میں ہے کہ بیشک بعد علم (بربادی) کے (اریح صائم و قائم) ان کو روزہ رکھنے اور رات کو نماز پڑھنے والے کا درجہ چلتا ہے۔ اس کو ابن حبان نے روایت کیا ہے۔ اور نیز حدیث شریف میں ہے کہ جس شخص کو نسیہ آئے پھر اس نے اس کو ضبط کیا تو اللہ تعالیٰ اس سے شرار محبت کرے گا۔ اس کو اسماعیلی نے روایت کیا۔ اور نیز حدیث شریف میں ہے کہ کیا تم کو اس چیز کی خبر نہ دوں جس کے باعث اللہ تعالیٰ (جنت) میں مکیں کو اونچا کرتا ہے اور جس کی وجہ سے درجات کو بلند کرتا ہے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ ﷺ (ضرور ارشاد فرمائیے) آپ نے فرمایا (یہ ہے کہ) جو شخص تجھ سے جہالت (فارمانہ) کرے تو اس سے بربادی کر اور جو شخص تجھ پر ظلم کرے تو اس کو محظ کر دے اور جو شخص تجھ کو محروم

کرے تو اس کو عطا کرے اور جو فتح سے قطع تعلق کرے تو اس سے میل جول کرے۔ اس کو طہرائی و پیرائے روایت کیا ہے۔ اور نیز حدیث شریف میں ہے کہ کسی کو بچھاؤ دینے سے طاقت ور نہیں ہوتا اور حقیقت طاقت ور وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھے۔ اس کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔ اور نیز حدیث شریف میں ہے کہ بیشک یہ بھی ایک قسم کا صدقہ (بخاری) ہے کہ ترکشہ دولی کے ساتھ انہوں کو ملام کرے۔ اس کو ابن ابی الدنیا نے روایت کیا ہے۔ اور نیز حدیث شریف میں ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کے سامنے تیرا جسم کرنا، خیریت لئے صدقہ (بخاری) ہے اور تیرا امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنا صدقہ ہے اور راستہ بھٹکنے کی زمین (جگہ) میں تیرا کسی کو راستہ دینا ہے۔ نئے صدقہ ہے اور حیرا راستہ سے پھیرنا کاغذ یا پتھر سے دور کرنا ہے۔ نئے صدقہ ہے۔ اور تیرا اپنے دونوں میں سے اپنے بھائی کے دُشمن میں پانی ڈالنا تیرے لئے صدقہ ہے۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔ اور نیز حدیث شریف میں ہے کہ بیشک جنت میں ایک ایسا بادشاہ ہو گا جس کے باہر کا حصہ اس کے اندر سے اور اندر کا حصہ اس کے باہر سے (بخاری) ہونے کی وجہ سے اٹھ آئے گا تو ابوالکاشم اشعریؒ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ ایسا بادشاہ کس کے لئے ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس شخص کے لئے جو لوگوں نے اپنا کلام کیا اور (لوگوں کو) کھانا کھایا اور رات کو جب لوگ سو رہے ہیں وہ نماز کے لئے کھڑا ہوا۔ اس کو بخاری و حاکم نے روایت کیا ہے۔

یہ حدیثیں کتاب غریب و قریب سے نہ آتی ہیں۔ جو کہ علم حدیث کی معتبر کتابوں میں سے ہے اللہ تعالیٰ ان احادیث کے نشاۃ پر کامل عطا فرمائے۔ اپنے عمل کے صلہ کو ان احادیث کے مضمون کے ساتھ موازنہ کریں جو کچھ عمل کے موافق معلوم ہو اس پر اللہ تعالیٰ عمل صلوات کا شکر بجا لانا چاہئے اور جو کچھ ایسا نہ ہو تو حق سبحانہ سے عاجزی و ندامت کے ساتھ اپنے دل ان (احادیث) کے موافق ہونے کی دعا کرنی چاہئے۔ اگر کسی کو ان پر عمل کرنے کی توفیق مرست حاصل نہ ہو تو ہر عمل اپنی کوتاہی کا اعتراف تو اس کو حاصل ہونا ہی چاہئے۔ اور یہ اعتراف ابھی ایک نعمت ہے اللہ تعالیٰ اس بات سے اپنی پزلہ میں رکھے کہ کسی کو عمل کی توفیق بھی حاصل نہ ہو اور اپنے آپ کو تصور وار بھی نہ جانے کیونکہ ایسے شخص کو اسلام سے بہت کم حصہ حاصل ہے۔

۱۔ ہر شخص کو بیافت دلالتے وقت عظیم

اقل شخص کو بیافت اور بیافت پس اسے

آپس شخص نے پناہ میں لے لے ہر دات پال اور شخص نے میں پناہ میں لے پناہ کا اور دنی کا
[۱۰۱] انہماک میں صبر و شکر و توبہ ۱۰۱

خیر خواہی کی احکامات مشاہیر :-

۱۱۔ روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت انس رضی اللہ عنہ اپنے اہل اسلام اپنے اہل اسلام کے ہر بار بارے تھے کہ
راستہ میں جو شخص چل رہی تھیں۔ ایک چوٹی نے دوسری چوٹیوں سے کہا کہ ابھی اللہ
ادھنوا مکتبکم (۱) (سورۃ آیت ۱۰۸)

[۱] یعنی چوٹی آپ اپنے دوسروں میں جاگرو

اللہ تعالیٰ کو چوٹی کی خیر خواہی اتنی چاہی کہ نہ صرف اس کا تذکرہ قرآن مجید میں کیا بلکہ
ایک سورت کا نام اللہ رکھ کر یہودیوں کے لئے چوٹی کے نام کو عزت بخشی۔ سوچنے کی بات
ہے کہ ایک چوٹی سے سچے اللہ تعالیٰ کا یہ معاملہ ہے تو اگر ایک شخص دوسروں کی خیر خواہی
کرتے گا تو کتنا زیادہ اجر و ثواب پائے گا۔ اللہ اعلم الباقی

۱۲۔ قانون طبیعت ہے کہ اگر کسی کیفیت میں حیوانوں کا غور اور انسانوں کی نسبت زار دی
ہے تو یہ کندی اور نجاست لکھا کا قلم لکھی ہے اور ان کیفیت کی نسل ان میں پیدا ہوتی ہے۔
مصلحت سے اس کا مانع سے سوچنے کی بات ہے کہ کندی اگر ساتھ رہنے والی نسل کو فائدہ پہنچا سکتی
ہے، اور ہم اشرف المخلوقات ساتھ رہنے والے انسانوں کو فائدہ نہیں پہنچاتے تو پھر ہم کندی
و نجاست سے بھی کئے گئے ہیں۔

۱۳۔ حضرت عمر بن عبد العزیز عمریوں کی روپر میں سوتے ہوئے تھے اور ایک باندی پھر کر
دی تھی۔ اس باندی کو چند سی نوہ وہیں بیٹھے بیٹھے دنگی۔ حضرت عمر بن عبد العزیز کی سگھ
کھلی تو آپ نے اس باندی کو ہونے پر پناہ۔ آپ نے اس کے ہاتھ سے جھگڑے کر اسے بچھ
لرنا شروع کر دیا۔ باندی تھل ہوئی غمی غمی، پھر تک عمری غمی ہوئی رہی۔ آپ سگھ لکھی تو اس

نے دیکھا کہ امیر المومنین اسے چمکا کر رہے ہیں وہ چونک اٹھی آپ نے فرمایا گھبراؤ نہیں جیسے میں انسان ہوں ویسے ہی تم بھی انسان ہو۔ میں نے تم کو سونے دیکھا تو سوچا کہ بھلا کر کے اللہ کی رضا حاصل کروں۔

۱۴۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ اپنی جوانی میں کپڑے کی دکان کیا کرتے تھے۔ ایک دن آپ عمر کے بعد دکان بند کر کے گھر جا رہے تھے۔ ایک دوست نے صورتِ تعلیٰ دریافت کی تو فرمایا کہ آج موسمِ بارِ آلود ہے اس کیفیت میں گلاب کو کپڑے کے رنگ و سیار کی صحیح شناخت نہیں ہوتی۔ میں نے دکان بند کر دی تاکہ کوئی گلاب کم قیمت کپڑے کو اچھا سمجھ کر دھوکہ نہ کھائے۔

۱۵۔ خراجِ مهرِ حضرت عمرو بن العاصؓ جب مصر فتح کرنے کے بعد اپنے خیمے میں آئے تو دیکھا کہ ایک کبوتری نے انڈے دے رکھے ہیں اور تمھارا نڈا کھا ہے۔ آپ نے فکراً کو کوچ کرنے کی اجازت دے دی مگر اپنے خیمے کو وہیں لگا رہنے دیا تاکہ کبوتری کو تکلیف نہ پہنچے۔ عملی زبان میں کبوتری کو قسطاً کہتے ہیں۔ آج اسی جگہ قسطاً بنی شہر آباد ہے اور عمرو بن العاصؓ کی عسکرت کی گواہی دیتا ہے۔

۱۶۔ حضرت مولانا رومؒ اپنے شاگردوں کے ہمراہ ایک پگڑی پر جا رہے تھے کہ دیکھا ایک کتا سر رہا ہے۔ آپ نے جماعت اس وقت تک وہیں کھڑے رہے جب تک کتا از خود وہی سے اٹھ کر ایک طرف کون چلا گیا یہ اس لئے کیا کہ میری وجہ سے کتے کی فتنہ میں خلل نہ آئے۔

۱۷۔ حضرت خواجہ باقرِ قادریؒ ایک رات تھک چکے اٹھے۔ سخت سردی تھی۔ آپ نے چہرہ پر منی بھر اپنے ہنری طرف بڑھے تاکہ لٹاف میں لپٹ کر بیٹھیں۔ دیکھا کہ ایک بلی کیس سے آ کر لٹاف میں ٹھس مٹی ہے۔ چنانچہ آپ ساری رات بیلے پر بیٹھے غصہ کرتے رہے مگر بلی کو لٹاف سے نکالنا پسند نہ کیا۔

۱۸۔ حضرت خواجہ براہِ الدین نقشبند بخاریؒ نے سزاؤں ایک زخمی بیمار کتے کی خدمت کی۔ جب کتا صحت یاب ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے انھیں ایسے علوم و معارف عطا فرمائے کہ آپ سلسلہ علیہ نقشبندیہ کے سر فہرستِ امام بنے۔ ایک بہادر عورت نے بچے سے کہنے کو پانی بلایا تو اس کی مغفرت ہو گئی۔ پس سالک کو چاہیے کہ وہ سزاؤں کی خیر خواہی کو اپنے لئے ذریعہ نجات سمجھے۔ سلف

صالحین نے حیوانوں کے ساتھ حسن خلق کا اس قدر مظاہرہ کیا تو ہمیں انہیں کے ساتھ خوش خلقی کا معاملہ کیوں نہیں کرنا چاہیے۔ دین اسلام نے تو مومنین کو سواغات کی مالا میں پروا ہے۔
اخوتِ اسلامی کے فضائل :-

ارشاد باری خلقی ہے:

”انما المؤمنون اخوة“ (الحجرات: آیت 10)

[بے شک ایمان والے بھائی جہاں ہیں !]

صنعتِ پاک میں ہے۔ ”اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھائی کرنا چاہے اس کو نیک دوست بھائی کر دیتا ہے کہ اگر بھوں سے تو یاد کرادے اور اگر یاد ہو تو اس کی مدد کرے۔“

ایک روایت میں ہے:

”دو بھائیوں کی مثل ایسے ہے کہ جیسے دو ہاتھ ہوں۔ جب ہاتھ ملتے ہیں تو ایک ہاتھ دوسرے کو دھو رہا ہے۔ جب بھی دو مسمن سے تو اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے سے بھائی عطا کی۔“

جناب رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے:

”جس نے اللہ تعالیٰ کی خاطر کسی کو بھائی بنایا اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے لئے اس قدر درجہ بلند کرے گا کہ وہ بار بار دہائے کسی اور عمل کے ذریعے نہیں لے سکا۔“
 فرمایا الہی ہے:

”وَيُحِبُّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَيُؤْتِيهِمْ مِنْ فَضْلِهِ“ (الشوری: آیت 26)

[اور وہ مسکرات ایسے لوگوں کی جو نیک عمل کرتے ہیں اور نیکو رہتے ہیں انہیں بھائی ملے گا]

”ویریدہم“ کے بارے میں مفسرین فرماتے ہیں:

”ان کے بھائیوں کے بارے میں ان کی خواہش قبول کرے گا اور انہیں ان کے ساتھ جنت میں داخل کرے گا۔“

حضرت سعید بن مسیبؓ، شعبیؓ، ابن ابی لیلیٰؓ، ہشام بن عوۃؓ، ابن شہرہؓ، شریکؓ، شریک بن عبد اللہؓ، ابن یزیدؓ، عبد اللہ ابن مبارکؓ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور ان کے موافقین کا یہی مذہب ہے۔

حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

”مومن اللہ رکھنے والا۔ اللہ کیا جانے والا ہے اور ہر اللہ نہ کرے اور نہ ہی اس

سے اللہ کی وجہ اس میں کچھ بھلائی نہیں۔“

حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

”مومن اپنے بھائی کی وجہ سے کثیر ہے۔“

حضرت عمر بن خطابؓ کا قول ہے:

”اسلام کے بعد کسی بندے کو نیک بھائی سے بڑھ کر بھلائی نہیں ملی۔ تم میں سے ایک

آوی اگر اپنے بھائی سے محبت دیکھے تو اس کو قہار رکھے اس لئے کہ یہ تم ہی لا کرتی

ہے۔“

بعض حدیث میں حضرات کا فرمان ہے۔ ”اس امت سے سب سے پسے فحش و فحشا ہوا ہے

مگر پھر تمہاری پھر امانت اور پھر اللہ۔“ ایک نصیم کے پند شعار ہیں۔

عائذ باللہ من الشیطان الرجیم علی بعیۃ الذین ود صلیبہ امین

من فاته رد اخ صالح فذلک انما مشطوع منه الوتس

انہی نے ایک نکتہ و امر دوست کی محبت سے بڑھ کر لہذا مضبوطی حاصل نہیں کیا یہ نکتہ بھائی کی محبت سے

محروم ہوا یہ ایسا ہے کہ اس کی مضبوطی نہ ہوگی

حضرت عمر بن خطابؓ کی اصیت حضرت یحییٰ بن سعید انصاریؒ نے حضرت سعید بن

المسیبؓ سے روایت کی۔ ”تمہ پر سچے دوست بننے لازم ہیں۔ اپنا کے پہلو میں زندگی گزارا۔

اس لئے کہ فروغی میں یہ رستہ ہیں اور مصیبت میں یہ کام۔“ نے والا سہلان ہے۔“

حضرت ابن مسعودؓ کی اکرام ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرنے والے (قیامت کے روز) سرخ یا قوت کے ستونوں پر ہوں گے۔ ہر ستون کے سرے پر ایک ہزار بار غلے ہوں گے وہ اہل جنت پر جھانکے ہوں گے۔ اہل جنت کو من کا حسن اس طرح روشنی ہے گا جیسا کہ دنیا والوں کو سورج روشنی دیتا ہے۔ ان پر سبز ریشم کا لباس ہو گا۔ ان کی پیدائش پر یہ تحریر ہو گا

"هٰمْ لَاءِ الْمَسْحُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ عَزْوُ جِلِّ"

[یہ اللہ عزوجل کی طرف سے محبت کرنے والے ہیں]

حضرت علامہ ابن صامتؒ کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"میری خاطر محبت رکھنے والوں میری خاطر ملاقات کرنے والوں کو میری خاطر تواضع اور صداقت اختیار کرنے والوں کیلئے محبت حق (لا رلام) ہوئی۔"

ابو بشرؒ نے حضرت مجاہدؒ سے روایت کیا:

"جب اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت رکھنے والے باہم ملتے ہیں اور ایک بھائی دوسرے کے سامنے نرم چڑھتا ہے تو اس سے گمراہ اس طرح جھڑپا جاتا ہے جیسے کہ موسم سرما میں خشک درخت کے پتے جھڑپا جاتے ہیں۔"

نبی اکرم ﷺ کا فرما ہے:

"سات آویسوں کو اللہ تعالیٰ اس روز اپنے عرش کا سایہ عطا کرے گا جس دن اس کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہو گا۔ وہ وہ آدمی جنہوں نے اللہ کی خاطر محبت کی۔ اسی پر حج ہوئے اور اسی پر جہنم ہوئے۔"

حضرت فضیل بن عیاضؒ فرمایا کرتے تھے:

"محبت و دوستی کے ساتھ ایک بھائی کا دوسرے بھائی پر نظر کرنا بھی عبادت ہے۔"

نبی اکرم ﷺ کا فرما ہے:

"ایک آدمی نے کسی دوسری پیش میں جا کر اپنے ایک بھائی سے ملاقات کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے راستہ پر ایک فرشتہ مقرر کر دیا۔ اس نے پوچھا: کہاں کا ارادہ ہے؟
کہا: اس بھتی میں میرا ایک بھائی ہے اس کی ملاقات کا ارادہ ہے۔"

پوچھا۔ کیا تو صلہ رحمی نہ رہتا یا تجھ پر اس کا کوئی اسباب ہے جس کا بدلہ دیکھا رہا ہے۔

کہا۔ نہیں! بلکہ مجھے اس سے اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت ہے۔

فرشتے نے کہا۔ میں تیری طرف اللہ تعالیٰ کا آئینہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت رکھتا ہے جیسے

کہ تو نے اللہ کی خاطر اس آدمی سے محبت رکھی۔

حضرت عمر بن خطابؓ سے مروی ہے:

"اگر آدمی دن کو روزے رکھے اور افطار نہ کرے اور رات کو قیام کرے اور صلا کرے مگر اللہ

تعالیٰ کی خاطر اس سے محبت رکھے نہ ہی کسی سے عداوت رکھے تو اپنی اپنی رشتہ بھی اسے

نفع نہ دے گی۔"

ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا:

"کون سا مرد ایمان چھوڑ دینا ہے؟"

صحابہؓ نے عرض کیا "نہیں۔"

فرمایا! نماز ایک نیک ہے تو اس درجہ کی نہیں۔

صحابہ کرامؓ نے عرض کیا جی اور ہر دو۔

فرمایا نیک ہے اور اس درجہ کی نہیں۔

عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ تو پہلی ہی نہیں بنائے۔

فرمایا۔ چھ ترین برکت ایمان "حب فی اللہ" اور "بغض فی اللہ" ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی حدیث میں ہے اور موسیٰ بن عقبہؓ نے فرمایا:

"میں اپنے ایک بھائی کو ایک بار ملتا ہوں تو کئی روز تک اس کی ملاقات نہ کیا میری خوشی کی محسوس

نہ کرتا ہوں۔"

حضرت بھڑن سلیمانؓ نے فرمایا:

"جب محمدؐ سینے کی میٹھی دیکھتا ہوں تو محمد بن واسعؓ کے پرے کی طرف دیکھتا ہوں۔"

حضرت محمد بن واسعؓ نے فرمایا:

”دنیا میں تین لذیذ ترین چیزیں ہی باقی رہ گئیں۔“

1۔ پادشاهت نماز پر عمل

2۔ رات کو تھوہ پر عمل

3۔ بھائیوں سے ملاقات کرنا۔

حضرت حسنؑ اور حضرت ابو قلابہؓ فرمایا کرتے تھے:

”ہمیں اپنے احباب اپنی اولاد و اہل سے بھی محبوب تر ہیں۔ اس لئے کہ ہمارے اہل ہمیں دنیا یاد دلاتے ہیں اور ہمارے احباب ہمیں آخرت یاد دلاتے ہیں۔“

اخوت کی بنیادی شرط :- دو آدمیوں کے درمیان موافقت قائم ہونے کیلئے بنیادی شرط یہ ہے کہ دونوں ہم جنس ہوں یعنی دونوں کے محل میں مساوات ہو۔ مثلاً دونوں نیکو کار ہوں یا دونوں ایک شیخ کے مرید ہوں یا دونوں علم کا ہرو علم ذہن کے حامل ہوں۔ بعض حقدین کا قول ہے کہ دو آدمیوں میں ائتلاف چار درجات میں سے کسی ایک وجہ کی بناء پر ہوتی ہے۔

1۔ جب وہ عزم میں یکساں ہوں۔ (مثلاً دونوں سالک ہوں)

2۔ محل میں اشتراک ہو۔ (مثلاً دونوں ایک ہی سلسلہ میں مسلک ہوں)

3۔ علم میں قریب قریب ہوں۔ (مثلاً دونوں صاحب نسبت ہوں)

4۔ اتفاق میں اتفاق ہو۔ (مثلاً دونوں میں عاجزی ہو)

اگر دو آدمیوں میں چاروں قدروں میں مشترک ہوں تو انکی موافقت پختہ ترین ہوتی ہے۔ اسلئے کہا

جا آئے ”الجنس یصل الی الجنس“

[جنس کا میلان اپنی ہی جنس کی طرف ہوتا ہے]

حدیث پاک میں ہے:

”اگر ایک سو من کسی ایسی مجلس میں جائے جہاں ایک سو متاعی بیوں اور ایک سو من ہو تو وہ اسی (سو من) کے پاس آ کر بیٹھے گا۔ اگر متاعی کسی مجلس میں جائے جس میں ایک سو سو من ہوں صرف ایک متاعی ہو تو وہ اس (متاعی) کے پاس جا کر بیٹھے گا۔“

اس حدیث کا سبب یہ ذکر کیا گیا ہے کہ حدیث میں احمدی ایک عطاہ عورت تھی۔ مگر فی الواقع عطاہ عورت جو حدیث آتی اور یہ مزاج کرنے والی عورت تھی۔ بی الزم مرقہ نے پوچھا۔ ”کون نصرتی ہو۔“ ”مخبر کی“ ”تھان“ عطاہ کے پاس۔ ”بی الزم مرقہ نے فرمایا۔ ”دواج تبع شدہ“ ”شکر ہیں جن کا باجم خلاف ہو“ ”اس میں الفت ہو گئی اور جن میں باجم انبیہ۔“ ”ولی ان میں اختلاف ہو۔“

حدیث مواغات سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ بی الزم مرقہ نے ان صحابہ کرام کے درمیان مواغات قائم کی جو علم و عمل میں ہم قسط، ہم نفس تھے چنانچہ حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کے درمیان مواغات قائم کی۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت عبدالرحمنؓ کے درمیان مواغات قائم کی یہ دونوں مدار ہونے کی وجہ سے مماثل تھے۔ حضرت سلمان فارسیؓ اور حضرت ابو الدرداءؓ کے درمیان مواغات قائم کی یہ علم و زہد میں ہم شکل تھے۔ حضرت عمارؓ اور حضرت سعدؓ کے درمیان مواغات قائم کی یہ حال میں مشترک تھے۔ حضرت حمزہؓ اور اپنے درمیان مواغات قائم کی۔ یہاں تک کہ حضرت عمروؓ نے ابو مخنفؓ سے پوچھا۔

روایت ہے کہ حضرت عمروؓ نے ابو مخنفؓ سے پوچھا۔

”اے ابو مخنفؓ! اس شہر میں دو طبقہ ہیں بزرگ ہیں۔ میں اس کی مصاحبت کون تاک اس سے غم و ادب لینوں۔ امام احمد بن حنبلؒ یا بشر بن مارثؒ۔“

انہوں نے فرمایا:

”ان میں سے ایک کی بھی مصاحبت نہ رکھو۔ اس لئے کہ امام احمد بن حنبلؒ محدث و نقیب ہیں۔ ان کا تسلط لوگوں سے زیادہ رہتا ہے ان کی مصاحبت تمہارے دل کی طاعت و ذراہد محبت نصرت کو گواہی دے گی۔ اور بشر بن مارثؒ اپنے دل میں فرق ہیں وہ تمہاری طرف توجہ نہیں کر سکیں گے۔ البتہ اسود بن سالمؒ کی مصاحبت کرنا کہ وہ انبیاء کے صحابہ میں قرار دے دی اور صابر آدمی ہیں۔ وہ آپ کیلئے بہتر ہیں اور توجہ بھی کریں گے۔“

حضرت عمروؓ نے فرمایا کہ ”اے ابو مخنفؓ! تمہارے دل کی طاعت و ذراہد محبت نصرت کو گواہی دے گی۔ البتہ اسود بن سالمؒ کی مصاحبت کرنا کہ وہ انبیاء کے صحابہ میں قرار دے دی اور صابر آدمی ہیں۔ وہ آپ کیلئے بہتر ہیں اور توجہ بھی کریں گے۔“

ایک عرب عام کا قتل ہے:

”لاست کی مثال کپڑے میں پوند کی طرح ہے۔ اگر اسی کپڑے کی جس کا پوند نہ ہو تو اس کیلئے مصعب بن جانا ہے۔“

جب وہ ایسے قوی مصاحبت کریں جو ہم جنس و ہم مشرب نہ ہوں تو ان میں تفریق ہو جانا لازمی ہے۔ ایک عرب شاعر کا قول ہے۔

و فاضل لما تعرفتما فقلت قولاً فيه انصاف
لم يكد من مشكلى لفارقه والناس اشكال و الاف
[تینے والے نے پہچان کر ہم میں بدلتی کیوں ہوئی۔ میں نے مصعب کی بات سنی کہ وہ میری اصل کا نہ تھا
اس لئے میں نے اس کو چھوڑ دیا اور لوگ اعلان والہ کے ساتھ رہ گئے ہیں آ
حبیب کیسا ہو۔؟]

حضرت بشر بن عمارؓ فرمایا کرتے تھے:

”صرف خوش خلق قوی ہی سے اختلاف رکھو اس لئے کہ یہ بھلی بات ہی کرے گا اور بد خلق سے اختلاف مت کرو اس لئے کہ یہ بری بات ہی کرے گا۔“

حضرت سفیان ثوریؓ فرماتے ہیں:

”موت جس سے سواخت قائم کرا جاتا ہے اسے غصہ و لادے پھر کوئی آدمی اس سے توبہ پاوے
میں پوچھے اگر وہ انجھی بات کرے تو اس کی مصاحبت اختیار کر لے۔“

ایک بزرگ فرماتے ہیں:

”احتمال ہے ابھر کسی سے سواخت قائم نہ کرو۔ اس کے سامنے ایک واہ کھول دو۔ پھر اسے غصہ
دلا کرو یکسو۔ اگر راز کاغذ گرے تو اس سے بچ کر رہو۔“

ابو یزیدؓ سے کسی نے پوچھا۔ میں کسی آدمی سے مصاحبت کیوں؟

فرمایا ”جو تجھ سے ایسے اچھے ہو جیسے اللہ تعالیٰ اچھے ہے اور میری ایسی پرورش کرے جیسے اللہ
تعالیٰ کرنا ہے۔“ (گویا تعلق و اخلاق اللہ کا عملی نمونہ ہے۔)

ایک بزرگ فرماتے ہیں۔ ”صرف اس آدمی سے ملاقات قائم کرو جو چار حالت میں بھی ایک جیسا ہے۔“

1۔ غصہ کے وقت

2۔ رخصت کے وقت

3۔ لالچ کے وقت

4۔ خوشی غم کے وقت

ایک ادیب کا قول ہے۔ ”صرف اس آدمی سے مصاحبت رکھ جو تمہارا از پچائے اور تمہری نکل پھیلائے۔ مصائب میں تمہارا سامنی ہو اور سرخوشی میں تمہارے پریشاں کرے۔“

ایک عالم کا فرمان ہے کہ دو میں سے ایک آدمی کی مصاحبت کرؤ۔

1۔ وہ آدمی جس سے تو کوئی دین کی بات نہ کہے۔

2۔ وہ آدمی جو تمہ سے دین کی بات نہ کہے۔

روایت ہے کہ ابو سلیمانؒ نے ابن ابی حواریؒ کو نصیحت کی:

”اے احمد! دو میں سے ایک آدمی کی مصاحبت کر۔“

1۔ وہ آدمی کہ تو دنیا میں اس کی وجہ سے قربانی پائے۔

2۔ وہ آدمی کہ تو آخرت میں اس کی وجہ سے اٹھا پائے۔

حضرت ابو زرہؓ فرمایا کرتے تھے:

”میرے ساتھی سے غلطی بہتر ہے اور غلط ساتھی غلطی سے بہتر ہے۔“

سلف صالحین میں سے ایک بزرگ نے اپنے بیٹے کو وصیت کی:

”اے بیٹے لوگوں میں اس کی مصاحبت کرنا کہ اگر تو مخرج ہو جائے تو وہ تجھے قہر ہو۔

نور اگر تو ایمر ہو جائے تو تجھے مل میں ملج نہ کرے۔ اگر اس کا درجہ پہنچ جائے تو تجھ پر

ہوائی نہ دکھائے۔ اگر تو اس کی خاطر قاضی کرے تو وہ تجھری حکمت کرے۔ (یعنی تجھے

ذلیل نہ کرے) اگر تو اس سے زیادتی کرے تو وہ برداشت کرے۔ اگر تو اس کے پاس ہو تو

و اتیری زنت کا بٹ ہے۔"

ایک بزرگ کافرین ہے کہ لوگوں کی چار اقسام ہیں تین کی مصابیت کر اور ایک کی مصابیت نہ کر۔

- 1- کھجور آدمی جو اپنی کجی سے آگاہ ہے۔ یہ عالم ہے اس کی ابتلا کر۔
- 2- کھجور آدمی جو اپنی کجی سے سکھ نہیں یہ سونے والا ہے اتہ وگا۔
- 3- بے کجی آدمی جو اپنی کجی کو بے کجی ہی سمجھے یہ جیل ہے اسے سکھ اور تعلیم اور۔
- 4- بے کجی آدمی جو اپنے آپ کو بے کجی سمجھ نہ کرے۔ یہ مرنے ہے اس سے دور۔

۱۱۰

حضرت ابو مرثدہؓ فرمایا کرتے تھے کہ میں گھر سے نکلتا ہوں تو تین کے درمیان ہوتا ہوں۔

- 1- اگر اپنے سے زیادہ عالم سے ملاقات ہو تو اس سے سیکھتا ہوں۔
- 2- اگر اپنے جیسے سے ملاقات ہو تو یہ میرے مذہبات کا دن ہے۔
- 3- اگر اپنے سے کم علم والے سے ملاقات ہو تو یہ میرا ثواب کا دن ہے۔ (یعنی اسے سکھاتا ہوں اور ثواب کا امیدوار ہوں۔)

ابو جعفر محمد بن علیؓ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی "پانچ آدمیوں سے مصابیت نہ کرنا بلکہ راستہ چلنے ہوئے ان کے ساتھ بھی نہ چلنا۔"

- 1- جوئے کی۔ یہ قریب کو اور دور اور دور کو قریب ظاہر کرے گا۔
- 2- امانت کی۔ ناکردہ پہنچاتا ہے مگر قصص پہنچاتا ہے۔
- 3- بغیل کی۔ دہتھے اس وقت چھوڑے گا جب تو اس کا خلق ہو گا۔
- 4- صلہ رحمی نہ کرنے والے (بے وفا کی۔ میں نے قرآن میں تین جگہ اس پر لعنت لگائی ہے۔

- 5- ناسخ بدکار کی۔ کہ وہ تجھے ایک نعمت یا اس سے کم میں فروخت کر دے گا۔
- بیٹے نے پوچھا "تھے سے کم ترک کیا چیز ہے؟" فرمایا "تھے کی امید پر یعنی طمع۔"

ایک بزرگ فرماتے تھے کہ پانچ آدمیوں کی مصاحبت سے دور رہو۔

1۔ بے مٹی

2۔ فاسق

3۔ جہل

4۔ دنیا کا لالچی

5۔ لوگوں کی سب نصیحت کرنے والا

حضرت سفیان ثوریؒ فرمایا کرتے تھے کہ احسن کے چرنے کی طرف دیکھنا ایک عکس ہوئی خطا

ہے۔

ایک حدیث پاک میں ہے:

”لقد تراءى کے اب بسترى ساقى وہ ہے جو اپنے اصحاب کے ساتھ زیادہ نرم روی رکھے اور بسترى پڑی وہ ہے جو اپنے پڑوسی سے نرمی سے پیش آئے۔ جہل کی مصاحبت سے دور رہو ورنہ اس کی صحبت تجھے بھی جاں کرے گی یا اپنے مولى نرم سے غافل کر دے گی۔“

قرآن مجید میں 11 آدمیوں کی مصاحبت سے بچنے اور ان کی مصاحبت اختیار کرنے کا حکم دیا گیا

ہے۔

1۔ جہل کے مصاحبت سے بچو۔ فرمایا گیا ”فاسقبما ولا تبمن سبیل الدین

لا تعلمون“ (یونس: آیت 89) [سو تم نہ ہوں ثابت قدم رہو اور مت چلو راہی جو نہیں جانتے]

2۔ غافل کی مصاحبت سے بچو۔ فرمایا گیا ”ولا تطع من اغفل قلبه عن ذکرنا“

(اکسند: آیت 28) [نہ اطاعت کر سکی جہاں ہم نے اپنی راہ سے غافل کر دیا]

3۔ نیب کی مصاحبت اختیار کرو۔ فرمایا گیا ”واضع سبیل من اصحاب الہی“

(الفرقان: آیت 15)

[اور اس کی راہ کا اپنا کر جس نے میری طرف راہ دیا]

بہن سالک کو چاہیے کہ اپنے مرشد اور چڑھاؤں سے مصاحبت رکھے کہ وہی اس

آیت کا صداق ہوتے ہیں۔

اخوت کے آداب :- مبالغہ کو چاہیے کہ اخوت کے آداب کو ہر وقت پیش نظر رکھیں اور اپنا دامن اس کے مطابق باندھیں۔ چند آداب درج ذیل ہیں۔

(1) — محبت و مودت میں اپنے بھائیوں پر بہت ملے جانے کی کوشش کریں۔ نبی اکرم ﷺ کا فرقہ ہے ”بھائی دو آدمیوں نے اللہ کی خاطر محبت کی تو ان میں سے اللہ تعالیٰ کو محبوب تر وہ ہے جو اپنے بھائی سے زیادہ محبت کرے۔“ (دوسری روایت میں ہے۔ ”اللہ تعالیٰ کی خاطر اخوت قائم کرنے والوں میں سے اللہ تعالیٰ کو محبوب تر وہ ہے جو اپنے بھائی کیلئے زیادہ نرم ہو۔“)

”اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو ارشاد فرمایا:

”وَ احْفَظْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ“ (الحجہ: آیت 88)

[اور مسلمانوں پر شفقت رکھو]

اور صحابہ کرامؓ کے اوصاف کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

”وَحَمِيْهُمۡ بِبَنِيهِمۡ“ (الطہ: آیت 29)

[اپنے دوسرے کے ساتھ نرم رہو]

کسی شاعر نے مومن کمال کے متعلق کہا:

”و حلقہ یاروں تو بر بزم کی طرح نرم نرم حق و باطل ہو تو نواز ہے مومن
مومن کا ایک وصف تھا کیا ”اذلہ علی المؤمنین اعزۃ علی الکفارین“
(الانعام: آیت 154) [مراہم، غم، وہ مسلمانوں پر غم، غم، وہ کافروں پر]

ایک اور جگہ فرمایا کہ:

”و لواءہ بالمعبر و لواءہ بالمعرجہ“ (البقرہ: آیت 117) [اور ایک دوسرے کو
مہر کی وصیت کرتے رہو اور ایک دوسرے کو گم کھانے کی وصیت کرتے رہو]

حدیث پاک میں ہے ”ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء“
[تم زمین والوں پر رحم کرو، تمہیں دھات پر رحم کرے گا]

2) — اپنے بھائیوں کی علامات روائی میں کوشش رہیں۔ روز مجتہد باض لوگ کہیں گے۔

"لعائننا من شافہم ولا صدیق حمیم" (الشراء: آیت 100-101)

[پھر کوئی نہیں ملے گا۔ غرض کرنے والا اور نہ کوئی دوست محبت کرنے والا]

اس آیت میں حمیم کے معنی ہیں حمیم۔ یعنی ہمارے کو قرب کے باعث ہمارے سے بدلا دیا۔ یہ اہتمام سے، خود ہے۔ یعنی "مہنم ہامرہ" [اس کے معاملہ اہتمام کرنے والا آں سے معلوم ہوا کہ صدیق (دوست) وہی ہے جو میرے امور کا اہتمام کرے۔ سلف صالحین کا طریقہ تھا کہ "بب ان کا ایک بھائی فوت ہو، تو اس کے اہل و عیال کی چالیس چالیس برس تک خدمت کرتے اور انہیں صرف چھوٹا پونے کی سی تکلیف ہوتی تھی۔"

میرت سلف سے اخوت فی اللہ کے حقوق کے بارے میں واقعہ منقول ہے کہ ایک موی اپنے بھائی کے گھر میں آتا ہے اور اس بھائی کو معلوم بھی نہیں۔ وہ اس کے گھر والوں سے پوچھتا ہے "تمہارے پاس آئے ہیں، کبھی ہے؟" جیسے فلاں چیز کی ضرورت ہے۔ "اگر وہ جواب دیں کہ ہمارے پاس فلاں فلاں چیز نہیں تو وہ یہ تمام چیزیں خرید کر انہیں لا دیتا جی رہا ہے اہل و عیال اور اپنے بھائی کے اہل و عیال میں فرق نہ رکھتا۔ اپنے بھائی کا بوجھ بھی خوشی خوشی اٹھاتا اور ملتے ہیں کہ جب بھائی سے ملاقات ہوتی تو اس کو آفر تک نہ کرتے۔

روایت ہے کہ حضرت مسوقؒ نے کافی قرض لے رکھا تھا اور ان کے دوست حضرت عجمہؒ پر بھی قرض تھا۔ چنانچہ حضرت مسوقؒ سے حضرت عجمہؒ کا قرض ادا کر دیا اور انہیں معلوم نہ تھا۔ جبکہ حضرت عجمہؒ نے حضرت مسوقؒ کا قرض ادا کر دیا اور انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ کون ادا کر گیا۔ حضرت ابو الدرداءؓ نے ان میں سے ہر دو بیٹوں کو دیکھا کہ ایک بیل رک کر بدلتا سمجھائے گا تو دوسرا بیل بھی رک گیا۔ حضرت ابو الدرداءؓ یہ دیکھ کر رو پڑے۔ فرمایا کہ اگر دیوانہ ایک دوسرے کی اتنی رعایت کہتے ہیں تو لا بھائیوں کو ایک دوسرے کی اتنی رعایت کرنی چاہیے۔

3) — کسی غلطی کے ارتکاب پر اپنے بھائی کو، سوا نہ کسے بلکہ مناسب طریقے سے اصلاح کی کوشش کرے۔ حضرت ابو الدرداءؓ کے بارے میں مروی ہے کہ ایک نوجوان ان کی مجلس پر بچھا

کہا حتیٰ کہ حضرت ابو الدرداءؓ اس کی نیکو کاری کی بناء پر اس سے محبت کرنے لگے۔ اچانک یہ فوجوں کوئی کبیرہ گنہگار نہ تھا۔ بعض حاضرین اسے حضرت ابو الدرداءؓ کے پاس لے آئے اور کہا کہ کاش آپ اسے دور کر دیں۔ آپ نے فرمایا بھلا اللہ ہم ایک چیز کی وجہ سے اپنے دوست کو نہیں بھڑکتے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے پیغمبر علیہ السلام کو اپنے اہل کے بارے میں یہی حکم دیا۔

فان عصبو کذا فضل انی سویء مما تعملون (الشعراء: آیت 216)

[پھر اگر میری غفلتی کرے۔ تو کہہ دے میں انک ہیں تمہارے ہم سے]

اس آیت میں یہ نہیں کہا کہ "میں تم سے نہیں ملوہ پری ہے زار ہوں۔"

حضرت عمرؓ نے ایک آدمی سے موافقات کر رکھی تھی، وہ غیر ملک چلے گئے تو غفلت میں پڑ گئے۔ جب حضرت عمرؓ کو پتہ چلا تو آپ نے ان کی طرف ایک مکتوب لکھا۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حم تسوئل المکتب من اللہ العزیز العلیم۔ عاھر الذنب و فاسل التوب" (المومن: آیت 2*3)

[یہ کتاب انداز میں ہے اللہ کی طرف سے جو درست ہے، ہر چیز کا جاننے والا ہے، مگر بھٹے رہا اور توبہ قبول کرنے والا ہے]

یہ لکھنے کے بعد اسے برے فعل پر ندامت دلائی۔ جب اس نے مکتوب پڑھا تو کلمہ "اللہ" مطلق نے سچ فرمایا اور حضرت عمرؓ نے مجھے اچھی نصیحت دی۔ "پھر وہ توبہ تائب ہو کر نیک ہو گیا۔ اپنے بھائی کی نصیحت پر عمل پیرا نہ ہو، سخت دلی اور کذب حال کی علامت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مکتوبین کے مطلق فرمایا:

"ولکس لا تحبون النصیحتین" (الاعزاب: آیت 79)

[اور لیکن تم نصیحت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے]

4۔ اپنے بھائی کے محبوب اور اس کی نظرسوں کی پردہ داری کرے۔ حدیث پاک میں ہے "ایسے برے پڑوسی سے اللہ کی پناہ مانگو کہ اگر وہ نیکی دیکھے تو اسے چھپا دے اور اگر وہ برائی دیکھے تو اسے ظاہر کر دے۔"

وصف بہ الت میں امام شافعی کا قول ملتا ہے بہت پسند کیا ہے۔ محمد بن عبد اللہ بن عبد العزیز نے

امام شافعیؒ کو یہ فرماتے تھے۔

”ہر آدمی ایسا نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہی کرتا رہے اور نافرمانی نہ کرے اور ہر آدمی ایسا نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا رہے اور اطاعت نہ کرے۔ آپ جس کی تمنایں اس کی یہ باتیں سے بچ جائیں تو یہ حل ہے۔“

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے فرمایا: ”جب تم سردار بھائی سو رہا ہو اور اس کا کینہ اس سے کھل جائے تو تم کیا کرتے ہو؟“ انہوں نے عرض کیا ”ہم اسے ڈھانپ دیتے ہیں اور پردہ کرتے ہیں۔“ فرمایا ”بلکہ تم اس کا پردہ کھوجتے ہو۔“ انہوں نے عرض کیا ”بھلا اللہ یہ کون کرے گا۔“ فرمایا ”تم میں سے ایک آدمی اپنے بھائی کے بارے میں ایک بات سنتا ہے تو اس میں اضافہ کر کے اسے بھیلاتا ہے۔“ (ادپردہ کھولنے والا ہوا۔)

ایک حدیث پاک میں ہے جو شخص دنیا میں اپنے بھائیوں کی غلطیوں کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے گناہوں کی پردہ پوشی کرے گا۔

15۔ کسی معاملے میں اپنے بھائی کا راز نہ کھو۔ حضرت عباسؓ نے اپنے بیٹے کو کہا۔

”میں دیکھتا ہوں کہ حضرت عمر بن خطابؓ آپ کو دوسروں پر مقدم رکھتے ہیں۔ اس لئے میں ہاتھوں کا خیال رکھتا ہوں کہ کوئی راز نہ کھوئے، ان کے سامنے کسی کی غیبت نہ کرنا اور انہیں تمہارے بھوت کا تجربہ نہیں ہونا چاہیے۔“ امام شافعیؒ نے جب یہ ذات سنی تو فرمایا یہ کلمہ ہزار کلمت سے بہتر ہے۔ خلافت راز کے بارے میں عبداللہ بن مسعودؓ کا شعر مشہور ہے۔

و مستودعی سرّاً نبراءت کمنہ لئلا دعتہ صدی فصار له قبرا
راہ دوری جائے حفاظت راز ہے اس کا انعام ہی امانت کر لیا۔ چنانچہ میں نے سیر کو یہ المیت دی۔ دور
اس کی خبریں کیا۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے:

”مومن مومن کا بھائی ہے نہ وہ اسے غمزدہ کرتا ہے نہ ہی شرمزدہ کرتا ہے۔“

16۔ سناٹے کو چاہیے کہ اپنے بھائی کیلئے غائبانہ دعا کرتا رہے۔ حدیث پاک میں ہے ”آدمی کی اپنے بھائی کے معاملے میں دو دعا قبول ہوتی ہے جو اپنے بارے میں قبول نہیں ہوتی۔“ ایک

حدیث میں آتا ہے۔ ”بھائی کی اپنے بھائی کے لئے عاقبت دعا رد نہیں ہوتی اور فرشتہ کتاب ہے ولکن مغل هذا (اور تجھے بھی اسی قدر ملے) حضرت ابو الدرداءؓ فرمایا کرتے تھے۔ ”میں سجدہ میں اپنے چالیس بھائیوں کیلئے دعا کرتا ہوں اور ان کے نام لیا کرتا ہوں۔“ ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے۔

”ہمارے بھوں کی دعائیں ہمارے گرد پہرہ دیا کرتی ہیں۔“

47۔۔۔ سالک کو چاہیے کہ اپنے بھائی کی وفات کے بعد اس کیلئے دعا کرے۔ کیا خیر اس کی دعا قبول ہو جائے اور حسن نیت کی وجہ سے مردے کی بخشش ہو جائے۔ حدیث پاک میں ہے۔ ”قبر میں مردے کی مثل ایسے ہے جیسے کہ ذوبے والا ہر چیز سے لپٹ لپٹ جائے۔ وہ اپنے بیٹے یا والد یا بھائی کی دعا کا شکر رہتا ہے اور زندوں کی دعاؤں سے مردوں کی قبروں پر پانوں کے برابر انوارات آتے ہیں۔“ کہا کرتے ہیں۔ ”جیسے دنیا میں زندوں کیلئے تحائف ہوتے ہیں۔ مردوں کیلئے دعائیں ہنزہ ان تحائف کے ہیں۔“ سلف صالحین اپنے بھائیوں کو اپنی وفات کے بعد دعائیں کرنے کی وصیت کرتے تھے۔ حضرت علیؓ فرمایا کرتے تھے ”غریب وہ نہیں جس کے پاس مل نہ ہو بلکہ غریب وہ ہے جس کا کوئی حبیب نہ ہو۔“ اللہ تعالیٰ نے مومنین کو کتنی اچھی اور خوبصورت دعا سکھائی۔

”وَلَا خَوْلَ لَنَا وَلَا خَوْلَ لَنَا الذِّينَ سَبَقُوا نَابَا لَا يَمَانُ“ (الحشر: آیت 10)

[اے ہمارے پروردگار! ہماری مغرت فرما اور ہمارے ان ایمان والے بھائیوں کی جو ہم سے پہلے ایمان لائے

پکے ہیں]

48۔۔۔ سالک کیلئے ضروری ہے کہ اپنے بھائی کیلئے دسترخوان کو وسیع رکھے اور ”انما

نقطعکم لوجہ اللہ“ (الہ عز: آیت 9) [چونکہ ہم آپ کا منہ کیلئے کھلاتے ہیں۔ یہ عمل چڑا

ہو۔ محمد بن واسعؒ ایک مرتبہ حضرت ابو سیدان دارانیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے

محمدؐ کو مرغوب چیزیں دسترخوان پر رکھیں مگر ہمراہ کھانے کی بجائے فقط پائیں پیٹنے کو منگوا رہے

نور فرمایا ”میں نے یہ چیزیں تمہارے لئے چھپا رکھی تھیں۔“ محمد بن واسعؒ نے کہا ”آپ ہمیں

مرغوب چیزیں کھاتے ہیں اور آپ خود نہیں کھاتے۔“ فرمایا ”میں افسوس نہیں کھوں گا۔ میں

انہیں چھوڑ چکا اور تمہارے سامنے اس لئے رکھتا ہوں کہ میں جانے ہوں تم یہ چیزیں چاہتے ہو۔“
حضرت ابراہیم بن الوہمؒ اپنے بھائیوں کے آنے پر معیدہ شراب و ساحلی ہشتیوں سے صوبہ
بدام اور بندق کا پھل توڑ کر مائے اور فرلے "کھلا"۔ وہ عرض کرتے "کاش آپ یہ کام پھوڑ
دیتے اور اپنی نماز پڑھتے رہتے۔" وہ فرماتے "یہ میرے لئے نفل نماز سے افضل ہے۔"

شریعت نے تو اپنے صدیق کے گھر سے بغیر لڑن کھانا کھانے کی بھی اجازت دی ہے۔ نبی
اکرم ﷺ نے حضرت بریرؓ پر آپ صدق کیا ہوا گوشت کھایا اور وہ موجود نہ تھیں۔ اس لئے کہ
"آپ کو معلوم تھا کہ آپ کا ایسا کہ حضرت بریرؓ کیلئے مسرت کا باعث ہو گا۔"

ہاشم لوقصؓ نے دیکھا کہ حضرت صن بھریؓ ایک سبزی فروش کی دکان پہ بیٹھے اس نوکری
سے یہ چیز اور اس نوکری سے وہ چیز کھا رہے ہیں تو کہا "اے ابو سعیدؓ! آپ ایک آدمی کا بل بغیر
اس کی اجازت کے کیوں کھا رہے ہیں۔" فرمایا "اے لڑکے کھانے کی آیت پڑھنا۔ وہ خاموش
رہے تو حضرت صن بھریؓ نے یہ آیت پڑھی "وَلَا عَلَىٰ اَنْفُسِكُمْ اِنْ تَاْكُلُوا مِنْ
بِمَا نَحْنُ بِكُمْ" سے لے کر "او صدیقکم"۔ (النور آیت 61) تک پڑھی۔

بعض سلف کا یہ مل غاکر اچانک مصلحت آگئے۔ گھر میں کھانے کو نہ تھا۔ اپنے بھائی کے گھر
گئے اور وہاں سے دو ٹماں اور ہنڈیا لے لی ہوئی انھوں نے گھر واپس لوٹ کر مصلحتوں کے سامنے رکھ دیں۔ جب وہ
بھائی لے کر اس کام کو سنبھالے اور کھانا کھا کر واپس مصلحت آگئیں تو ایسا ہی کیجئے گا۔
حضرت محمد بن واسعؒ اور قزاقیؒ کے اصحاب ان کے گھر میں آئے اور صاحب خانہ سے
اجازت لئے بغیر ہی کھانا کھا کر رہے۔

"تم نے مجھے سلف صالحین کا اخلاق یاد دلایا۔ ہم اسی طرح تھے۔"

ملک بن وثارؒ اور محمد بن واسعؒ دونوں حضرت صن بھریؓ کے گھر میں تشریف لائے۔
حضرت صنؒ موجود نہ تھے محمد بن واسعؒ نے چارپائی کے نیچے سے کھانے کی نوکری نکالی اور کھانا
کھانے گئے حضرت صن بھریؓ تشریف لائے تو فرمایا:

"دور صحابہ میں ہم ایسے ہی تھے ہم ایک دوسرے سے خفیہ نہیں کیا کرتے تھے۔"

سلف صالحین اپنے مسلمان بھائیوں سے اخلاط رکھتے مل کر کھاتے کھاتے، پڑھتے پڑھتے

چلتے۔ طہ و ریات کی چیزیں خود خربہ بنتے اور سلطان خود اٹھالیتے۔ صحابہؓ و تابعینؓ کی بھی یہی عادت تھی۔ حضرت عمرؓ اپنے گھر والوں کیلئے اپنی بیٹہ پر (خوراک وغیرہ) بوری اٹھا لیتے۔ حضرت علیؓ اپنے کپڑے اور ہاتھ میں عبود اور نمک اٹھا لیتے اور فرمایا کرتے۔

لا بفقر الکامل من کسانہ عاجر من نفع المی عبالہ
 نہ اس اس وجہ سے ناقص نہیں ہو گا کہ اس نے دوسروں کے نفع کیلئے شغف اٹھائی۔

حضرت ابی بن کعبہؓ عید اللہ الیہم سوسودہ اور ابو ہریرہؓ کا یہی طریقہ تھا۔ یہ نگزیاں خود لگاتے۔ اور پانچ گناہوں پر آنے کی بوجہاں اٹھا لاتے۔ نبی اکرمؐ کی عادت یہ تھی کہ غمی کر ایک چیز خربہ تے تو خود اٹھا لیتے آپ کا صحابیؓ عرض کرتا "یہ مجھے ایکنے میں اٹھا لیتا ہوں۔" آپؐ فرماتے "جج ذالک است اٹھاتے گا زیادہ حد کرتے۔" نبی اکرمؐ کی بعض اوقات مٹی کا دورہ دیتے۔ اس خانہ کے ہمراہ روٹیاں پکاتے مگر مد کرتے۔ گھر میں مجھڑو دیتے خانہ "اب" پر شیشہ الٹی اور عبت اس خانہ پر رکھتا تھا۔ اس تفصیل سے یہ بات معلوم ہوتی کہ جو سالکین ذکر و انکار اور وظائف و درویشی لگ کر گھر کے خیم کالج سے عینہ کی اختیار کرتے ہیں اور اسے زہد و تقویٰ سمجھتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔

حضرت علیؓ کا قول ہے "میں اپنے بھائیوں کو جمع کر کے انہیں کھانا کھلاؤں یہ بات مجھے ایک غلام آزاد کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔"

حضرت ابو علیؓ (ارانی) فرماتے تھے "اگر میں ساری دنیا کا مالک بن جاؤں اور ساری دنیا کا مالک بنا کر اپنے بھائی کے منہ میں دے دوں تو مجھے اسے کم سمجھوں گا۔ ایک مرتبہ فرمایا "میں اپنے ایک بھائی کو نوالہ کھانا ہوں تو اس کا ذائقہ اپنے منہ میں نمودیں کرنا ہوں۔"

(9) — مالکؓ کہ چاہیے کہ اپنے بھائی کی دعا آزمائی ہو کر نہ کرے۔ حضرت یحییٰ بن محمدؓ عید اللہ الیہم حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے گھر میں بن کر ٹھہرے۔ حضرت نے کھانے کیلئے بھل چڑھ گئے۔ فراغت پر مولانا نے کہا کہ حضرت میں چھلکے باہر بیٹھ رہا ہوں۔ فرمایا کہ آپ چھلکے ایک ہی جگہ باہر بیٹھ دیں گے۔ مہمان کے بچے دیکھیں گے تو ان کے دل میں بخل کھانے کی خواہش پیدا

ہوئی۔ جب ان بچوں کو کمر میں بھل کھائے گونہ طے کا تو ان کی دل آزاری ہوئی۔ اس نے کہا کہ حضرت آپ کیسے پیٹکیں گے فرمایا ان بچوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ایک اس جگہ دسرا دسری جگہ اس طرح ٹکڑے ٹکڑے سے چٹکے بچوں کا کہ دیکھ کر انہی نے نہ ہو گا کہ یہاں کسی نے بھل کھائے ہیں۔

یہی مسلمان بھائی کی طرح آزاری سے پنا چاہیے اور اس کا تذکرہ بیشک اچھے لفظ میں کرنا چاہیے۔ حضرت امینؑ اس نے حضرت جلد کو وصیت کی:

”جب تمرا بھائی تم سے غائب ہو تو اس کا ذکر اسی طرح کر جسے کہ اگر تو اس سے غائب ہو تو اپنا ذکر ہونا پسند کرنا اور جیسے تو چاہتا ہے کہ تجھے معاف کر دیا جائے اس طرح اسے بھی معاف کر۔“

ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے ”میں نے غیر ماضی میں جب بھی کسی بھائی کا ذکر کیا تو یہ فرض کر لیا کہ وہ یہیں بیٹا ہے۔ چنانچہ میں نے اس کے بارے میں وہی کہا جو وہ اپنی موجودگی میں سنتا پسند کرتا ہے۔“ ایک دوسرے کے ساتھ نزاع کی کیفیت پیدا نہ ہونے دی جائے۔ جو اسناد بائبل کی حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ بارے میں تحریف لائے اور ہم جھگڑ رہے تھے۔ آپؐ نصیبک ہوئے اور فرمایا ”نزاع کرنا چھوڑو“ اس لئے کہ اس میں بھائی کم ہے۔ نزاع چھوڑو اس لئے کہ اس کا فائدہ کم ہے اور یہ بھائیوں کے درمیان عدولت بھڑکاتا ہے۔“

عبدالرحمن بن حذیفہ بن یمان نے اپنے والد سے نقل کیا کہ میں یمن میں تھا اور میرا ایک پردوسی یہودی تھا۔ وہ مجھے نذرانے کی باتیں بتاتا کرتا۔ ایک دن میں نے اسے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے اندر ایک نبیؐ مبعوث فرمایا۔ اس نے ہمیں اسلام کی دعوت دی۔ ہم نے اسلام قبول کر لیا اور اللہ تعالیٰ نے ہم پر قورات کی تحدید کرنے والی کتاب بھیجی۔ یہودی نے کہا:

”تم نے سچ کہا مگر تم پر جو نازل ہوا اس کی تم لوگ تاب نہیں رکھتے ہم اس نبیؐ کی اور اس کی امت کی مثلت قورات میں پاتے ہیں کہ کسی توبی کے لئے جائز نہیں کہ وہ ظلم رکھتا ہو اور مگر کی پوکھٹ سے لگے تو اس کے دل میں اپنے مسلمان بھائی کے خلاف ناراضگی ہو۔“

سلف صالحین کا قاتل ہے کہ شیطان جس قدر اللہ تعالیٰ کی خاطر مداخلت کا تم کرنے والوں سے جلا اور حسد کرتا ہے اس قدر وہ نیکی میں تھکوں کرنے والوں کے درمیان تفریق پیدا نہیں کرتا۔

اس کا صرف یہی کام ہے اور وہ دوسرے کاموں سے فارغ ہے۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”قُلْ لِعِبَادِي يَقُولُ الَّتِي هِيَ احْسَنُ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفَخُ فِيهِمْ

(فی اسرائیل: آیت ۱۹۹)

[اور کہہ دے میرے بڑوں کو کہ بات یہی کہیں جو شیطان بخڑا ہے کہیں میں]

حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعات بتاتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”مَنْ بَعْدَ اَنْ تَنْفَخَ الشَّيْطَانُ بَيْنِي وَ بَيْنَ اَخَوَتِي“ (سفرہ: آیت 100)

[بعد اس کے کہ شیطان تمہارے درمیان میں اور میرے بھائیوں کے درمیان آ]

سالک کو چاہیے کہ اپنے دینی بھائی کو نصیحت کرے مگر فضیحت سے بچے۔ نصیحت کہتے ہیں
تخلی میں انہی بات سمجھانے کو اور نصیحت کہتے ہیں لوگوں میں بیخبر کر غلطیوں کی نشاندہی کرنے
کو تاکہ بھائی شرمندہ ہو۔ اسی طرح شراب کرے مگر توج سے بچے۔ شراب کہتے ہیں غلط میں
بمراض ہونے کو اور توج کہتے ہیں لوگوں کے سامنے بمراض ہونے کو۔

اسی طرح مدارات کرے مگر دانت سے بچے۔ مدارات کہتے ہیں کہ اللہ کی رضا کیلئے بھائی کا
قرض ادا کر دیا وغیرہ اور دانت کہتے ہیں کہ تو کسی کام کے ذریعے دنیا چاہے اور تعالیٰ مرے کیلئے
ایک کام کرے۔

اسی طرح ضبط کرے مگر حسد سے بچے۔ ضبط (دشمن) کہتے ہیں کہ جو انعام تو بھائی پر دیکھے
وہ اپنے لئے بھی چاہے۔ یہ نہ چاہے کہ بھائی کا انعام ختم ہو۔ حسد یہ ہے کہ جو انعام بھائی کے
پاس ہے وہ لینا چاہے جبکہ وہ انعام بھائی کے پاس نہ رہے۔

اسی طرح فراست پر احتوا کرے مگر بد غلی سے بچے۔ فراست کہتے ہیں کہ اپنے وجدان باطنی
کے ذریعے بھائی کی برائی کا اندازہ کر لینا اور بد غلی کہتے ہیں کہ اپنے خبث باطن کی وجہ سے بھائی کو
برا سمجھنا۔ یہ بد غلی حرام ہے۔ رسول اکرم ﷺ سے مروی ہے۔

”ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو۔ ایک دوسرے سے دشمنی و اختلاف نہ رکھو۔ ہاں

سعد نہ کہو۔ نہ ہی باہم قطع تعلق کرو اور اللہ کے بندے! بھائی بھائی ہیں جو۔"

متقی نوری کی علامت یہ ہے کہ اگر باہم دو بھائیوں میں کسی وجہ سے تفریق بھی ہو جائے تو

انتھار ہو جائے یہ بھی خوش روئی اور حسنِ خلق کا مظاہرہ کرے۔ بقول شاعر

ان الكريم اذا نقض رده يخفى الفصح و يظهر الاحسان

و يرى اللطيف اذا تصرف حبه يحقق الجميل و يظهر البهائم

۱ شریف آبی سب محبت قسم زنا ہے (بولی بھپتا اور ٹپکی ٹپاکر کرنا ہے۔ غور کیے آبی کی جیب دی ٹونجی

ہے تو اچھائی پھیلنا اور بہتوں کو چاہیے۔

نبی اکرم ﷺ نے ایف مرتبہ دعا مانگی تو درج ذیل الفاظ سے 'ہم' سے سامع

ما ظهر الحمل ولم ينسحب القبح ولم يواحد بالحريرة ولم يهتك الاسم

[اب؟ نے اچھا کی غلطیوں اور برائی پر پردہ ڈالنے والی دکان پر سوا گندہ نہیں لیا اور پردہ دہی نہیں کی۔]

ایں مندرجہ بالا عدت کو اپنے اندر پیرا کرنا ہی ثقلو ابغضالک للہ تعالیٰ کہلاتا ہے۔ سبک و

ہا ہے کہ یہ دعا اکثر مانگا کرے۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِأَخْوَانِنَا الَّذِينَ مَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي

فلو بنا عدل للذین آمنوا۔ وبنّا انکد زوف مد حبہ۔ (الحشرہ آیت 10)

[اے اللہ سے پروا رکھو! ہم کو بخش دے اور اللہ سے جو چیزیں کو بھی پرہیز سے پہلے انجمن لک چکے ہیں۔]

آپ مرثدہ نبی علیہ السلام قسریف فرماتے کہ ایک مہلکہ ماہی سے آئے۔ ابھی وہ دوری

تھے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "بہشتی آ رہا ہے۔" پھر کچھ دن کے بعد اسی طرح ہوا کہ آپ

نے اسے دیکھ کر فرمایا "جنتی آدم ہے۔" ایک "مرے سہیلی" یہ سن کر رشتہ کرنے لگے۔

میں سوچا کہ کسی طرح اس بھائی کا خاص عمل دیکھوں جس کی وجہ سے انہیں جنت کی بھارت

عجب ہو گیا۔ یہ وہ غمِ دنیا کیلئے اس بھائی کے گھر صحنِ بن کر وارد ہوئے۔ دن رات اپنے

علی نے اہل کولہ کو بلا کر کیا کوئی خاص بات غور نہ کی ہو امتیازی حیثیت، نہ تھی ہو۔ تیسرے دن

سب بھلی سے بچ چکا کہ آپ کو سنا ایسا اعلیٰ نسبتے ہیں جس کی وجہ سے آپ کو نبی اکرم ﷺ

جنت کی بشارت دی۔ انہوں نے کہا کوئی خاص عمل تو نہیں البتہ رات جب میں سوئے گا ہوں تو اپنے مسکن ہمانوں کی طرف سے دل کو صاف کر لیتا ہوں۔ شاید یہ جیتنے کے لیے اللہ تعالیٰ کو ایسا پسند آیا ہو کہ دنیا میں جنت کی بشارت نصیب ہوئی۔

سراخت کو قائم و دائم رکھنے کیلئے ذمہ داریاں مرکزی حیثیت رکھتی ہیں ایک واضح دوسری ایثار۔ حدیث پاک میں آتا ہے ”من تمواضع للہ رفعہ اللہ“ [میں نے اللہ کی تواضع کی اسے اللہ نے بڑی دی۔]

۔ زمین کی طرح جس نے عاجزی و انکساری کی خدا کی رحمتوں نے اس کو ڈھانپا آسمان ہو کر ایک بزرگ اپنے متواضعین سے فرمایا کرتے تھے:

”ایک کتے نے اصحاب کعبہ کے ساتھ دیا تو اس کتے کے ساتھ جنت کا وعدہ ہوا اور اس کا سزا کر۔ قرآن مجید میں ہوا۔ تم اپنے احباب کو اصحاب کعبہ کی مانند سمجھا کر اور اپنے آپ کو ان کا تصور کیا کر۔ پس جس میں بھی اپنے احباب کی وجہ سے جنت میں داخلہ نصیب ہو گا۔“

حضرت خواجہ فضل علی تہسبیؒ اپنے مریدین سے فرمایا کرتے کہ فقیر! دیکھو سر لو لچا ہے جب بھی کوئی غلطی سرزد ہوتی ہے تو سر پر جوتے لگتے ہیں۔ پاؤں نیچے ہیں لہذا جب بھی عزت ملتی ہے تو لوگ پاؤں پکڑتے ہیں اور منت ساجت کر کے مناجات ہیں۔ پس تم غرور و تکبر سے بچ۔ مالک کہ چاہیے کہ اپنے دلی بھائی کیلئے اس طرح بچہ جائے کہ اگر وہ بیٹے پر پاؤں رکھ کر بھی گزر جائے تو یہ راز مانے۔

ایک بزرگ تواضع کی فضیلت میں بیان فرمایا کرتے تھے:

”انسان جدے کی حالت میں اپنی پیشانی کو زمین پر ٹکا دیتا ہے یہ جھکا لہذا تعالیٰ کو اٹا چند تاکہ فرمایا انسان جتنا میرے قریب جدے کی حالت میں ہوتا ہے اتنا کسی دوسری حالت میں نہیں ہوتا۔“

دوسروں کو اپنے سے بہتر اور افضل تصور کرنا تواضع کی علامت ہے۔ مالک اپنے سے عمر میں بیٹوں کا اس لئے لوب کرے کہ ان کی نیکیاں مجھ سے زیادہ ہیں اور اپنے سے چھوٹوں پر اس لئے شفقت کرے کہ ان کے گناہ مجھ سے کم ہیں۔

ایک مرتبہ چند سالکین اپنے شیخ کی خانقاہ میں حاضری کیلئے پیدل جا رہے تھے۔ ایک کوئی نے انکو دیکھا تو سوچا کہ چلو ان میں سے جو بھی بڑا بزرگ ہو گا اس سے دعا کروں گا چنانچہ پہلے سے مصافحہ کیا اور کہا کہ آپ بزرگ ہیں میرے لئے دعا کریں۔ وہ کہنے لگے میں تو خادم ہوں بزرگ تو وہ ہیں جو میرے پیچھے ”رہے ہیں۔ چنانچہ اس نے وہ سب سے دعا کیلئے کہا اس نے بھی وہی جواب دیا کہ میں تو غلام ہوں بزرگ تو وہ ہیں جو میرے پیچھے ”رہے ہیں۔ کرتے کرتے سب گزر گئے۔ سب آخری صاحب گزرنے لگے تو اس شخص نے ان سے دعاؤں کی گزارش کی کہ آپ بزرگ ہیں میرے لئے دعا کریں۔ وہ فرماتے لگے ابراہیم میں تو غلام ہوں بزرگ تو وہ تھے جو آگے گزر گئے۔ اللہ اکبر۔ گویا سب نہ سروں کو اپنے سے افضل و اعلیٰ سمجھتے تھے۔

نیکار کہتے ہیں کہ اپنی ضرورت کے بلوجود اپنے بھائی کو اپنے آپ پر ترجیح نہا۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ کی خاص صفت یہی تھی۔ ”و یو نعرون علی انفسہم ونسواکان بہم خصاصہ“ (المائدہ آیت 8) [وہ انکو اپنے پر ترجیح دیتے ہیں علانہ کہ وہ خود اس کے بناء استحقاق ہوتے ہیں تا ایک صحابی کا مشہور واقعہ ہے کہ صحابہؓ گھر کے تو دس خر خوان بچا کر پرانے بھجوا دیا خود کھانا کھانا تاکہ صحابہؓ کھانے پر نہ کھالے۔

شیخ ابو الحسن اصفہانیؒ کے پاس شعر ”رے“ میں 30 سالکین جمع ہوئے۔ پانچ آدمیوں کا کھانا تھا خادم نے دس خر خوان پر کھانا چن دیا اور پہلے سے ترجیح بجا دیا۔ سب سالکین اندر سے اس طرح اپنے ہاتھ کھانے اور منہ کی طرف براہ راست رہے جیسے خوب مزے مزے سے کھانا کھا رہے ہوں۔ بعض اپنا منہ اس طرح چلاتے رہے جیسے کھانا چبا چکا کر کھا رہے ہوں۔ کافی دیر کے بعد وہ دس خر خوان سے اٹھ گئے۔ سالکین نے چلے جانے کے بعد جب ترجیح و رشت کی کیا تو خادم نے دیکھا کہ کھانا بچا ہوا ہے ہر کسی نے کم کھنڈا مگر میرا دس برابر یعنی کھانا کھالے۔ یہی اخلاق صحابہ کرامؓ سے متقول ہیں۔ ایک یحییٰ کا سر مت گھراں سے ہوا ہوا میرے گھر پہنچ گیا۔

سیدنا علیؓ اور سیدنا طلحہؓ نے قین و نانی سے عمر بن الخطابؓ کی مگر اپنا کھانا ساتلین کو دے دیا چنانچہ آیت نازل ہو گئی۔ ”و یطعمون الضعفاء علی حبہ مسکینا و یتیمنا و اسیرنا“ (الذہرہ آیت 8)

[نورِ دوگ (مخلص) اللہ کی محبت سے غیب اور جہنم اور قیدی کو کھانا کھاتے ہیں]

حضرت حذیفہؓ سے جنگ یرموک میں ایک زخمی مجاہد نے پانی مانگا تو دوسری طرف سے حضرت دشام بن اصاص نے توہ کی۔ اس مجاہد نے اپنا منہ بند کر لیا اور دوسرے کی طرف اشارہ کیا کہ پہلے اسے پانی پلائیں۔ جب دوسرے کو پلانے لگے تو تیسری طرف سے آواز آئی۔ دوسرے نے تیسرے کے پاس بھیج دیا۔ پانی پلانے والے جب وہاں پہنچے تو وہ فوت ہو گئے۔ جب دوسرے کی طرف لوٹ کر آئے تو دیکھا کہ وہ بھی فوت ہو گئے۔ جب پہلے کی طرف آئے تو وہ بھی شہید ہو گئے۔ انسانی تاریخ میں ان مجاہدین نے ایسا کالیک نیا باب، قرآن کیا کہ عین جہنم کی کے عالم میں خود پانی نہ بنا اور دوسرے کی طرف بھیجا خود پیاس کی حالت میں اپنی جان جان "فرس کے سپرد کر دی۔

ایک مرتبہ حکومت وقت نے شیخ ابو الحسن قوریؒ، "مہم" کو "رہا" کر فدا کیا تاکہ قتل کر دیا جائے۔ جب سزا دلانے لگے تو شیخ ابو الحسن قوریؒ پہلے جلد کی طرف بڑھے تاکہ انہیں قتل کر دیا جائے، پوچھا گیا کہ ہل کیوں کی؟ فرمایا اسلئے کہ میرے بھائی چند لمحوں اور جی لیں۔ سبحان اللہ! مواخاتہ کے پورے کی آیا رہی تاکہ کے پانی سے گرتے رہیں تو یہ ایسا رشتہ بن جاتا ہے۔

"اصْلٰھَا ثَابِتٌ وَ فِرْعٰھَا فِی السَّمَاءِ" (ابراہیم: آیت 24)

[جس کی جڑ خوب گہری ہوئی ہو اور اس کی شاخیں آسمان میں جاری ہوں]

اسلام نے تو قوموں کی دیر کی مصاحبت اختیار کرنے والوں کے ساتھ بھی ایسا کام کرنا کرنے کی

تعلیم دی ہے پھر صحیح بھائیوں اور عزیز و اقارب کو تو کیا کہنا۔

نبی اکرم ﷺ کے بارے میں مروی ہے کہ ایک آدمی نے رات میں آپؐ کی مصاحبت اختیار کی۔ جب ایک جگہ میں پہنچے تو نبی اکرم ﷺ نے بیٹھ کر دو مسواکیں توڑیں جن میں سے ایک نیز محمی تھی دوسری سیدھی۔ آپؐ نے نیز محمی خود لے لی اور سیدھی اپنے منہ میں کر دی۔ اس آدمی نے عرض کیا "آپؐ مجھ سے زیادہ سیدھی (مسواک) کے حقدار ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"جو آدمی بھی کسی کی مصاحبت کرتا ہے چاہے دن کی ایک گھڑی کرے تو اللہ تعالیٰ اس سے

مصاحبت کے بارے میں پوچھے گا کہ کیا اس میں اللہ عزوجل کا حق ادا کیا جاسکتا ہے۔ میں اس بات کو چہنہ کرتا ہوں کہ مجھ پر تیرا ایسا حق ہو جو میں نے ادا نہ کیا ہو۔"

انور فی اللہ: محبت فی اللہ اور حسن مصاحبت، دراصل سلف صالحین کے طریق تھے۔ کئی یہ ناہید ہو گئے ان کے فہم پر نہ رہے۔ جو ان پر عمل کرے اس نے انہیں زندہ کیا اور اس نے انہیں زندہ کیا اسے بعد میں عمل کرنے والوں سے اجازت ملے گا جس سالک کو نیک مجلس بھائی مل جائے وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے کہ تمام قرینیں اس اللہ کیلئے ہیں جو قسم جماعوں کے پروردگار ہے۔

نوٹ :- انور اسلامان کے تحت دیئے گئے اکثر واقعات شیخ ابو طالب مکی کی کتاب "تربۃ القلوب" سے لے لئے گئے ہیں۔



پہب 13

سوالاات و جواباات

سوال نمبر 1 :- شیخ کو مریدوں پر تنقید کرنے اور ڈانٹ ڈپٹ کرنے کے بارے میں مریدوں کی محبت کیوں لیتی ہے۔

جواب :- اکثر علاجِ حالمہ کے لئے مکرر دُعا کا تاجہ مکرر شدہ حاصل ہونے کے بعد دُعا رعاکس دیتے ہیں۔

سوال نمبر 2 :- ہر سے محبت رکھنے کے بارے میں شریعت کی کوئی دلیل بھی پیش کی جاسکتی ہے۔ یا نہیں؟

جواب :- ایک مرتبہ نبی علیہ السلام نے حضرت ابو بکرؓ سے پوچھا، تو کس کو دوست رکھتا ہے؟
"عرض کیا کہ آپ ﷺ کو۔" آپؐ نے پوچھا کہ "اللہ تعالیٰ سے بھی زیادہ؟" عرض کیا "جی ہاں، اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو ہم بت پرست ہوتے۔"

سوال نمبر 3 :- آن کل کل ہر کے حال بیٹے کو بھی پیر بھجا جاتا ہے، کیا یہ ٹھیک ہے؟

جواب :- جس طرح ڈاکٹر کے بیٹے کو ڈاکٹر اسے کے لئے کوئی تیار نہیں ہوتا، جب تک وہ ہاتھ دے، اکثر ان کا علم حاصل نہ کرے۔ اسی طرح پیر بھی نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ ہاتھ دے، نسبت افند نہ کرے۔ ہاں اگر نسبت افند کرے تو پیر کو شفا "سورہ علی سورہ" ہونا ہے۔ اس سے عی بیعت کی تجویز کرنا افضل ہے۔

سوال نمبر 4 :- بعض لوگ کہتے ہیں کہ پیر کامل نہ بھی ہو تو کوئی حق نہیں، عقین پکا ہونا چاہئے۔

جواب :- جس طرح ایک قیدی دوسرے قیدی کو نہیں چھڑا سکتا، ایک سو یا سوادوسرے سوئے ہوئے کو نہیں جگا سکتا یا ایک بندہ دوسرے اندھے کو راستہ نہیں دکھ سکتا اسی طرح ایک غافل دوسرے غافل کو زائر نہیں بنا سکتا۔ جب ہی غافل نہیں تو مرید کامل کیسے بنے گا۔

سوال نمبر 5 :- جب قرآن وحدیث موجود ہیں تو ہیچ بکڑنے کی کیا ضرورت ہے۔ انسان اپنی اصلاح خدائیں نہیں کر سکتا؟

جواب :- صحابہ کرام! قرآن اترتا ہوا دیکھا، صاحب قرآن کودیکھا، نبی! کے لڑکوں کو اپنے کتوں سے سنا، مگر اپنا تئیر خود کر سکے بلکہ نبی علیہ اسلام نے ان کا تئیر کیا۔ قرآن پاک میں ”وَبِذَکْہِم“ کے غظ سے معلوم ہوتا ہے کہ مزی کی ضرورت پڑتی ہے۔ قرآن میں کئے گزرے دور میں ملامت اپنی اصلاح خود کیسے کر سکتے ہیں؟ جس طرح درخت کو اپنے پھل پر عمل محسوس نہیں ہوتے اسی طرح انسان کو بھی اپنے عیوب پرے محسوس نہیں ہوتے۔ فحش کے بغیر تزکیہ حاصل کرنے کی مثال ایسے ہی ہے جیسا کہ ایک آدمی کہے کہ میں عبادتوں مگر مہینگی کی کتلیں موجود ہیں خود چاہ کرانہ علاج کر لوں گا۔ کیا اسے عقلمند کہا جائے گا؟

سوال نمبر 6 :- بعض مالکین اپنے اپر مہامت کا بڑوٹک کر لیتے ہیں یہ کیا ہے؟

جواب :- مہامت میں وسعت اس لئے نہیں کہ ہر شخص ہر مباح کو استعمال ہی کرے بلکہ کیا معلوم کس کو کس وقت کس چیز کی ضرورت پیش آجائے۔ اسی لئے بعض مشائخ تباہ کھا پینا تو بڑی دور کی بات ہے پانی کھانے اور چائے پینے سے بھی پرہیز کرتے ہیں۔

سوال نمبر 7 :- بعض اوقات مالکین پر بھی عجیب کیفیات ہوتی ہیں اور کبھی کبھی نہیں اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب :- سالک کی مثال درخت کی سی ہوتی ہے۔ ایک وقت آتا ہے درخت پر کوئی نہیں چھوئی ہیں تے تے چتے تلتے ہیں پھر تے چتے ٹکنا بند ہ جاتے ہیں اس پر یہ مطلب نہیں کہ درخت کی ترقی رک گئی بلکہ اس وقت درخت اپنے تے شاخیں مضبوط کر رہا ہوتا ہے۔ یہی سادہ سالک کے ساتھ ہوتا ہے۔

سوال نمبر 8:- سالک کو کچے پتہ چلتا ہے کہ اس کا شرب کیا ہے؟

جواب :- سالک جس نبیؐ کے زیر قدم ہو، اس نبی علیہ السلام کی صفات کو پرتو سالک کی شخصیت پر واضح نظر آتا ہے۔ جو موسوی الشرب ہو گا اسے کلام الہی سے شغف زیادہ ہو گا اور ایسی الشرب کو توکل علی اللہ اور صلیح نوازی میں خصوصیت نصیب ہوگی۔ موسوی الشرب کی زندگی میں زندگی الدنیا غالب ہو گا اس میں سبلی قوت بہت زیادہ ہوگی لمبی الشرب کو اطلاق صلت اور اخلاق محمدیہ سے شغف زیادہ ہوگا۔

سوال نمبر 9:- اگر اولیاء اللہ کا فیض مرنے کے بعد بھی رہتا ہے تو دوسرے شیخ سے بیعت ہونے کی کیا ضرورت ہے؟

جواب :- فیض تو رہتا ہے مگر اس قدر نہیں کہ ناقص کو کاٹنا پائے۔

سوال نمبر 10:- کوئی شیخ اپنے مرید کو متعلق کرے اور مرید کا اعتقاد سالم رہے تو بیعت قائم رہتی ہے یا نہیں؟

جواب :- شیخ ناراض ہو جائے مگر مرید کا اعتقاد باقی و قائم رہے تو بیعت باقی رہتی ہے۔ فرما جو کہ میں حضور ﷺ حضرت کعب بن مالکؓ سے منعقب ہو گئے تھے مگر ان کا اعتقاد درست رہا اللہ اکاملاً ہی۔

سوال نمبر 11:- اگر کسی مرید کا اعتقاد چرکے بارے میں جائز رہے اور شیخ بیعت واپس نہ کرے تو بیعت رہتی ہے یا نہیں؟

جواب :- بیعت ٹوٹ جاتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن جابرؓ سے روایت ہے ایک اعرابی نے رسول اللہ ﷺ سے پاس رہنے کی بیعت کی مگر بخار ہوا۔ اور وہ بغیر اجازت چلا گیا تو نبیؐ نے فرمایا: عید یعنی کی مانند ہے اپنے میل کو دور کرتا ہے اور اپنے اچھے کو فاسد کرنا ہے۔

سوال نمبر 12:- ہر کامرہ سے تعلق کیا ہونا چاہئے؟

جواب :- دینی ہونا چاہئے جو سیدہ صدیق اکبرؓ کا حضرت نبی اکرم ﷺ سے تھا۔ ایک مرتبہ

نبی صلیہ السلام نے فرمایا مجھے تین چیزیں پسند ہیں۔ جو اب میں سیدنا صدیق اکبرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے بھی تین چیزیں پسند ہیں۔ (1) آپؐ کے چہرہ انور کو دیکھنے (2) آپؐ پر اپنا ہاتھ خراج کرنا (3) میری بیٹی آپؐ کے نکاح میں ہے۔ سوچئے ان تینوں کاموں کا مرکز و محور ایک ہی ذات تھی۔ پس مرید کو اپنے شیخ سے ایسا ہی واسطہ تعلق ہونا چاہئے۔

سوال نمبر 13 :- سلوک میں ذکر ہی سے فائدہ ہوتا ہے یا کسی اور چیز سے بھی؟

جواب :- سالک کو ابتدا میں ذکر سے فائدہ ہوتا ہے۔ پھر ایک وہ وقت آتا ہے کہ ذکر خواہ نعلی و ثابت ہی کیوں نہ ہو، مفید نہیں رہتا۔ بلکہ لگ کر کام آتا ہے۔ اس میں ہر عبادت قرآن، کثرت نوافل، تسبیح و تہجدیں اور تصنیف سے فائدہ ہوتا ہے پھر قرب باغراض حاصل کا درجہ آتا ہے خواہ وہ اللہ کی طرف سے مقرر ہوں یا بندوں کی طرف سے۔ مثلاً شیخ نے کتنا عافیت میں خدمت کروا دی یہ خدمت کرنا فائدہ دیا اور دے گا۔ نسبت ذکر و فکر کے۔ اسے قرب باغراض کہتے ہیں۔

سوال نمبر 14 :- اسبقی کے خواص سے کیا مراد ہے؟

جواب :- ہر سبق سے دوافل کا ازالہ وابستہ ہے ہر اس پر نظر رکھتا ہے کہ دوافل دور ہوئے یا نہیں۔ جب ایک کے دوافل دور ہو جاتے ہیں تو شیخ دوسرا سبق دے دیتا ہے۔

سوال نمبر 15 :- قرب بانوافل سے کیا مراد ہے؟

جواب :- سالک دائیہ کامل حاصل کرنے کے بعد قرب بانوافل سے ترقی پانا ہے یعنی اپنی طرف سے جو چاہتا ہے عبادت کرتا ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس سے جو دین کا کام لینا چاہیں اس میں لگا دیتے ہیں، یہ قرب باغراض کہلاتا ہے۔ کسی کو تسبیح کا کام، کسی کو تہجدیں کا اور کسی کو تصنیف و تالیف کا کام سپرد کیا جاتا ہے۔ قرب باغراض دوافل خالص کو چھوڑ کر نوافل میں مشغول ہو جائے تو گرفت کی جاتی ہے جیسے حضرت ابوذر رضیہ السلام کی غفلت میں آرمیوں کو بھیج کر تنبیہ فرمائی۔

سوال نمبر 16 :- نفعی اثبات جس دم کے ساتھ آیت امد میں آئیں سے زیادہ کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب :- سادک کو لول یہ ذکر لفظ شرانکا 21 مرتبہ تک پہنچانا چاہئے پھر اس سے زیادہ کرے تو فائدہ ہے۔ کتبہات معصومہ میں کسی صاحب نے لکھا کہ میں ایک سالس میں ایک سو ایک بار لئی آیات کرتا ہوں حضرت خواجہ محمد معصوم نے اس کی موصلہ افزائی فرمائی۔

سوال نمبر 17 :- کیا قرات خرتیا ہے وہ ملک و اثرات حاصل ہوتے ہیں جو سو فیہ کے ثنائے ہوئے لوکار سے حاصل ہوتے ہیں؟

جواب :- ابتدائے میں سادک کی زیادہ ترقی ذکر سے ہوتی ہے حتیٰ کہ ثنائے قلب اور ثنائے نفس نصیب ہو جائے پھر خلوت، فراخل اور دوسرے دینی اشغال سے زور ترقی ہوتی ہے۔

سوال نمبر 18 :- جن کے اسباق زیادہ ہیں انہیں اقل پورا نہ ملے تو کیا کریں؟

جواب :- ایسی صورت میں صرف نیت کر کے طائفہ پر سے توجہ کرتے ہوئے گزر جائیں تو بھی فائدہ سے خالی نہیں ہوگا۔

سوال نمبر 19 :- نسبت سلب ہو جانے کا کیا مطلب ہے؟

جواب :- نسبت نام ہے اس تعلق کا جو بندے کو اللہ تعالیٰ سے ہوتا ہے۔ اس تعلق کو کوئی سلب نہیں کر سکتا ایسے کیفیات و ادوات سلب کی جا سکتی ہیں۔

سوال نمبر 20 :- بعض لوگ چلتے پھرتے ہر وقت قبیل لسانی بکلمہ کا ذکر کرتے رہتے ہیں کیا یہ جائز ہے؟

جواب :- سر فیصد جائز بلکہ مستحسن ہے حضرت خواجہ عزیزان علی راضیانی سے ایسا ہی سوال پوچھا گیا تو فرمایا: شریعت نے قریب المرگ کو کلمہ کی تلقین کرنے کا حکم دیا ہے۔ میں ہر وقت اپنے آپ کو قریب المرگ سمجھتا ہوں۔ لہذا اپنے نفس کو کلمے کی تلقین کرتا رہتا ہوں۔

سوال نمبر 21 :- جو لوگ سفر کے دوران جیب میں قرآن پاک رکھتے ہیں اور مجبوراً میٹھب کے لئے بیت الخلاء میں جاتے ہیں تو کیا حکم ہے؟

جواب :- جیب کا حکم خلاف کا سا ہونا چاہئے، تاہم بہتر ہے کہ قرآن مجید کو کسی بلائیک، غیرو

کے خلاف میں پیٹ کر جیب میں رکھیں۔

سوال نمبر 22 :- موسم کو نماز کا انتظار کیوں رہتا ہے؟

جواب :- نماز بہ روح کی نڈا بن جاتی ہے تو نماز پڑھنے کے لئے وہ اسی طرح چھٹا ہوتا ہے جیسے روٹی کھانے کے لئے اودھ چھٹا ہوتا ہے۔

سوال نمبر 23 :- مہذب کون ہوتے ہیں؟

جواب :- انہ اولیٰ کے بعض بندے روحانی امور کے لئے شغفین ہوتے ہیں اور بعض مادی یا فکری امور کے لئے۔ عموماً امور کے لوگ ظاہر میں روحانوں کی مانند ہوتے ہیں۔ ضروری نہیں ہو کہ رجل تشریح نہ رہاں فکریں کی خبر ہو۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت نضر علیہ السلام کا علم نہ تھا۔ کبھی کبھی عموماً و تشریح ایک ہی شخص میں جمع ہو جاتی ہیں۔ رجل فکریں میں قطب مہر اور رجل تشریح میں قطب ارشاد ہوتے ہیں۔ عموماً قطب دار قطب ارشاد کے وقت ہوتا ہے۔ بخاری شریف کی روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات حضرت خضر علیہ السلام سے ہوئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ساتھ رہنے کی خواہش ظاہر کی تو حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: اِنِّیْ عَلَیْ عِلْمٍ مِّنْ عِلْمِ الْمَلٰٓئِکَہِ عَلَیْہِ لَا تَعْلَمُ اَنْتَ وَ اَنْتَ عَلَیْ عِلْمٍ عَلٰی سَکْمِہِ الْاِلٰہِ لَا اَعْلَمُہُ۔ ”میرے ہونے نے ایک قسم کا علم مجھ کو دیا ہے جو تم کو نہیں ملا ہے اور تم کو ایک قسم کا علم ملا ہے جو مجھ کو نہیں ملا ہے اور تم کے لوگ مہذب کہلاتے ہیں۔“

سوال نمبر 24 :- واردات کو نیو اور طلب سے کیا مراد ہے؟

جواب :- سالک کے دل میں بعض اوقات کسی حالت والے جاتے ہیں اور بعض اوقات مادی امور سے متعلق حالات مثلاً ایسا ہوگا ایسا نہ ہوگا اس کو واردات کو نیو کہتے ہیں۔ طلبی معارف کو واردات علیہ کہتے ہیں۔ دونوں محود ہیں مگر طلبی کو نیو سے افضل ہوتے ہیں علیہ ہر شخص کو نہیں ملتا۔

م دے جے ہن ہدہ ظرف قفن غوار رکھ کر

سوال نمبر 25 :- مشرب کیا ہوتا ہے؟

جواب :- ہر سالک کسی نہ کسی نبی کے زیر قدم ہوتا ہے۔ لیکن کون کس کے زیر قدم ہے اس کا پتہ نہیں ہوتا۔ ایک بزرگ نے اپنے مرید کو دوسرے بزرگ کی خدمت میں بھیجا تاکہ انہیں اپنے مشرب کا پتہ چلے۔ جب مرید پہنچا تو اس بزرگ نے کہا تمہارے یہودی کا کیا مصلیٰ ہے؟ مرید بہت خفا ہوا۔ جب واپس پہنچا اور بزرگ نے مرید سے حقیقت حال پوچھی تو مرید نے جھگٹے جھگٹے بتایا۔ شیخ نے کہا اللہ اللہ کہ میں موسوی مشرب ہوں۔

سوال نمبر 26 :- قیوم کسے کہتے ہیں؟

جواب :- عام قلیات معات الہی کا مظہر ہے۔ اب قلیات ذات کا مظہر بھی کسی کو ہونا چاہیے اس کو قیوم کہتے ہیں کہ عام کا قیام مادی وسائل پر نہیں بلکہ ذکر اللہ پر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث میں ہے کہ قیامت نہیں آئے گی جب تک کہ زمین پر ایک بھی اللہ اللہ کرنے والا ہوگا۔ مشکل یہ کہ ذکر اللہ کرتے ہیں اور اس کے سلسلے کو جاری کرتے ہیں مذاہب شرع سے کسی خاص کو قیوم بتا دیا جاتا ہے۔

سوال نمبر 27 :- دست غیب سے کیا مراد ہے؟

جواب :- بعض مشائخ کو روزانہ سطلے کے نیچے سے یا کسی اور طرح سے رزق مل جاتا ہے یہ دست غیب کہلاتا ہے۔ یہ بھی دست غیب ہے کہ بلا توقع کوئی چیز پیش کرے۔

سوال نمبر 28 :- بزرگوں کے فتم شریف پڑھنے کی کیا اصل ہے؟

جواب :- کوئی آیت یا عبارت جسے کسی شیخ کی زندگی اور کیفیات سے مطابقت ملے ہو ان کے ایصال خواب کے لئے پڑھا فتم شریف کہلاتا ہے۔ بعض مشائخ خود مستحکم کرتے ہیں اور بعض کی وقت کے بعد متوسلین مقرر کر دیتے ہیں۔

سوال نمبر 29 :- خواب، واقعہ اور مشاہد میں کیا فرق ہے؟

جواب :- خیال میں جو کچھ نظر آئے خواب کہلاتا ہے۔ مراقبہ میں بیٹھے بیٹھے سوجھنے اور کچھ

دیکھے تو واقعہ کہلاتا ہے۔ اگر مراقبہ میں بھگم ہوئی وہ اس کو دیکھے تو مشاہدہ کہلاتا ہے۔

سوال نمبر 30 :- قبض و سطر سے کیا مراد ہے؟

جواب :- بعض اوقات سالک کو عجب و غریب انشراح اور کیفیات محسوس ہوتی ہیں، یہ سطر کہلاتا ہے بعض اوقات یہ کیفیات ایسے دب جاتی ہیں جیسے کچھ بھی نہ تھا، یہ قبض کہلاتا ہے۔ قبض و سطر دونوں اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں ہم اپنی کمزوریوں کے باعث صرف سطر مانتے ہیں جس طرح درخت کو کاٹکار پانی دینا ہے پھر کچھ حرم۔ پانی شگ و جذب ہونے کیلئے پھونکنا ہے۔ ہر وقت پانی کھڑا رہے تو فصلیں رو رہے اس طرح وقفے وقفے سے پانی دیتے سے درخت سرسبز و شاداب ہوتا ہے۔ یہی حقیقت قبض اور سطر کی ہے۔ ان کیفیات کے ذریعہ سالک کی تربیت کی جاتی ہے۔

سوال نمبر 31 :- قافی الرسول سے کیا مراد ہے؟

جواب :- جب طبعی طور پر سنت کی اتباع ہونے لگے تو اس کیفیت کا نام قافی الرسول ہے۔

سوال نمبر 32 :- یادداشت سے کیا مراد ہے؟

جواب :- چھوٹے بچے کو تہذیب سے اے بی بی یاد ہوتی ہے ۲۷ کو انجی تیزی سے چڑھنا نہیں آتا مگر بوقت ضرورت صحیح انگلیں لکھ سکتا ہے۔ یا ہم مسجد میں جلنے کا ارادہ کرتے ہیں راستے میں لودھ اور دیکھتے ہیں راستوں کو سلام کرتے ہیں مگر مسجد میں جانا نہیں بھولتے۔ اس کو یادداشت کہتے ہیں۔ سالک بھی دنیا کے کام کرنا ہے، مگر اللہ تعالیٰ کو ہرگز نہیں بھولنا۔

سوال نمبر 33 :- تہذیبیہ سلسلہ اور چشتیہ سلسلہ میں بنیادی فرق کیا ہے؟

جواب :- دونوں میں پانچ اولیاء اللہ گزرے ہیں۔ فرق صرف طریق کار کا ہے۔ حضرت عاتق اولیاء اللہ صابر کئی سے کسی نے پوچھا میں سلسلہ تہذیبیہ میں بیعت ہوں یا سلسلہ چشتیہ میں۔ فرمایا اس کی مثل یوں ہے کہ ایک زمین میں جھانپاں ہیں۔ اس میں کاشت کرنے کے دو طریقے ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس میں سلی چھ میٹھے مغلیٰ کو پھر کاشت کرو، دوسرا یہ کہ جتنا صاف

ہو اتنا غشت کرتے جہ اس نے کہا کہ مجھے دوسرا طریقہ پند ہے سرت کا لیا پتہ کب آجائے۔
فرمایا پھر تمہیں سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت ہوا چاہئے۔

سوال نمبر 34 :- کیا وجہ ہے کہ خفی المسک مملکت مشرق پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش، وسط ایشیائی ریاستیں، ترکی اور شام وغیرہ میں عیسائیوں میں زیادہ رائج ہیں؟

جواب :- تمام دین کا نچر چار تھیں ہیں اور یہ چار بھی سٹ کر دو میں آجاتی ہیں خفی و شافعی۔
حضرت مجدد الف ثانیؒ نے فرمایا ہے کہ خفی المسک میں کلمات نبوت غالب ہیں اور شافعی المسک میں کلمات وایت غالب ہیں خفی المسک مسالک میں اجماع سنت زیادہ ہوتی ہے۔

سوال نمبر 35 :- نماز میں دساروں اور خیالات بہت آتے ہیں؟

جواب :- ہر دوسرا خیال ہے جبکہ ہر خیالی دوسرا نہیں ہوتا۔ دوسرا وہ خیال ہے جو مقصد میں مانع ہو لیکن فقط خیال مقصد میں مانع نہیں ہوتا۔ خیالات کا آنا معترض نہیں خیالات کا انا معترض ہے۔ ہمیں نماز میں دنیا کے خیالات آتے ہیں جو مستقل ہے اور ظاہری و خیالات آتے ہیں دین کے جو داخلی ہیں جیسے حضرت عمرؓ نماز میں جہا کی صفیں درست فرماتے تھے۔ ایسے خیالات محمود ہیں اور حضور قلب کے خلاف نہیں ہیں۔

سوال نمبر 36 :- بعض مشائخ کو نماز میں اس قدر استغراق نصیب ہوتا ہے کہ اوردگردا پتہ بھی نہیں چلا کہ کیا ہو رہا ہے؟ ہماری نماز میں کیوں ایسا نہیں؟

جواب :- نماز میں اس قدر استغراق حاصل ہونا لازمی امر نہیں ہے حضور قلب سے مراد نماز میں توجہ الی اللہ ہے نبی علیہ السلام نے ایک بچے کے رونے پر نماز کو ختم کر کے سلام پھیر دیا۔
تم۔

سوال نمبر 37 :- سنا ہے دوسرا آنے پر فتنی کی گرفت ہوتی ہے؟

جواب :- صرف اس دوسرا پر گرفت ہوتی ہے جو فتنی کو غافل کر دے۔ جو دوسرا آنے اور گزر جائے اس پر گرفت نہیں ہوتی۔

سوال نمبر 38:- عین اور الہام میں کیا فرق ہے؟

جواب:- انسان جب نیت و ارادے کے ساتھ ایک رائے قائم کر لیتا ہے اس کو عین کہتے ہیں اور جب خود بخود قلب میں کوئی خیال وارد ہوتا ہے اسے الہام کہتے ہیں۔

سوال نمبر 39:- عالم خلق اور عالم امر سے کیا مراد ہے؟

جواب:- اللہ تعالیٰ نے کائنات کو دو طرح سے پیدا کیا جسے کن کہہ کر پیدا کیا وہ عالم امر کہلاتا ہے جسے بدو جہانج پیدا کیا وہ عالم خلق کہلاتا ہے۔

سوال نمبر 40:- کیا صلح جائز ہے؟

جواب:- ساز اور باجوں کے ساتھ کسی قسم کا گناہی حق کہ حود و نعمت بھی مجاز ہے۔ بغیر مزاحیر کے چند شرائط کے ساتھ جائز ہے۔ مثلاً

1- اشعار و اقوال مضائقہ پر مبنی نہ ہوں۔

2- مجلس میں محرم، غیر محرم کا اختلاط نہ ہو۔

3- سامعین کو اتنی رغبت ہو جیسے بھوک میں کھانگی۔

سوال نمبر 41:- سنت اور بدعت کی کیا پہچان ہے؟

جواب:- سنت عملِ آفاق ہوتا ہے بدعت علاقائی ہوتی ہے یعنی سنت عمل ہر جگہ ہر ملک میں یکساں ہو گا مثلاً دوسری محرم کا روزہ رکھنا سنت ہے یہ ہر جگہ ہر ملک میں رکھا جاتا ہے۔ دوسری محرم کا "مثلاً" بدعت ہے اسی لئے اہل حق میں مسئلے کا طریقہ اور "پاکستان میں اور عراق میں اور" ہندوستان میں اور ہے۔

سوال نمبر 42:- است کا ایک سنت بڑا ملحد تصوف کو اچھا نہیں سمجھتا یہ کیوں ہے؟

جواب:- بعض لوگ دھمکی جڑوں کی باتیں سن کر غصہ ہو جاتے ہیں یہ نہیں سوچتے کہ آج تو ہر معاملے میں کھوکھا کھرے سے ملا ہوا ہے۔ گھمباز تو ہمارا کلام ہے۔ علم میں بھی بعض نفس بہت دنیا دار لوگ شامل ہو جاتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ علم حاصل کرنا بند کر دے۔

تصوف پر اعتراض کرنے والوں کی مثل بندہ کی سی ہے جسے آکل نہ لکھا کہتے ہیں۔ مسلمان ہونے سے پہلے کتنی ہی دشمن تھی مسلمان ہونے کے بعد کہنے لگی "یا رسول اللہ" اب آپ سے بڑھ کر کسی چیز سے محبت نہیں۔ "سفرِ نبوی" تصوف کی حیثیت کھل جائے تو ان کا یہی حال ہو۔

سوال نمبر 34 :- تصوف میں مروج کن چیزوں سے ہونا ہے؟

جواب :- چار چیزوں سے: (1) کثرت ذکر (2) اتحاف سنت (3) تقویٰ (4) رابطہ شیخ

سوال نمبر 44 :- بعض مشائخ کی زبان سے "انا الحق اور سبحانی ما اعظم شأنی" وغیرہ کے الفاظ کیوں نکلتے؟

جواب :- یہ الفاظ ظہرِ حان میں نکلے جس حالت میں انسان معذور ہوتا ہے حضرت موسیٰؑ کے سامنے اگر درست سے آواز نکل سکتی ہے "انسی انا اللہ" تو کیا عجب ہے کہ کسی انسان کی زبان سے انا الحق کے الفاظ نکلیں۔ نام صاحب ہوش آدمی ایسے الفاظ کہے گا تو جوتے پڑیں گے۔

سوال نمبر 45 :- اکثر کمپنوں کا سب کیا ہوتا ہے؟

جواب :- اکثر گنہ "حب جلد" یا "قوت بد" کی وجہ سے ہوتے ہیں۔

سوال نمبر 46 :- حضرت محمد انب ثانیؐ نے لکھا ہے کہ آخر میں حقیقت کعبہ اور حقیقت محمدیہ ایک ہو جائیں گے؟

جواب :- کعبہ تجلیات ذاتی کا مرکز ہے اسی لئے وہ مسجد الہیہ ہے آنحضرت ﷺ کا قلب مبارک بھی آخر میں دائمی طور پر تجلیات ذاتی کا مرکز بن جائے گا حضرت یوسفؑ کو ایک نبی حضرت یعقوبؑ نے مجبور کیا کہ حضرت آدمؑ کو مجبور کر دیا گیا۔ "لا یسمنی ارضی ولا سمائی و لکن یسمنی قلب عبد موسیٰ" کعبہ بھی تجلیات ذاتیہ کا مرکز موسیٰ کا قلب بھی فرق ہے کہ کعبہ دائمی تجلیات کا مرکز مگر موسیٰ پر کبھی ہیں کبھی نہیں۔

سوال نمبر 47 :- بعض بزرگوں سے مروی ہے کہ حضرت علیؑ ایک رات بلب میں پاؤں رکھتے تو

بسم اللہ پڑھتے دوسرے ہاؤں رکھتے تو دائیں پر ہٹے یہ کیسے ممکن ہے یا بعض بزرگ اپنے شر سے دوسری جگہ پہنچے شادی کی بچے ہوئے واپس آئے تو ہندو گھٹے کی گزرے تھے کیا ایسا ہو سکتا ہے؟

جواب :- زمانے کا ایک ٹھول ہوتا ہے ایک عرض ہوتا ہے عام مشہور میں ہے کہ زمانے کا صرف ٹھول ہے عرض نہیں ہے ممکن ہے اللہ تعالیٰ خاص کے ایسے کام زمانے کے عرض میں کروا دیتے ہوں جیسے واقعہ حراج۔

سوال نمبر 48 :- مبداء تعین کسے کہتے ہیں؟

جواب :- ہر سالک کے لئے اللہ تعالیٰ کے اسما و صفات میں سے ایک مبداء تعین ہوتا ہے اس سالک کی رہائی اپنے مبداء تعین تک ہی ہوتی ہے اگر کسی کو اس سے دیر سیر غیب ہو تو وہ فکری ہوتی ہے قدی نہیں۔ مقام نہیں مینا گا جیسے گھر لاہور میں ہے یہ اصل مقام ہوا۔ اب جہاں گھوم پھر آؤ مقام یکساں رہے گا۔

سوال نمبر 49 :- تعین اول کونسا ہے؟

جواب :- حدیث پاک میں ہے "کنست کسراً مخلصاً صاحبیت ان اعرف فمخلصفت الخلق"۔ میں عمل دوازہ مقاموں میں نے بند کیا کہ میں پہچان پاؤں۔ پھر میں نے خلق کو یہ اکر دیا۔ بعض مشائخ لکھا کہ خدا کا پہلی ہر مخلوق کو پیدا کرنے کا علم تعین اول ہے بعض نے کہا ارادہ (تخلیق) تعین اول ہے لیکن حضرت مجدد الف ثانیؒ نے فرمایا ہے: یہ چاہنا کہ مجھے پہچانا جائے تعین اول ہے یہ "حب" ہی تھی مبداء تعین ہے اس سے اوپر لائقین کا مقام ہے۔

سوال نمبر 50 :- صوفیائے کرام فقط صلی پر بیٹھ کر تسبیحات پھرتے رتبے ہیں جہاں میں حصہ کیوں نہیں لیتے؟

جواب :- جہاں فقط قرآن مجید میں کئی مقلد پر وارد ہوا ہے۔ مثلاً

1۔ جہاں بالاصل یعنی اپنے ہی کو اللہ کے راستے میں خرچ کرنا "و جہاھدوا لناموالکم" اس پر عمل ہے۔

(2) — جہاد بانفس یعنی اپنی جانوں پر احکام شریعت پھڑکنا۔ قرآن الہی ہے ”وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ“ اسی لئے حدیث پاک میں بھی وارد ہے ”الْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِي طَاعَةِ اللَّهِ۔“

(3) — جہاد بالقرآن اپنی کفار کے سامنے احکائے کلمت اللہ کی خاطر اسلام کی دعوت کو پیش کرنا جو جہاد ہم بہ جہاد اکبیرا اس کی دلیل ہے۔

(4) — جہاد بالسیف یعنی کفار کے ساتھ قتال کرنا جیسے قرآن الہی ہے ”يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ“

صوفیائے کرام عام طور پر جہاد کی پہلی تین صورتوں میں فعل رہتے ہیں۔ اس کی مثالیں انہیں من انفس ہیں۔ رہی بات جہاد بالسیف کی تو جب دین اسلام کی سرطانی کیلئے جہاد فرض میں ہو جاتا ہے تو یہ حضرات کھن برودوش ہو کر میدان میں نکل آتے ہیں اور کفار کے سامنے سپر پٹائی ہوئی دیوار یعنی قربان مرسوم بن جاتے ہیں۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں:

(1) — ساتویں صدی ہجری میں آثار یوں نے جب طلحہ الدین خوارزم شہابی داعی اسلامی سلطنت اور عباسی خلافت کا چراغ گل کر دیا تو یہ ضرب الفل بن مکی تھی۔

”اِذَا قِيلَ لَكَ اِنَّ السَّاعَاتِ اَنْهَزَتْ مَوَافِلَا تَصْدُقْ“

[اگر کوئی کہے کہ آثار یوں نے قلت کھلی تو یقین نہ کرنا]

ایسی عجیب صورت حال میں حضرت محمد درندہ کی جیسے حضرات نے آثار ی شہزادوں کے دلوں کی کلاہت دی اور انہیں سلی کے جد بھی شہزادے سفار ہو گئے اور دنیا میں اسلام کی عظمت کا پھر یہ الزام لگا۔ طائر اقبال نے کہا

... ہے عیاں آج بھی آثار کے افسانے سے
ہاساں مل مجھے کہے کو مسم خانے سے

(2) — ہندوستان میں جب اکبر بادشاہ کی وجہ سے دین الہی کی تہذیبی اٹھی تو حضرت مجدد الف ثانی نے اسیانے دین کا علم بلند کیا اور وقت کے بڑے بڑے فقی جرنیلوں مثلاً شیخ فرید اور غلام

خانان کے دلوں پر توجہات والیں حتیٰ کہ وہ وقت آیا کہ رسوات بدعات کا قلع بچ ہو اور دنیا میں "بسی الارض بعد عوب" کا نقشہ پیش ہوا۔ اور گنہگار جیسا رہندار ہوا شہ انہی کی منت کا شرف تھا۔

(3)۔ روس نے افغانستان پر حملہ کیا تو غازی محمد شہیدؒ "مذہبے" اور شیخ شاملؒ جیسے مشائخ طریقت نے 1813ء سے 1859ء تک 46 سال جنگ لڑی اور کچھ نسلوں کے ساتھ قتل کیا۔
(4)۔ طرابلس کی جنگ میں شیخ احمد الشریف سنوی نے اپنے مریدین کو اٹلاہوں کے سامنے صف آراء کیا اور انہیں پندرہ سال ٹاکوں پہنے چھوئے۔ صحرائے اعظم افریقہ کی سنوی خانقاہ آج تک مشہور ہے۔

(5)۔ انیسویں صدی یسوی میں الجزائر میں امیر عبدالقادر نے فرانسیسیوں سے 1832ء سے لے کر 1847ء تک 15 سال جنگ کی یہ شیخ طریقت تھے۔

(6)۔ ہندوستان میں تحریک خلافت کے سلسلے میں جہاد شاملی کے حافظہ فاضل شہیدؒ اور انگریز سے آزادی کے حصول کے لئے سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کے ہاتھوں کو تاریخ میں نمایاں مقام حاصل ہے۔

(7)۔ افغانستان میں سید جعفر الدین افغانیؒ "ہندوستان میں شیخ الحداد امیر اہل حضرت محمود الحسنؒ اور سلسلہ شاذلیہ کے حسن العناء وغیرہم یہ سب حضرات مشائخ طریقت تھے۔ ان سب نے جہاد باسیف کیا۔ ان عظیم قریبوں کے بغیر تاریخ اسلام ناممکن ہے۔

(8)۔ سلسلہ علویہ نقشبندیہ کے شیخ حضرت مرزا مظہر جان جانا شہیدؒ نے اپنے مریدین میں ایسا جذبہ جہاد بھرا کہ ایک طاقتور اپنے دو بیٹوں کو مخاطب ہو کر کہتے تھے۔

۔ یوں ابراہیم محمد علی کی جاں بیٹا خلافت پہ دے دے دو
تاہیے حضرت مولانا محمد علی جوہرؒ نور مولانا شوکت علیؒ میں جذبہ جہاد کس نے بھرا تھا۔ وہی
شیخ جو خود بھی ایک عالم کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ آج بھی ان کی قبر مبارک کے قریب یہ اشعار لکھے ہوئے ہیں:

۱۔ ہر لوح تربیت میں یافتہ از غیب تجرید۔

کہ این عقول راجز بے گناہی نیست تعمیر

حضرت مولانا محمد علی دہلویؒ مسلمانوں کی آزادی کیلئے اپنے گھر سے ہجرت کر کے لندن چلے گئے تاکہ مسلمانوں کی آواز انگریز کے ہوانوں تک پہنچا سکیں۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت نہیں اور جب جان سے مار دیے جانے کی دھمکی دی گئی تو ”افضل“، ”الحید“ و ”محمد حق“ علیہ السلام جانشین کے مطابق کفر کی سنگھ میں دمکھ ڈال کر کہا:

| | |
|--------------------------------------|--|
| تم یوں ہی سمجھا کہ میں میرے لئے ہے | یہ غیب میں سلطانِ بد میرے لئے ہے |
| پیغامِ مانتا جو حسین ابن علیؑ کو | خوشی ہوں کہ وہ پیغمبرِ قضا میرے لئے ہے |
| بھٹے کے دستے کی جو موت آئے سمجھا | اکسیر کی ایک دوا میرے لئے ہے |
| توحید تو یہ ہے کہ خدا شتر میں کہہ دے | یہ بندہ وہ دالم سے تھا میرے لئے ہے |



کتابیات

"تصوف و سلوک" کی ترتیب و تالیف میں جن کتب سے مدد حاصل کی گئی ہے ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

| نمبر شمار | نام کتاب | مؤلف | سن ترتیب و تالیف |
|-----------|-----------------------|---|------------------|
| 1 | کتاب الطریق فی التصوف | شیخ ابو نصر سراج غوسی | 378 ہجری |
| 2 | کتاب التعرف | شیخ ابو بکر بن ابراہیم بخاری الکلاباذی | 380 ہجری |
| 3 | قوت القلوب | شیخ ابو طالب محمد بن عبد کرم | 386 ہجری |
| 4 | طبقات الصوفیہ | شیخ عبد الرحمن محمد بن الحسن بنیساہوری | 412 ہجری |
| 5 | ملکۃ اللہ | محدث کبیر شیخ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی | 430 ہجری |
| 6 | رسالہ قیسوہ | شیخ ابو القاسم بن ابراہیم بن القشیری شیشامی | 445 ہجری |
| 7 | کشف القلوب | شیخ الشیخ ابو الحسن علی بن عثمان بخاری | 470 ہجری |
| 8 | طبقات الصوفیہ | شیخ الاسلام عبد اللہ بن محمد انصاری ہروی | 480 ہجری |
| 9 | احیاء العلوم | شیخ محمد امین خراسانی | 505 ہجری |
| 10 | تولب الہدین | شیخ شہاب الدین سرور دہلی | 563 ہجری |
| 11 | زبدۃ المتقین | شیخ الطریق سراج بن محمد غفری | 616 ہجری |
| 12 | تذکرۃ الاولیاء | شیخ فرید الدین عطار | 630 ہجری |
| 13 | عوارف المعارف | شیخ شہاب الدین سرور دہلی | 632 ہجری |
| 14 | فتوحات سچہ | شیخ غنی الدین ابن سبکی | 637 ہجری |
| 15 | مراد العبد | محمد الدین امام دہلوی | 654 ہجری |
| 16 | نجات | شیخ فرید الدین عطار | 688 ہجری |
| 17 | نجات دہش | سودا جانی | 7ہجری |
| 18 | دلیل العارفین | خواجہ شہاب الدین بختیار کالی | ہجری |
| 19 | خواجہ انسا گنج | خواجہ فرید الدین گنج شکر | ہجری |

- ۲۰ راجع به قلوب حضرت خاندان پاکدین لویه، جری
- ۲۱ مکتوبات امام ربانی حضرت شیخ الاسلامی مجدد الف ثانی، جری
- ۲۲ مکتوبات محمودیه حضرت خواجہ محمد محمود، جزوی
- ۲۳ کرامۃ السوف حضرت سید ذرارہ صبیح شاد، جری
- ۲۴ انکاس صغری حکیم الامت حضرت قاضی، جری
- ۲۵ شجرہ طیبہ حضرت خواجہ نور شہزاد ملک صدیقی، جری

تصوّف و سلوک سے اقتباس

آج امت مسلمہ کی زبوں حالی اس انتہا کو پہنچ چکی ہے کہ جھوٹ پرست اور کھوٹا کھڑے سے بالکل پرست نظر آتا ہے۔
 ۱۔ ناطقہ سر بگریب پا ہے لئے کیا کہتے

جس طرح علم ظاہر کے حامل علمائے حق کی صفوں میں علائے سوء داخل کیے
 ہیں اسی طرح علم باطن کے حامل مشائخ حق پرست کے بھی میں نفس پرست
 رگ شامل ہو چکے ہیں عوام الناس کی روحانی اور باطنی تنزلی کی انتہا یہاں تک
 پہنچی کہ ایک طبقے نے بیعت طریقت کو لازم قرار دے کر فرائض کے ترک
 کرنے اور شریعت و طریقت کو الگ الگ ثابت کرنے کا ہمانہ بنا لیا۔
 صَلُّوْا قِاضِلُوْا، (خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا)،
 دوسرے طبقے نے بیعت طریقت کو گمراہی سمجھ کر اسکی مخالفت کا بیڑا اٹھالیا
 وَيَا اَسْفٰی!

ان حالات میں اہل حق کیلئے افراط و تفریط کے شکار ان دونوں طبقوں سے
 چوکھٹی شرابی لڑنے کے سراچار نہیں تاکہ احکام شریعت کو بکھا کر پیش کیا جاتے
 اور حق و باطل کی حد فاصل کو واضح کیا جاتے۔

دارالعلوم چنگ چنگ صدر فون: 0471-622832

مکتبہ العقیقہ 223 سنت پورہ فیصل آباد فون: 618003-631539

جامعۃ الحبیب شاہد اب کالونی فیصل آباد فون: 655531-659429

بَرَاءَةُ الرَّافِضَةِ